حیاتِ صدیقہؓ

تصنیف و تالیف

علامہ حافظ قاری سید ودود الحی ندوی مدظلہ

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیر نظر کتاب "حیات صدیقہ رض" ممتاز عالم دین وخطیب بے بدل، مبلغ اسلام علامہ سید ودود الحی ندوی مدظلہ کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مبارک زندگی کے تقریباً تمام خدوخال اختصار کے ساتھ، مستند حوالہ جات کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں، زبان اور اندازِ تحریر اتنا دلکش اور مؤثر ہے کہ بات دل میں اتر جاتی ہے اور جذبہ عمل بیدار ہوجاتا ہے، مردوں سے زیادہ یہ کتاب عورتوں کے لئے مفید ہے کیونکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ طیبہ مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کے لئے ایک شمعِ ہدایت سے کم نہیں، دنیا بھر کی عورتوں میں آپ کا مقام أظہر من الشمس ہے۔ بقول فاضل مصنف "اگر مردوں کی طرح عورتوں میں بھی سلسلۂ نبوت کا اجراء اللہ تعالیٰ کی سنت ہوتی تو یقین مانیئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر اقدس پر بھی تاجِ نبوت نظر آتا"

کتاب کے آخر میں 'مرویاتِ صدیقہ' کے عنوان سے ایک نہایت گراں قدر باب کے اضافے نے اس کتاب کی افادیت وبرکت میں چار چاند لگا دیئے ہیں، جس میں حضرت صدیقہ رض سے مروی ایک سو پچاس سے زائد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔

ہمارے کرم فرما مولوی اشرف علی صاحب ملیح آبادی خلف الرشید حضرت مولانا وصی علی صاحب (صدر مدرس ومفتی مدرسہ جامع العلوم کانپور وناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے کچھ عرصہ قبل اپنے برادر نسبتی مولانا سید ودود الحی مدظلہ کی کتاب کا ایک نسخہ اس خواہش کے ساتھ مرحمت فرمایا تھا کہ یہ مبارک کتاب مفادِ عامہ کی خاطر یہاں سے بھی شائع ہو۔

ہم محترم مولوی اشرف علی صاحب مدظلہ کے ممنون ومشکور ہیں کہ ان کی عنایت سے یہ نادر اور مفید کتاب شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو اس مبارک کتاب سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ

ادب منزل۔ پاکستان چوک کراچی
یوم الجمعہ۔ ۲۷ر جنوری ۱۹۷۸ء

طالب دعا
ناشر

فہرست

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حرفِ آغاز سے پہلے

پیشِ نظر صحیفۂ مبارکہ ۱۹۵۹ء میں پہلی بار شائع ہو کر مقبولِ عوام وخواص ہو چکا ہے اور احقر مؤلف کو منامی طور پر بھی اس حقیر خدمت کی پسندیدگی کا اشارہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قدسی بارگاہ سے مل چکا ہے پس ایک خطاکار و گنہگار پروردگارِ عالم کے اس فضل وانعام پر جس قدر شکر ادا کرے کم ہے۔

جس کی صورت یہ ہوئی کہ کتاب کی پہلی اشاعت کے چند ہی دنوں بعد مجھ پر ایک ایمان آفریں صبح ایسی آئی جس میں سرزمین طیبہ خواب کی صورت میں سامنے تھی، وہیں کے ایک پرنور اور کشادہ میدان میں ایک خاتون نظر آئیں جو ایک سیاہ برقعہ میں مستور تھیں، ان کے جسم کا کوئی حصّہ کھلا ہوا نہ تھا، یہاں تک کہ ان کی انگلیاں بھی برقعہ سے باہر نہ تھیں، برقعہ چونکہ ڈھیلا ڈھالا تھا اس لئے بدن کی ساخت کا بھی کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا، ان کے اردگرد چند ایسے معمر اور سن رسیدہ حضرات بھی تھے جن کے چہرے روشن اور منور تھے، جن کی چال ڈھال سے تقدس اور شرافتِ ایمانی کا اظہار ہو رہا تھا، جو نہایت تواضع اور ادب سے اُن خاتون سے کم از کم پانچ سات گز دور دور ایک حلقے کی صورت میں چل رہے تھے، اگرچہ خاتون اس حلقہ کے وسط میں تھیں اور چند آدمی آگے آگے بھی تھے لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے یہ سب ساتھی اُن ہی کی رہنمائی میں کہیں جا رہے ہیں۔

جب یہ حضرات کچھ آگے بڑھ گئے تو میں نے پیچھے چلنے والے ایک بزرگ سے ادب کے ساتھ دریافت کیا، "حضرت! یہ کون خاتون ہیں؟" اُن بزرگ محترم نے بہت پست آواز میں جواب دیا، "تم نہیں جانتے!" میں نے عرض کیا، "جی نہیں"۔ فرمایا یہ ام المومنین ہیں، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، فجر کی اذان ہو رہی تھی، اٹھ کر نماز پڑھی اور رب العالمین کے حضور میں "حیات صدیقہؓ" کی قبولیت پر دیر تک تڑپتے ہوئے قلب اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ اپنی مغفرت کی دعائیں کرتا رہا۔[1]

---

[1] ایک زمانہ ہوا جب یہ خواب قسمت سے دیکھا تھا، اس کے بیان کرنے میں میں نے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے چنانچہ میرے احباب ومتعلقین میں بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں۔

بقیہ ص۶ پر

اس کتاب کی حقیقی طلب و قبولیت کا اثر اس طرح بھی ظاہر ہوا کہ پہلی ہی طباعت کے موقعہ پر چند ہفتوں میں یہ ہاتھوں ہاتھ نکل گئی، اس کے بعد بھی مزید طلب کے لئے بے شمار ہاتھ پھیلے ہوئے نظر آئے، جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ کتاب ختم ہو گئی تو مایوسی کے ساتھ بڑھے ہوئے ہاتھ خالی لوٹ گئے۔ جن لوگوں تک یہ نعمت گراں مایہ نہ پہنچ سکی تھی اُن کی طرف سے اُسی زمانے میں اس کی دوبارہ طباعت کا تقاضا شروع ہوا اور طبع ثانی کے لئے ان کا اصرار برابر جاری رہا، اس طویل مدت میں

بقیہ حاشیہ ص۵ :۔ اس موقعہ پر اس کے تذکرہ سے اظہار تقدس مقصود نہیں، اپنے اعمال کا تو حال ہے کہ اگر ارحم الرٰحمین مواخذہ شدید کے بعد بھی بخشش دے تو میں سمجھوں گا کہ بہت سستا معاملہ ہوا اور یہ اس کا بڑا ہی کرم ہوگا، بقول حسرت ہانی مرحوم اپنا تو یہ حال ہے:

ترے کرم کا سزاوار تو نہیں حسرتؔ
اب آگے تیری خوشی ہے جو سرفراز کرے

اس خواب کے اظہار کی غرض سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ اس میں اگر تدبر سے کام لیا جائے تو بطور خاص عہد حاضر کی مسلم خواتین کے لئے بہت سی عبرتیں اور بصیرتیں ہیں، آج بے پردگی اور بے حجابی کا جو عالم ہے وہ محتاج بیان نہیں، تقریباً تمام مسلم ممالک میں پردہ کے خلاف مستقل جہاد جاری ہے، بدقسمتی سے پڑھے لکھے مسلمان اس کو رسم جاہلیت سے تعبیر کرتے ہیں

۱۔ اس خواب میں ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کے ساتھ مذکورہ انداز سے نظر آنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ان کی بارگاہ میں عریانیت اور بے حجابی نامقبول ہے، اس سے ایک مسلم خاتون کی عزت بڑھتی نہیں بلکہ وہ ذلیل و رسوا ہو جاتی ہے۔

۲۔ صحابہؓ کا ان کے ہمراہ ادب سے چلنا ہم کو بزرگوں کی شرعی توقیر و عزت کی طرف دعوت دیتا ہے۔

۳۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صحابہ رضؓ کے ساتھ قائدانہ حیثیت کے باوجود اُن سے ممتاز رہنا دور حاضر کے اختلاط مرد و زن کی ناپسندیدگی کی کھلی ہوئی تعبیر ہے۔

۴۔ شرعی پردہ مسلمان عورتوں کے لئے قید و سزا کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ ضرورت کے ماتحت بشروط اس کا باہر نکلنا بھی ظاہر و باہر ہے۔

۵۔ بزرگی صرف مردوں ہی کا حق نہیں عورت بھی اس میں برابر کی شریک ہے اس کا بھی اشارہ اس خواب میں موجود ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بصیرتیں اس خواب میں اہل فکر و تدبر کے لئے موجود ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

لوگوں کے پیہم اصرار اور کتاب کی افادیت کے پیش نظر میری دلی تمنا یہ رہی کہ اس کو جلد از جلد چھاپ دیا جائے، لیکن ہر کام کا ایک وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اس لئے حسب خواہش ایک عرصہ تک یہ دوبارہ طبع نہ ہو سکی۔

اللہ عزاسمہٗ اپنی حکمت ومشیت کے اعتبار سے اپنے بندوں کی نیک اور پُرخلوص تمناؤں کو کبھی نہ کبھی پورا کیا کرتا ہے چنانچہ وہی صورت اس کتاب کی بھی ہوئی، پورے دس سال بعد اس کی طبع ثانی کی نوبت آئی، اس طرح کافی انتظار کے بعد یہ نعمتِ بے بہا اہل السنت والجماعت کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے اللہ کرے وہ اس کے انوار وتجلیات سے اپنے قلوب کو منور کریں اور اس کی بابرکت روشنی میں اپنے اور اپنے متعلقین کے اعمال کو جگمگائیں۔

مردوں سے زیادہ یہ کتاب عورتوں کے لئے مفید ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ ہر گھر میں یہ کتاب پہنچے اور گھر کی تمام عورتوں اور بچیوں کو اس سے خاطر خواہ استفادہ کے لئے آمادہ کیا جائے تاکہ موجودہ گھریلو زندگی کی لعنتوں سے وہ بچنے کا ایک صاف اور روشن راستہ پاسکیں اور ان کو معلوم ہو سکے کہ وہ اپنے گھر کو کس طرح رشکِ فردوس بنا سکتی ہیں۔

اس کتاب میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک زندگی کے تقریباً تمام خدوخال اختصار کے ساتھ نمایاں ہیں، اگر آج مسلمان عورتیں اس کو اپنی زندگی کے لئے مشعل راہ بنالیں تو یقین ہے کہ ان کی بہت سی کلفتیں اطمینان وسکون سے بدل جائیں گی اور خود اُن کا شمار اللہ کی مقبول بندیوں میں ہونے لگے گا۔

میں نے اپنی بیٹی نور چشمی آصفہ زمانی سلمہا کو جب گھر سے رخصت کیا تو اس کے جہیز میں قرآنِ پاک کے ساتھ یہ مبارک صحیفہ بھی شامل کر دیا تھا، اس طرح وہ گویا اپنے ہمراہ ایک ایسی مونس و غمخوار کو لے کر جا رہی تھی جس کے دل میں سارے مسلمانوں کا درد تھا جس کی ساری زندگی ہی رحمۃ للعالمین (ارواحنا فداہ) کی آغوش تربیت میں رہ کر عالمِ انسانیت کے لئے رحمت ورأفت اور ہمدردی اور غمگساری کا مجسمہ بن چکی تھی اور جس کی ایک رفاقت پر بے شمار ماؤں کی شفقتیں اور رفاقتیں قربان وتصدق تھیں۔

اس مرتبہ کتاب کے آخر میں "مرویات صدیقہؓ" کے عنوان سے ایک اہم باب کا اضافہ بھی کیا گیا ہے اور سچ پوچھئے تو کتاب کی دوبارہ طباعت کی تاخیر کے جہاں اور اسباب وعلل تھے وہاں ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس عنوان پر اب تک کام نہ ہو سکا تھا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے لطف بے پایاں سے اس دوسری طباعت کے موقعہ پر میری یہ دیرینہ تمنا بھی پوری فرمادی، میرے خیال میں یہ کتاب اس وقت تک ناقص و نامکمل رہتی جب تک اس میں مذکورہ باب کا اضافہ نہ کیا جاتا، ہر چند کہ کثرتِ مشاغل صحت کی ناہمواری اور اپنی علمی بے بضاعتی اس عظیم کام کی اجازت نہ دیتی تھی لیکن اللہ کا نام لے کر اس سلسلہ میں ہمت بھر کوشش کی گئی، الحمدللہ کہ وہ ایک حد تک نتیجہ خیز اور کامیاب رہی۔

اس باب میں اوراق احادیث صحیحہ سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ روایتیں نقل کی گئی ہیں جو عام طور پر مسلمان کی زندگی سے اصلاحی اعتبار سے گہرا اور قریبی ربط رکھتی ہیں اور جن کو سعادت دنیا اور نجاتِ آخرت کے لئے جاننا ہر صاحبِ ایمان کے لئے از بس ضروری ہے اس سلسلہ میں اختصار کے پیشِ نظر ان روایات سے صرف نظر کیا گیا ہے جو عموماً روزمرہ کی زندگی سے تعلق نہیں رکھتیں یا جن کی طوالت کتاب کے اختصار پر اثر انداز ہونے والی تھی، اس کے باوجود اب بھی یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ عام ضرورت کے اعتبار سے ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہر روایت اس باب میں موجود ہے، ابھی سیکڑوں جواہر پارے اس کوزۂ تنگ و کوتاہ سے باہر ہیں، جن باذوق حضرات کو جلاء ایمانی کے لئے ان کی تلاش ہو وہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وصاف بحر ذخار میں غوطہ لگائیں اور ان گوہر ہائے آبدار سے اپنے دامن مراد کو بھر دیں۔

الحمدللہ کہ کتاب کا یہ نقش ثانی جامعیت کے اعتبار سے نقشِ اوّل سے بہت زیادہ بڑھ گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور عوام اہل سنت کو اس سے کماینبغی استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ؁

کمترین خلائق احقر العباد

سید ودود الحی ندوی عفی لہ

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۶۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ط

حرفِ آغاز

۱۹۵۴ء میں مشرقی افریقہ کے تبلیغی دورہ اور زیارت حرمین شریفین (زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً) سے واپسی کے بعد بمبئی کا مستقل قیام ترک کرکے اپنے وطن مالوف لکھنؤ آ رہا بمبئی سے رشتۂ محبت قائم کئے ہوئے چونکہ بارہ سال کا عرصہ گذر چکا تھا اس لئے وضعداری کے خلاف تھا کہ ترکِ قیام کے ساتھ ساتھ ترک تعلق بھی کر لیا جائے، چنانچہ احباب و مخلصین کی دعوت پر آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا، اور الحمد للہ یہ ایاب و ذہاب اب تک باقی ہے۔

اگست ۱۹۵۵ء میں جب احباب کی دعوت پر بمبئی آیا تو یہاں پہنچ کر ایک نہایت وحشت ناک اور حد درجہ تکلیف دہ خبر سننے میں آئی، معلوم ہوا کہ بعض نام نہاد "عاشقانِ رسول اللہ" ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وصلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہا کے ناموسِ پاک سے بڑی جسارت اور بیباکی سے کھیل رہے ہیں۔

اگرچہ یہ تماشا نیا نہ تھا، پرانا اور کافی پرانا تھا، لیکن بمبئی والوں کے سامنے شاید اس کی نقاب کشائی پہلی بار ہوئی تھی، آہ! یہ وہی ناپاک و نجس تیر تھا جو ہندوستان کے ایک مشہور شہر میں قلبِ رحمۃ للعالمین (ارواحنا فداہ) کو چھیدنے کے لئے ایک نہایت کہنہ مشق چابکدست "مسلمان" کھلاڑی کے ہاتھوں چلایا جا چکا تھا، مگر اہلِ بمبئی کے کانوں نے اس کی ایمان سوز سنسناہٹیں بہت بعد میں سنیں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔

ناموسِ حرمِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں فدا کرنے والے اور اس راہ میں تن من دھن سب کچھ قربان کر دینے والے بھلا اس خانہ برانداز حرکت کو کب برداشت کر سکتے تھے، انھیں غصہ آیا اور بے پناہ غصہ آیا، مگر چونکہ گھر ہی کے ایک "چراغ بے نور" نے اس شعلہ سامانی کا انتظام کیا تھا اس لئے قہرِ درویش برجانِ درویش کی صورت پیدا ہو گئی۔

خونِ دل کھول چکا تھا، جو کبھی آنسو بن کر نکلا اور کبھی اُس نے فریاد کی صورت اختیار کر لی، مگر یہاں جس قدر بے قراری بڑھتی گئی "پلیٹ فارم پر پرانے کھلاڑیوں" کے ناپاک ٹھٹھوں میں اضافہ

ہوتا گیا، اب ایمان کا دل بیٹھا جا رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کا کلیجہ پھٹ کر باہر آ جائے گا کہ اچانک ایک مرد مومن غیرت وحیا سے تڑپتا ہوا دیکھا گیا اور چشم زدن میں اُس نے جان جانِ آفریں کے حوالے کر دی۔

ساتھیوں نے دیکھا تو اس عاشق جانباز کے پہلو میں اپنوں ہی کا خنجر پیوست تھا، اس کے گرد و پیش کچھ اور بھی بیتاب و خستہ حال لوگ تھے جن کی داڑھیاں لہو میں رنگی تھیں، یہ زندہ تو تھے مگر از دیاد غم و اندوہ سے آنکھوں کے آنسو خشک ہو چکے تھے، یہ کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی اپنی محبت کی قسم دے کر ان کو خاموش ہو جانے کی تلقین کر رہا ہے۔

۷ ستمبر ۱۹۵۵ء کو جب دن نے رات کا ماتمی لباس پہن لیا تو اس شہید وفا کی لاش حیات سرمدی کی چادر اوڑھے ہوئے بے پناہ انسانی ہجوم کو ابدی زندگی کا پیغام دیتی ہوئی بمبئی کی شاہراہوں سے گزر رہی تھی اور ہاتفِ غیبی کی غیر مرئی زبان پر یہ شعر تھا ؎

شہید غم کی لاش پر نہ سر جھکا کے رو دیئے!
وہ آنسوؤں کو کیا کرے جو منہ لہو سے دھو چکا

صدرِ اوّل میں جب کبھی دشمنانِ دین حنیف اسلام یا پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں (نعوذ باللہ) گستاخیاں کرتے یا ناموس اسلام کی حفاظت کرنے والوں کے حق میں نازیبا اور مکروہ کلمات کے ساتھ منہ کھولتے تو ادھر سے اس کا جواب گالیوں سے نہ دیا جاتا اور "عطار تو بلقار تو" کی مثال نہ قائم کی جاتی، بلکہ شاعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت جیسے حضرات صحابہؓ اس کا جواب اسلام پیغمبر اسلام (روحی لہ الفداء) اور فدائیانِ دین قیم کی مدح و ستائش کی صورت میں دیا کرتے اس طرح ناحق کا حق سے کذب کا صدق سے اور مذموم کا محمود سے مقابلہ کیا جاتا۔

یہ موقع بھی اسی سنت کے احیاء کا متقاضی تھا، ضرورت تھی کہ اس مذموم کا جواب محمود سے دیا جائے، اس گندگی کو صدق وصفا کے پانی سے دھو ڈالا جائے، ام المؤمنین کی منقصت کا جواب منقبت اور اہانتِ شان کا جواب فضائل و مراتب کے بابرکت تذکرے سے دیا جائے۔

یہ تھی وہ تحریک جو اس مبارک کتاب کی تالیف و ترتیب کا سبب بنی اور جس نے مجھ نا اہل و بے بضاعت کو اس عظیم الشان کام کے لئے آمادہ کیا، علاوہ ازیں زمانے کے نامسعود حالات معاشرے کے رذائل و سوسائٹی کے معائب بھی کسی مسیحا کی تلاش میں تھے، سیرت صدیقہ طاہرہؓ میں ان امراض کا علاج بدرجۂ اتم موجود تھا، اس لئے سمندِ خیال پر ایک اور تازیانہ پڑا اور کتاب کی تالیف کا احساس یک گونہ سے دوگونہ ہو گیا۔

عجیب اتفاق ہے کہ قدرت کی طرف سے یہ خیال اس وقت پیدا ہوا اور حالات نے اس کا تقاضا اس موقع پر کیا جب کہ میں بمبئی کی سکونت ترک کر دینے کی وجہ سے کتابوں کا سارا ذخیرہ لکھنؤ منتقل کر چکا تھا اور کوئی ایسی

کتاب موجود نہ تھی جس کی راہبری میں اس عظیم الشان کام کی ابتداء کرتا جس تالیف کے لئے ایک کتب خانہ کی ضرورت ہو وہ اس بے سروسامانی کی حالت میں کیسے مرتب ہو سکتی تھی، قدرتاً خیال میں افتادگی اور عزم میں افسردگی پیدا ہوئی، بیچارگی نے کہا ابھی اس کا وقت نہیں آیا، یا پھر اس سعادت میں تیرا کوئی حصہ ہی نہیں۔

اتفاق سے الماری کھولتے پر سیرت عائشہ رض مصنفہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ آگئی، تو عزم افسردہ میں تازگی پیدا ہوگئی اور ارادۂ خفتہ نے پھر انگڑائی لینی شروع کر دی، نہ معلوم یہ کتاب یہاں کیونکر رہ گئی تھی، اللہ کا شکر ادا کیا اور اسی صحیفہ کو ہادی منزل اور مشعل راہ کے طور پر سامنے رکھ کر کام شروع کر دیا۔

حضرت علامہ نور اللہ مرقدہٗ کو مؤسس اوّل ندوۃ العلماء مورخ اسلام علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں شمار کیا جاتا ہے، جنہوں نے اپنے استاد محترم کی جانشینی کا پورا پورا حق ادا کیا اور تاریخ اسلام کی بے شمار کتابوں کی تالیف و تصنیف کے علاوہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بے مثال صحیفہ کی تکمیل کی سعادت جن کے حصہ میں آئی اور تاریخ اسلام کی نہایت کامیاب اور قابل اعتماد خدمت انجام دینے والے ادارہ دار المصنفین اعظم گڑھ کو پروان چڑھانے کا سہرا جن کے سر ہے اس لیے بلا تکلف ان کی کتاب سیرت عائشہ رض سے میں نے پوری پوری مدد حاصل کی اللہ تبارک و تعالیٰ ان پر غفرانِ رحمت کے پھول برسائے، اور انوار و تجلیات سے ان کی رُوح کو نوازے، آمین۔

سیرتِ عائشہ رض کی حواشی میں جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے، کتاب لکھتے وقت کوشش کر کے ان میں بیشتر کتابیں مہیا کر لی گئیں تاکہ ان سے مزید استفادہ کیا جا سکے اس کے علاوہ خوش قسمتی سے اس مقدس عنوان پر چند قابلِ قدر رسالے اُردو اور عربی کے ہاتھ آ گئے چونکہ یہ رسائل بھی قابلِ اعتماد مصنفین کے طراوش قلم کا نتیجہ اور ان کے صحت مند افکار کا شاہکار تھے اس لئے ان کو شریک مطالعہ کر لیا گیا، لیکن کتاب کی ترتیب میں بیشتر سیرتِ عائشہ رض کا تتبع کیا گیا ہے، کیونکہ اس نہج سے بھی وہ اُردو میں حیات عائشہ صدیقہ رض پر لکھی ہوئی تمام کتابوں سے زیادہ پسندیدہ، مفید اور موزوں ہے۔

زمانۂ طالب علمی میں اس کا موقع کہاں تھا کہ ام المؤمنین کی زندگی کے تمام نورانی شعبے یکجا طور پر لکھے جائیں، آپ رض کی حیاتِ طیبہ کے جستہ جستہ واقعات کبھی تفسیر قرآن یا تلاوت حدیث میں آئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے، اور کبھی تاریخ کے مطالعہ سے قلب و دماغ میں آئے اور نذرِ ذہول ہو گئے اس موقعہ پر دل کی ایک چوٹ نے سیرت عائشہ رض کے مطالعہ کی طرف راغب کیا تھا اس لئے ہر واقعہ نور بن کر دل و دماغ میں اترتا چلا گیا

اس پاک و مقدس زندگی کا عکس لوحِ قلب پر ایک نہ مٹنے والا نقش چھوڑتا چلا گیا ہے خدا گواہ

ہے کہ ایسی جامع زندگی انبیاء علیہم السلام کے حصہ میں آتی ہے، غیر انبیاء کو یہ کمال کہاں نصیب، مجھے کہنے دیجئے اگر مردوں کی طرح عورتوں میں بھی سلسلۂ نبوت کا اجراء اللہ کی سنت ہوتی تو یقین مانیے کہ حضرت عائشہ رضؓ کے سراقدس پر بھی تاج نبوت نظر آتا، لیکن اللہ کی مشیت و حکمت اللہ ہی جانے، اتنا تو ہم جانتے ہیں کہ ایک فکر سلیم رکھنے والے خالی الذہن انسان کو حضرت عائشہ رضؓ کے کمالات کے مطالعہ کے بعد جب یہ معلوم ہوتا ہے، یہ سب کچھ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی تربیت اور آپؐ ہی کی نگاہ کیمیا اثر کا نتیجہ تھا تو ناظر کے دل میں سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی کوئی حد و نہایت نہیں رہتی۔

کتاب کا مسودہ جب تیار ہو گیا تو اس کی طباعت کے ابتدائی اخراجات کا سوال پیدا ہوا کریم و کارساز نے اس کا بھی بند و بست کر دیا میرے ایک مخلص اور قدیم دوست نے اس کی تمام تر ذمہ داری اپنے سر لے لی، اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ان کی پاک کمائی میں برکت دے۔ آمین

کتاب کی افادیت کا صحیح اندازہ اس کے مطالعہ سے ہوگا اور جس تقاضے کے ماتحت یہ کتاب مرتب کی گئی ہے اس کا فیصلہ کتاب پڑھنے کے بعد ہی کیا جا سکے گا۔

عوام کے نفع کے پیش نظر کتاب کو زیادہ سے زیادہ عمومی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہی اس کی اشاعت کا اصل مقصد ہے زیر نظر کتاب میں غیر ضروری مباحث سے صرفِ نظر کیا گیا ہے اور اس کا مقصد بھی عوام کے فہم کو زیادہ تھکانے سے بچانا ہے، اہل علم حضرات اپنی علمی سیرابی کے لئے دوسری کتابوں سے اعتناء فرمائیں۔

آخر میں مطالعہ کرنے والے اہلِ علم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ فروگذاشتوں اور لغزشوں سے مطلع فرمائیں تاکہ طبع ثانی کے موقع پر ان کا ازالہ کر دیا جائے، ساتھ ہی ساتھ احباب و مخلصین سے دعائے قبولیت کی بھی درخواست ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

خاکپائے علمائے حق
سید ودود الحی ندوی غفرلہ
نفیس منزل نمبر ۱۰ امیر جلیل، لکھنؤ
۲ رجمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۵۹ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہؓ

ابتدائی حالات

ولادت باسعادت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ ولادت کے بارے میں کسی قطعی اور یقینی تاریخ کی تعیین نہیں کی جاسکتی ۔ کیوں کہ تاریخ وسیر کی تمام کتابیں اس معاملہ میں متعین تاریخ کی صراحت نہیں کرتیں ۔

چونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ہجرت سے تین سال قبل حضرت عائشہؓ کا عقد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا ۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ سال کی تھی اور شوال ۱ھ میں آپ کی رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر شریف نو سال کی تھی اور ۱۸ سال کی عمر میں گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری کو آپ بیوہ ہوگئیں ۔ اس اعتبار سے آپ کی پیدائش کی صحیح تاریخ نبوت کے پانچویں سال کا آخری حصہ قرار پاتا ہے یعنی شوال ۹ھ قبل ہجرت مطابق جولائی ۶۱۴ء کو حضرت عائشہؓ نے اپنے وجود اقدس سے عالم ہست و بود کو مشرف فرمایا یہ وقت تھا جب کہ آفتاب نبوت مکی دور کی چار منزلیں طے کرچکا تھا یعنی جب آپ پیدا ہوئیں تو مکہ کے دس سالہ نبوت کے چار سال گذر چکے تھے ۔

والد و والدہ آپ کے والد کا نام عبداللہ ، کنیت ابوبکر اور لقب صدیقؓ ہے اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام ام رومان ہے ۔ ان کا پہلا عقد عبداللہ

ازدواج سے ہوا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد عقد ثانی حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے ساتھ ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ سے دو اولادیں ہوئیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت عائشہؓ۔

آپ کی ولادت سے چار سال قبل ہی آپ کے والد ماجد حضرت صدیق اکبرؓ دولت اسلام سے مالا مال ہو چکے تھے۔ اور آپ کا گھر نور اسلام سے منور ہو چکا تھا۔ اس لیے آپ نے آنکھ کھلتے ہی اسلام کی روشنی دیکھی۔ حضرت عائشہؓ پر اللہ کا یہ انعام ہے کہ انھوں نے کبھی کفر و شرک کی آواز نہیں سنی۔ چنانچہ وہ خود ہی ارشاد فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والد کو پہچانا ان کو مسلمان پایا (بخاری حصہ اوّل)

نام و نسب آپ کا نام عائشہ، لقب صدیقہ اور حمیرا، خطاب اُمّ المؤمنین اور کنیت اُمّ عبداللہ ہے۔ چونکہ آپ صاحب اولاد نہ تھی اس لیے آپ نے اپنی بہن حضرت اسماءؓ کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ارشاد کے مطابق اپنی کنیت اُمّ عبداللہ اختیار فرمائی۔ (ابو داؤد کتاب الادب)

باپ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے اور ماں کیطرف سے گیارہویں بارہویں پشت میں متصل ہو جاتا ہے۔ (سیرت عائشہؓ)

رضاعت حضرت عائشہؓ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا۔ وائل کے بھائی افلح حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا ہیں۔ جن کے بارے میں آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ افلح مجھ سے ملنے آئے تو میں نے ان کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی انھوں نے کہا، تم مجھ سے پردہ کرتی ہے حالانکہ میں تمہارا چچا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تصدیق فرمائی اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ انہیں پاس آنے کی اجازت دے دو۔ (بخاری باب الرضاعۃ)

بچپن بچپن کا ایک تقاضا کھیل کود بھی ہے۔ حضرت عائشہ بھی لڑکپن میں کھیل کود کی بہت شائق تھیں۔ اس عہد میں آپ کے ہر انداز سے سعادت اور بلندی کے آثار نمایاں تھے۔ عام طور پر بچے شریر اور شوخ ہوا کرتے ہیں۔ لیکن حضرت عائشہؓ اپنی تیزی کے باوجود متین اور سنجیدہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور ان کا لحاظ اس زمانے میں بھی ملحوظ رکھتی تھیں اور کبھی بے ادبی اور گستاخی کی جرأت نہ فرماتیں۔

پسندیدہ کھیل تمام کھیلوں میں آپ کو دو کھیل سب سے زیادہ پسند تھے ایک تو گڑیا کھیلنا اور دوسرے جھولا جھولنا۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

ایک مرتبہ آپ گڑیا کھیلنے میں مصروف تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے حضرت عائشہؓ کی گڑیوں میں سے ایک ایسی بھی گڑیا تھی۔ جس کے دائیں بائیں ایک ایک پر لگا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ عرض کیا گھوڑا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے کے پر تو نہیں ہوتے۔ انھوں نے فوراً جواب دیا کہ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے تو پر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے اس جواب پر مسکرا دیے (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

ذہانت وحافظہ مذکورہ بالا واقعہ سے حضرت عائشہ کی فطانت، حاضر جوابی اور مذہبی ذہن وفہم کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ آپ کی ذہانت و فطانت وغیرہ کا اگر ایک طرف یہ حال تھا تو دوسری طرف حافظہ اور یادداشت کا یہ عالم تھا کہ بچپن کی ایک ایک بات آپ کو یاد تھی۔ حالانکہ سات آٹھ سال کے بچوں کو اس سے کیا سروکار۔ وہ تو اس دور میں بے خبری اور بے خردی کا مجسمہ ہوتے ہیں۔ ان کو اگر بچپن کی کچھ باتیں یاد رہ جاتی ہیں۔ تو وہی لہو ولعب کی داستانیں، وہی کھیل کود کے افسانے، وہی گستاخی اور شرارت کے شرمندہ کرنے والے قصے اور بس۔ لیکن حضرت عائشہ کا اس عہد میں بھی یہ حال تھا۔ کہ اگر وہ کوئی آیت سن لیتیں تو اس کو یاد رکھتیں۔ آپ اپنے لڑکپن کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ جب مکہ مکرمہ میں آیت بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ نازل ہوئی تو میں کھیل رہی تھی۔ (بخاری شریف سورہ قمر)

ہجرت کے وقت آپ کا سن زیادہ سے زیادہ آٹھ سال کا تھا۔ لیکن اس کم عمری میں بھی ہوشمندی اور یادداشت کا یہ حال تھا۔ کہ ہجرت کے تمام واقعات آپ کو یاد تھے اس سانحہ کی معمولی اور جزئی باتیں بھی آپ کے دماغ سے محو نہ ہوئی تھیں۔ چنانچہ جس واضح اور مسلسل انداز میں ہجرت کے واقعات آپ نے محفوظ رکھے کسی دوسرے صحابی کے حصہ میں یہ سعادت نہیں آئی۔

خواب مبارک ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ کوئی چیز ریشم میں لپیٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے آپ نے دریافت

فرمایا اس میں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ آپ کی بیوی ہے۔ آپ نے کھول کر ملاحظہ فرمایا تو حضرت عائشہؓ تھیں۔ (بخاری باب مناقب عائشہؓ)

تعبیر ہجرت کے تین سال قبل رمضان المبارک میں جب آپؐ کی زوجہ[۱] امّ المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کا انتقال ہوا تو آپؐ کو اس دلخراش واقعہ سے بے حد صدمہ اور قلق ہوا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اسلام میں دوسرا نمبر ہے انھوں نے ابتدائے نبوت کے تمام نرم و گرم حادثات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں پورے صبر و تحمل کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مکی زندگی کے روح فرسا حالات میں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی اور آرام و سکون کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ اس لیے ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد ملول اور رنجیدہ رہنے لگے دوسری طرف آپ نے زندگی کو بڑی حد تک بے مزہ بنا دیا۔

آپ کی یہ حالت جاں نثاروں کے لیے بیحد رنج دہ تھی۔ چنانچہ خولہ بنت حکیم یعنی حضرت عثمان بن مظعون مشہور صحابی کی بیوی نے آپؐ کی خدمت میں عقد ثانی کی تجویز پیش کی انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان اور تصدق ہو جائیں آپؐ دوسرا نکاح کیوں نہیں کر لیتے۔ آپ نے خولہؓ سے پوچھا کس سے نکاح کر لوں؟ اب خدیجہ جیسی وفا کیش، غم گسار اور ہمدرد بیوی کہاں ملے گی؟ انھوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ میں ایسی عورتیں اور لڑکیاں موجود ہیں جو بڑی حد تک اس کمی کو پورا کر سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک ابوبکر صدیق کی بیٹی عائشہ کنواری ہیں اور دوسری زمعہ کی بیٹی سودہؓ بیوہ ہیں اور دونوں کے حالات سے آپ بخوبی واقف بھی ہیں آپ جس کو پسند فرمائیں اس کے بارے میں گفتگو شروع کی جائے آپؐ نے فرمایا بہتر ہے تم ان کے بارے میں گفتگو کرو۔ (طبقات ابن سعد)

---

[۱] جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ کے ساتھ ہوا تھا۔ تو آپ کی عمر شریف ۲۵ سال کی تھی اور حضرت خدیجہ چالیس سال کی تھیں یعنی پندرہ سال آپ سے عمر میں بڑی تھیں حضرت خدیجہ آپ کے نکاح میں پچیس سال زندہ رہیں۔ ہجرت سے تین سال قبل انھوں نے وفات پائی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس سال تھی اور خدیجۃ الکبریٰ کی عمر ۶۵ سال۔

پیغام نکاح حضرت خولہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پاکر حضرت ابوبکر کو حضرت عائشہؓ کے بارے میں پیغام دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خولہ! عائشہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے۔ عائشہ کا نکاح ان سے کیونکر ہوسکتا ہے۔ خولہؓ نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا ابوبکر میرے دینی بھائی ہیں اور اس قسم کے بھائیوں کی اولاد سے نکاح جائز ہے خولہؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حضرت ابوبکر کو سنایا تو انھوں نے خولہ کا دیا ہوا پیغام قبول کر لیا۔ (بخاری باب تزویج الصغار من الکبار)

جس طرح حقیقی بھائیوں کی اولاد سے نکاح جائز نہیں اسی طرح عربوں میں منہ بولے بھائیوں کی اولاد سے بھی نکاح ناجائز سمجھا جاتا تھا۔ جب حضرت ابوبکر کو معلوم ہوگیا کہ اسلام میں اس قسم کے رشتوں کا کوئی حقیقی اعتبار واعتماد نہیں تو انھوں نے سر تسلیم وانقیاد خم کر دیا۔ اور اس بابرکت پیغام کو منظور کر لیا۔

عقد نکاح حضرت عائشہؓ کے نکاح کی یہ صورت ہوئی کہ وہ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی اور ان کے والد حضرت ابوبکرؓ نے ان کا نکاح پڑھا دیا۔

(طبقات ابن سعد کی صراحت کے مطابق آپ کے نکاح کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے نکاح کی خبر تک نہ ہوئی۔)

اس شادی میں نہ تو ڈھول تھی نہ تاشے نہ ناچ نہ گانے۔ یہ سرور کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہؓ کی بابرکت شادی تھی جو امت کے لیے ایک نمونہ بننے والی تھی۔ اور رہتی دنیا تک دنیا والوں کے لیے ایک عظیم الشان مثال۔ اس لیے حضرت عائشہ کو اطلاع نہ ہونا جائے تعجب نہیں۔ وہ خود فرماتی ہیں جب میری والدہ نے باہر نکلنے پر روک ٹوک شروع کی تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہوگیا۔ وہ فرماتی ہیں اس کے بعد میری والدہ نے نکاح کے بارے میں مجھے سمجھا بھی دیا۔

جس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا تو ان کی عمر

چھ سال کی تھی؎۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کم عمری ہی میں حضرت عائشہؓ کو اپنی زوجیت میں قبول کرنا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ لڑکپن ہی سے ان میں نشوونما ذکاوت، جودت ذہن اور باریک بینی کے آثار نمایاں تھے اس کے علاوہ اس کم سنی کی شادی سے دوسرا مقصد نبوت اور خلافت کے تعلقات کا استحکام بھی تھا چنانچہ الحمدللہ وہ باحسن وجوہ پورا ہوا اور حالات مابعد نے دنیا پر یہ بات پوری طرح واضح کر دی کہ نبوت کی ملکوتی نگاہیں وہ کچھ دیکھا کرتی ہیں جو عام انسانوں کی آنکھیں کبھی نہیں دیکھ پاتیں۔

مہر حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرا مہر پانچ سو درہم تھا (مسند احمد بن حنبل) جس کے تقریباً ایک سو روپیہ ہوتے ہیں۔ طبقات ابن سعد کی ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ کا مہر پچاس درہم تھا لیکن صحیح یہی ہے کہ آپ کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ صحیح مسلم میں خود حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ازواج مطہرات کا مہر عام طور پر پانچ سو درہم ہوتا تھا۔

آج بدقسمتی سے مہر کی کمی خاندان کی ذلت و رسوائی اور اس کی زیادتی خاندان کی عزت و آبرو خیال کی جاتی ہے لیکن دنیا میں کون خاندان ہے جو خاندان صدیق اکبرؓ کی ہمسری کر سکتا ہے اور کون بیٹی ہے جو صدیقہ طاہرہ سے بلند مرتبہ رکھتی ہے۔ پھر مہر کی کمی سے خاندانی ذلت و رسوائی کا کیا مطلب؟ اور اس کی قلت سے سبکی کے کیا معنی ہیں؟

ہجرت مکہ میں جب کفار قریش کی سختیاں بڑھنے لگیں اور ان کی مزاحمتیں ناقابل برداشت صورت اختیار کر گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاں نثار ابتلاء و آزمائش کی

؎۱ جن ملکوں کی آب و ہوا گرم ہوتی ہے۔ وہاں کی عورتوں میں قدرتاً غیر معمولی نشوونما کی صلاحیت ہوتی ہے۔ عرب کی آب و ہوا بھی گرم ہے اس لیے وہاں اس کم عمری میں نکاح کیا جانا اور ۹ سال کی عمر میں رخصتی کے مراحل طے کر لینا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس کے علاوہ عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس طرح ممتاز لوگوں کے دماغی اور ذہنی قوتوں میں ترقی کی غیر معمولی استعداد ہوتی ہے اسی طرح ان کے قد و قامت میں بھی بالیدگی کی خاص قابلیت ہوتی ہے اس کو انگریزی میں ودپری کوشی (PRECOCIOUS) کہتے ہیں۔ (سیرت عائشہ مصنفہ سید سلیمان ندوی)

بھٹی میں تپ کر کندن بن چکے اور راہ حق کے ہر نرم و گرم کو برداشت کرنے کی ان میں صلاحیت پیدا ہو چکی تو آپؐ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ روزانہ بلا ناغہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر آیا کرتے تھے ایک روز خلاف معمول چہرہ اقدس چادر میں لپیٹے ہوئے دوپہر کو تشریف لائے اور آپ نے باہر ہی سے آواز دی کہ ابوبکر لوگوں کو ہٹا دو مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس آپ کی دونوں صاحبزادیاں حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لائیں یہاں کوئی غیر نہیں ہے آپؐ اندر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے حضرت ابوبکرؓ نے ذکر کیا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں۔ کیا مجھے بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوگا۔ ارشاد فرمایا ہاں تم بھی ہمراہ چلو ۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے مل جل کر سامان درست کیا اور دونوں نے تمام اہل و عیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر حق کی حمایت میں مدینہ کی راہ لی۔ جس دن مدینہ میں یہ مقدس قافلہ پہنچا ہے نبوت کا چودہواں سال تھا، ربیع الاول کی بارہویں تاریخ اور جمعہ کا دن تھا۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم ۔ (اسد الغابہ)

ہجرت کے بعد

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر ذرا اطمینان ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل و عیال کو مکہ سے لانے کے لیے حضرت زید بن حارثہ اور اپنے غلام ابو رافع کو بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی اپنا آدمی بھیج دیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر اپنی ماں اور دونوں بہنوں کو لیے ہوئے مدینہ پہنچ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے بھی آ گئے یہ وقت تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر میں مصروف تھے اور اس کے آس پاس کے مکانات تیار ہو رہے تھے آپ کی دونوں صاحبزادیاں اُمّ کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ اور آپؐ کی بیوی حضرت سودہؓ بن زمعہؓ انہیں مکانات میں آکر ٹھہریں اور حضرت عائشہؓ

اپنے اعزا کے ہمراہ بنو حارث بن خزرج کے محلہ میں اتریں اور سات آٹھ ماہ تک یہیں اپنی ماں کے ساتھ رہیں۔ (ابوداؤد)

رخصتی مدینہ آکر آب و ہوا کی ناموافقت کی بنا پر پہلے تو حضرت ابوبکرؓ بیمار ہوئے۔ ان کی صحت کے بعد حضرت عائشہ بیمار پڑ گئیں۔ یہ بیماری اس قدر شدید تھی کہ حضرت عائشہ کے سر کے بال تک گر گئے تھے۔ صحت ہونے پر حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنی بیوی کو اپنے گھر بلوالیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس مہر کے لیے روپیہ نہیں ہے۔ رفیقِ غارؓ نے عرض کیا میری دولت حاضر ہے اس کو قبول فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر کی رقم حضرت صدیق اکبرؓ سے قرض لے کر حضرت عائشہؓ کے پاس بھجوا دی۔ (طبقات ابن سعد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرزِ عمل کہ جب تک آپ نے مہر ادا نہیں کیا حضرت عائشہ کو رخصت نہیں کرایا مسلمانوں کے لیے قابلِ توجہ ہے مہر کی ادائیگی بہت ضروری ہے اس کا ادا نہ کرنے والا شریعت کی نگاہوں میں مجرم ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ط (نساء) اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو

یعنی جن عورتوں سے تم نکاح کرو ان کی طرف سے مہر کا کوئی تقاضا کرنے والا ہو یا نہ ہو اس سلسلہ میں کوئی ان کی حمایت کرے یا نہ کرے تمہارا فرض ہے کہ تم خوش دلی سے ان کا مہر ادا کر دیا کرو۔

اہتمام جب انصار کی عورتیں دلہن کو لینے حضرت ابوبکرؓ کے گھر آئیں تو حضرت عائشہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں۔ ماں کی آواز سن کر حضرت عائشہ دوڑتی ہوئی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ماں بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر دروازے تک لائیں اور منہ دھلا کر بال سنوارے پھر ان کو اس جگہ لے گئیں جہاں انصاری عورتیں دلہن کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھیں بابرکت اور مقدس دلہن جب اندر داخل ہوئی تو مہمانوں نے علی الخیر والبرکۃ وعلی خیر طائر (یعنی تمہارا آنا خیر و برکت کے ساتھ ہو اور فال نیک ہو)

کہتے ہوئے دلہن کا استقبال کیا۔ تھوڑی دیر بعد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ (بخاری تزویج عائشہؓ)

حضرت عائشہؓ کی ایک سہیلی حضرت اسماءؓ بنت یزید کہتی ہیں کہ میں اس موقع پر موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کے ایک پیالہ سے تھوڑا سا پی کر حضرت عائشہ کی طرف بڑھایا۔ حضرت عائشہ شرمانے لگیں میں نے عائشہؓ سے کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ واپس نہ کرو۔ انھوں نے شرماتے ہوئے پیالہ لے لیا اور ذرا سا پی کر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی سہیلیوں کو دو اس پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اس وقت اشتہا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا جھوٹ نہ بولو، آدمی کا ایک ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل بسیرت عائشہؓ)

جہیز اور ولیمہ اللہ کے محبوب کی دلہن گھر سے رخصت ہوئیں تو جہیز کے نام سے ایک چیز بھی ہمراہ نہ تھی۔ دھوم دھام کیا ذکر، ماں اٹھی، بیٹی کا ہاتھ پکڑا اور مقدس شوہر کے حوالہ کر دیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ برکت والا وہ نکاح ہے جس میں مہر اور روٹی کپڑے کی مقدار کم ہو۔ (مشکوٰۃ باب الایمان)

حضرت عائشہؓ کا نکاح اسی ارشاد گرامی کی عملی تفسیر تھی خود فرماتی ہیں کہ نہ تو میرے ولیمہ میں کوئی اونٹ ذبح کیا نہ کوئی بکری۔ لے دے کے سامانِ ولیمہ میں صرف ایک دودھ کا پیالہ تھا جو سعدؓ بن عبادہ کے گھر سے آیا تھا۔ (مسلم شریف)

شادی کی برکتیں یہ حقیقت ہے کہ صدیقہ طاہرہؓ باپ کے گھر سے خالی ہاتھ مقدس شوہر کے گھر آئیں اور ظاہری ساز و سامان کے لحاظ سے کچھ بھی ساتھ نہ لائیں۔ قربان جائیے اس شادی پر جس میں نکاح سے لے کر رخصتی تک کسی رسم میں تکلف اور رنگینی کا نام و نشان نہیں جس میں فضول خرچی اور اسراف کا کہیں گذر نہیں، جس میں ہر رسم میں سادگی کے سوا اور کچھ نہیں اور قیامت تک آنے والے روحانی فرزندوں کے لئے جو آپ اپنی مثال ہے۔

علاوہ سادگی کے اس بابرکت شادی میں امت کیلئے اور بھی بصیرتیں ہیں۔ مثلاً

۱۔ عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے یہ رسم حضرت عائشہ کی شادی سے ختم ہو گئی۔

۲۔ عہد جاہلیت میں پہلے کبھی طاعون کی وبا ماہ شوال میں آئی تھی۔ اس لیے عرب اس مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے اور اس میں بیاہ شادی نہیں کرتے تھے۔ حضرت عائشہ کی شادی اور رخصتی اسی مہینہ میں ہوئی۔ حضرت عائشہ خود بھی فرمایا کرتی تھیں۔ کہ میری شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔ اس کے باوجود شوہر کی خدمت میں مجھ سے زیادہ اور کون خوش قسمت تھی۔ (صحیح بخاری و مسلم کتاب النکاح سیرت عائشہ رض)

۳۔ عربوں کا پرانا دستور تھا کہ دلہن کے آگے آگے آگ جلاتے چلتے تھے اور یہ بھی رسم تھی کہ شوہر اپنی بیوی سے پہلی ملاقات محمل یا محفہ میں کیا کرتا تھا۔ قسطانی کی تصریح کے مطابق ان رسوم کی پابندی بھی حضرت عائشہ رض کے نکاح سے ٹوٹ گئی۔ (سیرت عائشہ رض بحوالہ صحیح بخاری و مسلم کتاب النکاح)
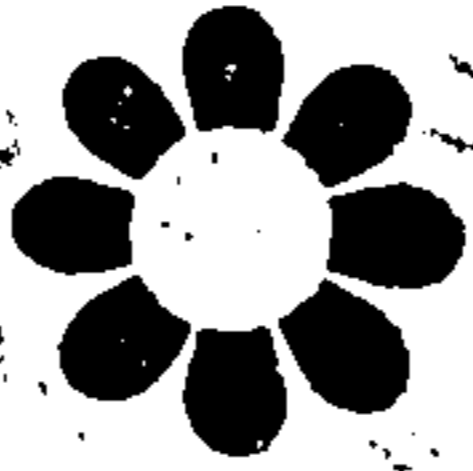
تعلیم و تربیت

حضرت ابوبکر صدیقؓ تربیت اولاد کے معاملہ میں کافی شدید تھے۔ ذرا سی رورعایت نہیں فرماتے تھے اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ کو ایک روز اس لیے مارنے پر تیار ہو گئے کہ انھوں نے مہمان کو جلد کھانا کیوں نہیں کھلا دیا۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بڑھ بڑھ کر بات کر رہی تھیں، اتفاقاً حضرت ابوبکر آئے انھوں نے جو یہ گستاخی دیکھی تو اس قدر خفا ہوئے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر آڑے نہ آجاتے تو بیٹی کو مارے بغیر نہ چھوڑتے۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

اسی بنا پر حضرت عائشہؓ شادی کے بعد بھی اپنے والد مکرم سے اپنی لغزشوں پر ڈرا کرتی تھیں آپ کی والدہ محترمہ بھی تربیت کے معاملے میں بہت سخت تھیں بچپن میں جب کبھی آپ کوئی بات ماں کی مرضی کے خلاف کرتیں تو سزا دیتیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی والدہ ام رومان سے تاکید فرمادی تھی کہ ذرا میری خاطر عائشہؓ کو ستانا نہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ دروازے سے لگ کر رو رہی ہیں۔ آپ نے ام رومان سے فرمایا کہ تم نے میری بات کا لحاظ نہیں کیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میری بات باپ سے جا کر لگا آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کچھ بھی کرے مگر تم اس کو ستاؤ نہیں۔ (مستدرک حاکم)

علم انساب و شعر حضرت ابوبکر صدیقؓ قریش میں علم انساب و شعر کے ماہرین میں شمار کیے جاتے تھے اور چونکہ حضرت عائشہ ایسے باپ

کی گود میں پلی تھیں اس لیے آپ کو بھی یہ دونوں چیزیں ترکہ میں ملی تھیں یعنی آپ کو بھی علم انساب میں اچھی نظر حاصل تھی اور شاعری کا ذوق بھی آپ کو اچھا خاصا تھا (مستدرک حاکم)

علاوہ ازیں حضرت عائشہؓ نے اپنی رخصتی کے بعد اس گھر میں قدم رکھا تھا۔ جس سے بڑھ کر تعلیم و تربیت کا کوئی اور گھوارہ اس آسمان نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس لیے یہاں آکر اس کندن میں اور چمک پیدا ہو گئی اور اس کاشانہ میں پہنچ کر آپ ساری دنیا کے لیے عموماً اور دنیا کی نصف آبادی یعنی صنف نازک کیلیے خصوصاً شمع راہ بن گئیں۔

علم دین پر عبور

آپ نے اسی زمانہ میں قرآن مجید پڑھنا سیکھا۔ قرآن پاک دیکھ کر تلاوت فرماتی تھیں اور اسی نور خانے میں آپ نے کلام الٰہی کی معرفت ارشادات رسالت کا علم۔ رموز و اسرار دین کی عظیم الشان واقفیت حاصل کی۔

دیگر علوم میں مہارت

علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ، ادب اور طب کے علوم میں بھی آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔ غرض پروردگار عالم نے آپ کی ذات اقدس میں علم انساب، شعر و شاعری، علوم دینیہ، ادب و تاریخ اور طب جیسے علوم جمع فرما دیے تھے۔ اس لیے آپ کی ہم سری کی مثال ایک بڑی بات ہے۔

حضرت عائشہؓ والدین کے گھر سے رخصت ہو کر جب یہاں آئیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت رہیں۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت کی نگرانی فرمائی اور جہاں ذرا سی بھی لغزش ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اصلاح فرمائی ایسی صورت میں جب کہ خود بہ نفس نفیس رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت و کرم نواز رہی ہو۔ حضرت عائشہ کے کمالات کا اندازہ لگانا کوئی آسان کام نہیں۔

تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ اسلام میں حضرت خدیجتہ الکبریٰؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ عورتوں میں سب سے افضل ہیں۔ اس سلسلہ میں بعض علماء نے صراحت کی ہے کہ فضیلت سے اگر آخرت کا درجہ معلوم ہے تو اس کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ لیکن دنیاوی حیثیت سے حقیقت یہ ہے کہ ان کے فضائل مختلف حیثیت رکھتے ہیں اگر نسب کی

شرافت کا لحاظ کیا جائے تو بلا شبہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ افضل ہیں۔ اور اگر اسلام میں سابقیت، اسلام کی ابتدائی مصیبتوں کا مقابلہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت وتسکین اور آپ کی اعانت کی حیثیت پیش نظر ہو تو اس باب میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بزرگی سب پر مقدم ہے اور کوئی ان کا اس بارے میں حریف نہ بن سکے گا اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات اور آپ کے ارشادات کی نشر واشاعت اور اس کی تبلیغ کا پہلو سامنے ہے تو اس میدان میں امت کی ساری عورتوں میں کوئی مد مقابل نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور اس بزم نور میں ان ہی کا سر مبارک سب سے اونچا نظر آتا ہے۔

قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ اس وقت نازل ہوا جب کہ حضرت عائشہ کا شانہ نبوت میں حرم نبوی کی حیثیت سے داخل ہو چکیں تھیں آپ کو کم وبیش دس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل رہا، خود صاحب قرآن سے قرآن سنتیں، جس آیت کا مطلب سمجھ میں نہ آتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مفہوم سمجھ لیتیں۔

قرآن کریم کی آیات کی تفسیر کا ایک بڑا حصہ آج بھی اوراق احادیث میں محفوظ ہے جس میں آپ نے وہ اسرار وحِکَم بیان فرمائے ہیں کہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور شکوک وشبہات کی تمام گرہیں اس طرح کھل جاتی ہیں کہ منہ سے بے ساختہ سبحان اللہ نکل جاتا ہے اور جن جواہر پاروں سے امت کے مفسرین نے جی بھر کر دامن بھرے ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خزانۂ علم کے گہر آبدار ہیں۔

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کثرت سے بیان کئے ہیں اور جن کی روایتوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے وہ سات ہیں ان میں سے اول نمبر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے جن کی روایتیں ۵۳۶۴ شمار کی گئی ہیں اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا چھٹا نمبر ہے جن کی روایتیں ۲۲۱۰ ہیں علم دین کے معاملہ میں وہ کس قدر اونچا مقام رکھتی ہیں؟ اس کا اندازہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اس روایت سے کیا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

ما اشکل علینا اصحاب محمد   ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی

صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قط فسألنا عائشۃ الا وجدنا عندھا منہ علماً

ایسی مشکل کبھی پیش نہیں آئی جس کو ہم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے بارے میں کچھ معلومات ہم کو نہ ملی ہوں۔

امام زہری کہتے ہیں:

کانت عائشۃ اعلم الناس یسألھا الاکابر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (طبقات ابن سعد بحوالہ سیرت عائشہ)

عائشہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں بڑے بڑے صحابہؓ ان سے پوچھا کرتے تھے۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں:

لو جمع علم الناس کلھم وعلم ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانت عائشۃ اوسعھم علماً (مستدرک بحوالہ سیرت عائشہؓ)

اگر تمام مردوں اور امہات المؤمنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم ان سب سے بڑھا ہوا ہوگا

حضرت مسروقؒ تابعی قسم کھا کر کہتے ہیں:

لقد رأیت مشیخۃ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسألونھا عن الفرائض (زرقانی بحوالہ سیرت عائشہؓ)

میں نے بڑے بڑے صحابہ کو ان سے فرائض کے مسائل دریافت کرتے ہوئے دیکھا ہے

اسی طرح فقہ وقیاس میں بھی آپ کا درجہ بہت اونچا ہے انہوں نے اپنے ہمعصروں سے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا ہے اور فتویٰ انہیں کے قول پر ہے اور فقہاء حجاز کا انہیں پر عمل ہے۔ یہ مسائل کتب احادیث میں جابجا ملتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جنازہ اٹھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا۔ فتویٰ حضرت عائشہؓ کے قول پر ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مردے کو غسل دینے سے غسل واجب ہوتا ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ غسل واجب نہیں ہوتا۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نماز میں اگر عورت سامنے آجائے تو نماز باطل ہوجاتی ہے حضرت عائشہ اس کی مخالفت کرتی ہیں۔

۴۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عورت کو غسل میں بال کھولنا ضروری ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں اس کی ضرورت نہیں وغیرہ وغیرہ ۔ (سیرت عائشہؓ)

اسی طرح علم کلام اور عقائد میں بھی آپ ممتاز حیثیت کی مالک ہیں دین کے اسرار و حکم بیان کرنے میں آپ کو خاص ملکہ تھا۔ اسی طرح طب، تاریخ، ادب، خطابت و شاعری میں بھی خاص دخل تھا

آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ جن سے بڑے بڑے ائمہ اور محدثین فیضیاب ہوئے ہیں۔ ان شاگردوں میں مرد و عورت، صحابی، تابعی، غلام و آزاد عزیز و بیگانہ ہر صنف کے اشخاص داخل ہیں۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں :۔

ما رأیت احدًا اعلم بالقرآن ولا بفریضۃ ولا بحلال ولا بحرام ولا بفقہ ولا بشعر ولا بطب ولا بحدیث العرب ولا بنسب من عائشۃ	قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ شاعری، طب عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو میں نے نہیں دیکھا۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ کی فصاحت و بلاغت کے بارے میں حضرت موسیٰ بن طلحہؓ فرماتے ہیں

ما رأیت افصح من عائشۃ رض	میں نے عائشہؓ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا

یہی وجہ تھی کہ امیر معاویہؓ دمشق میں حکومت کرتے تھے۔ لیکن اگر ضرورت پیش آتی تو قاصد شام سے چل کر باب عائشہؓ کے سامنے کھڑے ہو کر سلطان وقت کے لیے مسائل دریافت کرتا اور آپ مسائل کا جواب دیتیں۔ کتب احادیث وغیرہ میں آپ کے بہت سے فتوٰی بھی درج ہیں۔ جن کو خوف طوالت سے یہاں درج نہیں کیا جاتا۔

تعلیم و تربیت کے چند نمونے

اس موقع پر حضرت عائشہؓ کی تعلیم و تربیت کے چند واقعات بطور نمونہ پیش کیے جا رہے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک ایک حرکت وسکون کی کس طرح نگرانی فرمائی اور اس جوہر قابل کو کس طرح چمکایا جس کی مقدس اور نورانی شعاعوں سے حرم خانہ ایمان کی ہر چیز منور ہو گئی۔

مسکینوں سے محبت

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ نے یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ (ترمذی شریف)

(اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالت مسکینی میں مجھے موت عطا فرما اور قیامت میں مجھے مسکینوں ہی کے ساتھ اٹھا۔)

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا آپ کیوں مانگتے ہیں؟ فرمایا مسکین اور غریب دولت مندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہؓ کسی مسکین کو خالی ہاتھ واپس نہ کرنا چاہیے۔ خواہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ عائشہ مسکینوں سے محبت رکھو اور ان کو اپنے پاس جگہ دیا کرو!

گن گن کر نہ دیا کرو

ایک بار کسی سائل نے دروازے پر آ کر سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ نے لونڈی کو اشارہ کیا لونڈی ذرا سی چیز دینے لگی۔ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ گن گن کر یعنی بہت تھوڑا نہ دیا کرو۔ ورنہ اللہ بھی تم کو گن گن کر دے گا۔ (ابو داؤد کتاب الادب)

غیبت سے بچو

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کسی عورت کا حال بیان کر رہی تھیں بات کرتے کرتے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "وہ پستہ قد ہے" یعنی ٹھنگنی اور ناٹی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ٹوک کر فرمایا عائشہ یہ بھی غیبت ہے (مسند عائشہؓ)

معمولی گناہوں سے بھی بچو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :-

یَا عَائِشَۃُ اِیَّاکِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ
اے عائشہ رضؓ! معمولی گناہوں سے بچا کرو اللہ کے یہاں ان کی بازپرس ہوگی (مسند عائشہ رضؓ)

بددعا نہ کرو ایک بار کسی نے حضرت عائشہ رضؓ کی کوئی چیز چرالی۔ آپ نے اس کو بددعا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عائشہ بددعا دے کر اپنا ثواب اور اس کا گناہ کم نہ کرو! (مسند عائشہ رضؓ)

جانور کو بھی گالی نہ دیا کرو ایک مرتبہ ایک اونٹ پر سفر میں حضرت عائشہ رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سوار تھیں، اونٹ کچھ تیزی کرنے لگا۔ عام عورتوں کی طرح حضرت عائشہ رضؓ کی زبان سے لعنت کا کلمہ نکل گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اونٹ کو واپس کرو، ملعون (جس پر لعنت کی گئی ہو) چیز ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی (مسند عائشہ)

نرمی کرو ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند یہودی آئے اور آپؐ کو سلام کیا۔ لیکن کلمات سلام میں بجائے السلام علیک (یعنی تم پر سلامتی ہو) ذرا زبان دبا کر السام علیک (یعنی تم کو موت آئے) کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں صرف وعلیکم (اور تم پر بھی) فرمایا۔ یہ سب کچھ حضرت عائشہ رضؓ سن رہی تھیں۔ آپ سے ضبط نہ ہوسکا۔ بولیں علیکم السامۃ واللعنۃ (تم پر موت اور لعنت ہو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضؓ نرمی اختیار کرو، اللہ تبارک وتعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات اس موقعہ پر ہم حضرت عائشہ کے بعض سوالات درج ہیں جو انہوں نے محض دینی معلومات کے لیے بغیر اس خیال کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طبع نازک پر گراں گزریں گے۔ بلا تکلف کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوابات عنایت فرمائے۔ حضرت عائشہ رضؓ کے ان سوالات سے

امت کو دین کی بہت سی باتیں معلوم ہوئیں ۔

رحمتِ الٰہی کے بغیر جنت نہیں ملے گی

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعتدال سے کام لو ۔ لوگوں کو اپنے سے نزدیک کرو اور خوشخبری سناؤ کیونکہ لوگوں کا عمل ان کو جنت میں نہ لے جائے گا ۔ یعنی رحمت الٰہی کے بغیر وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے ۔

اس آخری فقرے کو سن کر حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا۔ وَلَا اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ "یارسول اللہ آپ کو بھی نہیں" ؟ فرمایا نہیں ، مگر یہ کہ خدا اپنی مغفرت اور رحمت سے مجھے ڈھانک لے ۔ (صحیح بخاری)

مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ناراض ہو کر ان سے ایلاء کر لیا تھا یعنی عہد کر لیا تھا کہ ایک ماہ تک بیویوں کے پاس نہ جائیں گے اس زمانے میں آپ حجرۂ عائشہ رضؓ سے متصل "مشربہ" نامی بالاخانے پر فروکش رہے تمام ازواج مطہرات اس زمانے میں آپ کی ناخوشی سے بے قرار تھیں ۔ اتفاق سے یہ مہینہ ۲۹ دن کا تھا چنانچہ آپ پہلی تاریخ یعنی تیسویں دن بالاخانے سے اتر کر حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے ۔ اس موقع پر حضرت عائشہ رضؓ کو سب کچھ بھول جانا چاہیے تھا ایسے موقع پر کسی قسم کی نکتہ چینی کرنا آپ کو آزردہ کرنا تھا ۔ لیکن حضرت عائشہ رضؓ نبوت کی مزاج شناس تھیں ۔ انہوں نے اس موقع پر آپ کی خفگی کا خیال نہ کرتے ہوئے سوال کیا "یارسول اللہ ! آپ نے فرمایا تھا کہ ایک ماہ تک ہمارے حجروں میں نہ آئیں گے"

آپ نے فرمایا "عائشہ رضؓ ! مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے" (بخاری شریف)

میرا دل نہیں سوتا

ایک بار آپ نے نماز تہجد ادا فرمائی اور بغیر وتر پڑھے ہوئے سونے کا قصد فرمایا ۔ حضرت عائشہ رضؓ بولیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ بغیر وتر پڑھے ہوئے سوتے ہیں ، فرمایا ، میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا ۔ (صحیح بخاری)

ذوق طلب

ان واقعات کے علاوہ حضرت عائشہؓ کی عام عادت تھی کہ جو مسئلہ سمجھ میں نہ آتا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلا تردد پیش کر دیا کرتیں اور جب تک تسلی نہ ہو جاتی خاموش نہ ہوتیں تعلیم وارشاد کا سلسلہ روزانہ مسجد نبوی میں جاری رہتا حضرت عائشہ کا حجرہ بالکل مسجد سے ملا ہوا تھا بلکہ حجرہ کا ایک دروازہ مسجد کے اندر ہی کھلتا تھا اس قربت کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر بھی لوگوں کو جو دین کی تعلیم دیا کرتے حضرت عائشہؓ اس میں شریک رہتیں اکثر دوری کی وجہ سے کوئی بات ادھوری رہ جاتی یا سمجھ میں نہ آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اندر تشریف لاتے تو دوبارہ دریافت کر کے تسلی کر لیتیں۔ طلب دین کے ذوق کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ان بابرکت مجالس کا تعلق باہر کے لوگوں سے تھا لیکن دین متین کی یہ مایۂ ناز خادمہ اس موقع کو بھی خالی نہ جانے دیتی اور جگہ کا قرب وبُعد اس کو سیرابی سے نہیں روک پاتا۔

حساب ہونا بھی عذاب ہے

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن جس کا حساب ہوا۔ اس پر عذاب ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۔ ”اُس سے آسان حساب لیا جائے گا“

آپؐ نے فرمایا، عائشہؓ! یہ اعمال کی پیشی ہے، لیکن جس کے اعمال پر جرح شروع ہوئی وہ تو برباد ہی ہوا۔ (صحیح بخاری)

لوگ کہاں ہوں گے

اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ط (سورۃ ابراہیم)

جس دن (یہ) زمین و آسمان دوسرے زمین و آسمان سے بدل دیے جائیں گے اور تمام مخلوق اللہ واحد وقہار کے سامنے ہوگی۔

تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زمین و آسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہاں ہونگے آپؐ نے فرمایا پل صراط پر۔ (مسند احمد)

حج ہی جہاد ہے

حضرت عائشہؓ سمجھتی تھیں کہ جس طرح اسلام کے دوسرے فرائض نماز روزہ میں عورت اور مرد کا کوئی امتیاز نہیں۔ اسی طرح جہاد بھی عورتوں پر فرض ہوگا، چنانچہ ایک روز یہی سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"عورتوں کیلئے حج ہی جہاد ہے۔" (صحیح بخاری باب حج النساء)

حقدار پڑوسی؟

ایک دن دریافت کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی کے دو پڑوسی ہوں تو کس کو ترجیح دی جائے؟ فرمایا جس کا دروازہ تمہارے گھر سے قریب ہو۔

خاموشی ہی اجازت ہے

نکاح میں رضامندی شرط ہے۔ لیکن کنواری لڑکیاں شرم و حجاب کی وجہ سے اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کرسکتیں۔ اس لیے ایک روز حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نکاح میں عورت سے اجازت لے لینی چاہیے۔ فرمایا۔ "ہاں" عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ شرم کی وجہ سے چپ رہتی ہے فرمایا "اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔" (صحیح مسلم کتاب النکاح)

لوگ ننگے اٹھیں گے

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت میں لوگ ننگے اُٹھیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب عورت اور مرد ایک جگہ جمع ہوں گے تو ایک دوسرے کی نگاہیں نہ اٹھیں گی؟ ارشاد فرمایا اے عائشہؓ! وہ وقت بہت نازک ہوگا یعنی کسی کو کسی کی خبر نہ ہوگی۔ (صحیح بخاری)

قیامت میں یاد

ایک دفعہ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کے دن کوئی کسی کو یاد بھی کرے گا یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا:۔

۱۔ ایک جب اعمال تولے جارہے ہوں گے ۔

۲۔ دوسرے جب اعمال نامے تقسیم ہورہے ہوں گے ۔

۳۔ تیسرے جب دوزخ گرج گرج کرکہہ رہی ہوگی کہ میں تین قسم کے لوگوں کے لیے مقرر ہوئی ہوں ۔ (مسند عائشہؓ)

اس موقع پر ہم نے حضرت عائشہؓ کی تعلیم و تربیت کا بہت مختصر تذکرہ کیا اور طول کلام کی وجہ سے آپ کی زندگی کا وہ حصہ چھوڑ دیا جو عبادات اور دین کی دوسری باتوں سے متعلق ہے ۔ مذکورہ بالا ایمان افروز احوال و واقعات سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس باب میں حضرت عائشہؓ کا کیا مرتبہ ہے اور اس اعتبار سے وہ کتنی بلند قسمت تھیں ۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا وَرَاضِیَتْ عَنْہُ

سسرال

حجرہ مقدسہ مسجد نبوی کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے حجرے تھے ان ہی میں سے ایک حجرہ حضرت عائشہؓ کا عزت کدہ تھا یہ حجرہ کسی عالی شان مکان کی حیثیت نہیں رکھتا تھا اس کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی، اس کی دیواریں مٹی کی تھیں کھجور کی پتیوں اور شاخوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی۔ بارش سے حفاظت کے لیے اوپر سے کمبل ڈال دیا جاتا تھا اس حجرہ کی اونچائی اس قدر تھی کہ اگر آدمی کھڑا ہوتا تو ہاتھ آسانی سے چھت میں لگ جاتا۔ دروازہ ایک پٹ کا تھا جس پر پردہ کے طور پر ایک کمبل پڑا رہتا تھا اگرچہ وسعت و کشادگی کے لحاظ سے یہ حجرہ بہت تنگ تھا۔ لیکن اپنے تقدس کے لحاظ سے ملاء اعلیٰ کا مثیل و ہمسر تھا۔ کیونکہ یہ مہبط جبریل امین تھا، یہ انوار و تجلیات الٰہی کا مسکن تھا اور عرش پر تشریف لے جانے والے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام استراحت تھا۔ اس کے مرتبہ کو کائنات کا کون مکان پہنچ سکتا ہے؟

گھر کا سامان ایک چار پائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ جس میں روئی کے بجائے چھال بھری تھی۔ آٹا اور کھجور رکھنے کے لیے دو مٹکے۔ پانی کے لیے ایک برتن، پانی پینے کے لیے ایک پیالہ۔ یہ کل گھر کا اثاثہ تھا۔

اسی مسکن انوار کے بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ چالیس چالیس راتیں گذر جاتی تھیں اور گھر میں چراغ روشن نہیں ہوتا تھا۔

انتظام و اہتمام یہاں کھانا پکنے کی نوبت بہت کم آتی تھی۔ اس لیے سرے سے کسی اہتمام و انتظام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:-

"کبھی تین دن مسلسل نہیں گذرے کہ خاندان نبوت نے پیٹ بھر کھانا کھایا ہو۔" (بخاری معیشت النبیؐ)

فرماتی ہیں :۔

"ہم تین تین چاند دیکھ لیا کرتے تھے اور اس مدت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ جلنے کی نوبت نہیں آتی تھی ۔"

"چھوارے اور پانی پر گذارہ ہوتا تھا ۔" (بخاری کیف کان عیش النبیؐ)

اس مقدس گھر میں اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لاتے اور دریافت فرماتے ۔ عائشہؓ کچھ ہے ؟ جواب دیتیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں ۔ پھر گھر بھر روزہ ہوتا ۔ (مسند احمد حنبل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انتقال فرمایا تو سارا عرب زیر نگین ہو چکا تھا اور مدینہ میں دولت کے انبار لگ رہے تھے جس دن محبوب دوجہاںؐ اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے اس دن اس گھر میں ایک دن کے گذارے کا بھی سامان نہ تھا (ترمذی)

گذارہ خیبر فتح ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات کے سالانہ مصارف مقرر فرما دیئے تھے جس کی مقدار ۸۰ وسق[۱] چھوہارے اور ۲۰ وسق جو تھی ۔ مگر ایثار و فیاضی کا یہ عالم تھا کہ یہ سامان کبھی سال بھر کے لیے کافی نہ ہوا ۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد میں اسی پر عمل درآمد ہوتا رہا ۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں سب کے نقد وظائف مقرر فرما دیئے تھے ۔ حضرت معاویہؓ کے زمانے تک اسی پر عمل کیا گیا ۔ حضرت عمرؓ نے دیگر ازواج مطہرات کا دس دس ہزار درہم مقرر کیا تھا ، مگر حضرت عائشہ کا وظیفہ بارہ ہزار مقرر کیا تھا اس رقم کا اکثر حصہ فقراء اور مسکینوں پر خرچ ہو جاتا اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی کہ جس دن بیت المال سے وظیفہ آتا اسی دن گھر میں شام کو فاقہ ہوتا (صحیح بخاری وسیرت عائشہؓ)

خانہ داری گھرداری کے معاملہ میں حضرت عائشہؓ کا یہ عالم تھا کہ کم سنی کی وجہ سے کبھی بھول چوک بھی ہو جاتی تھی ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ گھر میں آٹا گوندھ کر رکھتیں

---

[۱] وسق بار شتر کو کہتے ہیں ۔ یعنی ایک اونٹ پر کسی چیز کی ایک خاص مقدار کو ایک وسق کہتے ہیں ۔

اور بے خبر سو جاتیں ۔ بکری آتی اور کھا جاتی ۔ (بخاری)

ایک دفعہ اپنے ہاتھ سے حضرت عائشہؓ نے آٹا پیسا اور اس کی روٹیاں پکائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگیں ۔ رات کا وقت تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہو گئے ۔ اس اثنا میں حضرت عائشہ کی آنکھ لگ گئی ایک پڑوسن کی بکری آئی اور سب روٹیاں کھا گئی ۔

حضرت عائشہؓ دوسری امہات المومنین کے مقابلہ میں کھانا بھی اچھا نہیں پکاتی تھیں (ابوداؤد)

حقیقت یہ ہے کہ اس ذات اقدس سے پروردگار عالم کو کھانا پکانے سے کہیں زیادہ بہتر اور عظیم الشان کام لینا تھا اس لیے کام و دہن کے ذائقہ سے اس کو کیا سروکار تھا ۔

گھریلو زندگی

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگر زن و شو، بیوی اور خاوند میں باہمی الفت و محبت نہ ہو اور دونوں ایک دوسرے سے مانوس نہ ہوں تو ہر ایک کی زندگی بدمزہ اور تلخ ہو جاتی ہے ۔ ایسے بدقسمت گھر جہاں اس قسم کے لوگ رہتے ہیں وہ جہنم بن جاتے ہیں کتنے گھر آج اس لیے تباہ و برباد ہیں کہ وہاں یہ جنس نایاب یا کم یاب ہے اسی کے مقابلہ میں وہ خوش قسمت گھر بھی ہیں جن کو جنس محبت کی ارزانی نے جنت نشان بنا رکھا ہے اس لیے منزلی اور گھریلو زندگی کے پہلے مرحلے میں باہمی الفت و محبت، انس و یگانگت کی ضرورت ہوا کرتی ہے ۔

اسلام نے عورت کی جو تعریف کی ہے اس میں یہ حقیقت نہایت نمایاں ہے ۔ وہ کہتا ہے ۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً (سورۃ الروم)	اللہ تبارک و تعالٰی کی نشانیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ اس نے خود تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے تسلی پاؤ اور اسی اللہ نے تم دونوں کے درمیان لطف و محبت پیدا کی ۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :۔

ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (بقرہ)	وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو ۔

ان آیات کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں جن کے مطالعہ سے یہ بات پوری طرح منکشف ہو جاتی ہے کہ اسلام میاں بیوی اور زن و شو کے تعلقات کس قسم کے چاہتا ہے اسلام ایک لمحہ کے لیے بھی کسی گھر میں باہمی تلخی کو برداشت نہیں کرتا اور یہ صاف بات ہے کہ اس کی کوئی ہمدردی ایسے لوگوں سے نہیں جس میں محبت کے بجائے کدورت اور انس کے بجائے نفرت پائی جاتی ہو۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ۔ (بخاری)

تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیویوں کے لیے تم سب سے اچھا ہوں۔

اس سلسلہ میں ہم آئندہ صفحات میں وہ واقعات پیش کریں گے جن سے یہ اندازہ ہو سکے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ صدیقہ کی یگانگت اور شگفتہ زندگی کا کیا نقشہ تھا۔ اثنائے کلام میں ایسے واقعات بھی آئیں گے جن کا تعلق خاص نسوانی تعلقات سے ہے بعض لوگ ان کو پڑھ کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں اور ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایک امتی کا ایک نبیؐ سے اس قسم کا انداز و خطاب، ادب و احترام کے سراسر خلاف ہے لیکن وہ اس موقع پر اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ ایک بیوی اپنے محبوب شوہر سے یا ایک شوہر اپنی لاڈلی بیوی سے ہم کلام ہے اگر ایک طرف دونوں میں نبی اور امتی ہونے کی نسبت ہے تو دوسری طرف وہ دونوں آپس میں شوہر اور بیوی کی نسبت بھی رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا ایک عظیم الشان انعام ہے کہ اس نے اس سلسلہ میں امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسروں کے نمونوں کا محتاج نہیں فرمایا، اگر عقائد و عبادات کے نمونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتے ہیں تو ان کی پاک زندگی میں میاں بیوی کی محبت اور اظہار محبت کے ایمان آفرین واقعات بھی ملتے ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ۔۔۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دوسرے یہ اس زمانے کے حالات ہیں جب کہ عورت سوسائٹی کی پامال اور حقیر چیز سمجھی جاتی تھی۔ اس کا شمار کھینچ تان کے انسانوں میں تو ہوتا تھا لیکن اس کے ساتھ برتاؤ

ایک جانور سے بھی زیادہ بدتر کیا جاتا ہے۔ عرب میں عورت کی حالت تو اور بھی زیادہ قابل رحم تھی، جہاں لڑکی کو صرف اس لیے جیتے جی دفن کیا جاتا تھا کہ وہ لڑکی ہے اور ایک عورت کا روپ لے کر وہ دنیا میں آئی ہے جہاں ایک باپ اپنی بیٹی کو اپنے ہی ہاتھوں زندہ درگور کر دیتا تھا اور اس کو ذرا بھی رحم نہیں آتا تھا۔ جہاں لڑکیوں کی محبت کو عیب اور ذلت سمجھا جاتا تھا۔ ان حالات میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسوانی حقوق اور ان کے صنفی مطالبوں کی نگہداشت اور رعایت نہ فرماتے تو دنیا کیسے جانتی کہ عورت بھی جنس انسانی کا نصف حصہ ہے اس کو بھی زندگی کے وہ تمام حقوق بحصہ مساوی حاصل ہیں۔ جو خود غرض مرد نے اپنے لیے مخصوص کر لیے تھے۔

حسن معاشرت

حضرت عائشہ رض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں محبت تھی؟

اس موقع پر اس بات کا اظہار بے محل نہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو حضرت عائشہ رض سے بنہایت محبت تھی۔ لیکن یہ محبت ان کے حسن وجمال یا کم سنی کی بناء پر نہ تھی۔ کیونکہ اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رض، ام المومنین حضرت جویریہ رض اور اُمّ المومنین حضرت زینب رض حسن وجمال کے اعتبار سے حضرت عائشہ رض سے کم نہ تھیں حضرت عائشہ رض کی قدر و منزلت کا سبب درحقیقت ان کا ظاہری حسن وجمال نہیں بلکہ ان کا باطنی فضل وکمال تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

"مردوں میں تو بہت سے باکمال گذرے ہیں، لیکن عمران کی بیٹی مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ رض کے سوا عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوا اور عائشہ رض کو عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید[1] کو تمام کھانوں پر۔ (بخاری و مسلم)

اس ارشاد سے حضرت عائشہ رض کے باطنی فضل وکمال پر جس طرح روشنی پڑتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ جناب صدیقہ رض خود ہی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] عربوں کا ایک لذیذ اور پسندیدہ کھانا۔

"نکاح کے لیے کسی عورت کا انتخاب چار اوصاف کی بنا پر ہوتا ہے۔"

۱۔ دولت ۲۔ حسن و جمال ۳۔ حسب نسب ۴۔ دینداری

تم دین داری کی تلاش کرو۔"

ارشادِ گرامی کے بعد یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ شارع علیہ السلام نے اوروں کے لیے دین دار عورت کی تلاش کا حکم دیا ہو اور اپنے لیے حسن و جمال کو معیار قرار دیا ہو جب کہ آپؐ کی پوری زندگی قول اور عمل کی یکسانیت کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ساٹھ سال کی عمر میں ہوا، وہ بیوہ بھی تھیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کی محبت اس شدت سے تمام عمر باقی رہی جس پر حضرت عائشہؓ کو بھی رشک آتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے اس درجہ محبت ان کے حسن و جمال کی بنا پر نہ تھی بلکہ یہ تعلق خاطر ان کے فضائل اور خدمات کی بنا پر تھا جس کی مثال اوروں میں نہیں ملتی۔ (صحیح مسلم باب فضل خدیجہ)

بہر حال یہ مسلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے حسن و جمال ظاہری کی بنا پر الفت نہ تھی بلکہ ان کی باطنی صلاحیتوں اور فضیلتوں نے ان کو آپؐ کی نظروں میں محبوب بنا دیا تھا۔

بیوی کی محبت

ایک دفعہ سفر میں حضرت عائشہؓ کا اونٹ بدک گیا اور ان کو ایک طرف لے بھاگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت کو دیکھ کر بہت بے قرار ہوئے اور آپؐ کی زبانِ مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔

وَاعَرُوسَاہ "ہائے میری دلہن" (مسند احمد)

عدل و محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بیویوں کے مقابلہ میں حضرت عائشہؓ سے محبت کی زیادتی کے بارے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

"اے اللہ جو کچھ میرے امکان میں ہے میں اس سے باز نہیں آتا لیکن جو میرے امکان سے باہر ہے اس کو معاف کرنا۔"

آپؐ کی اس دعا کا یہ مطلب ہے کہ بیویوں کے درمیان عدل و مساوات تو میرے

اختیار میں ہے ، اس میں مَیں کوتاہی نہیں کرتا لیکن عائشہؓ کی قدر و محبت میرے امکان سے باہر ہے تو اس معاملہ میں مجھے معاف کرنا یعنی محبت کے معاملہ میں مَیں تمام بیویوں کے ساتھ یکسانیت نہیں برت سکتا ۔ یہ میرے بس سے باہر ہے ۔ (ابوداؤد)

حضرت فاطمہؓ باپ کی خدمت میں

چونکہ حضرت عائشہؓ سے محبت کا حال تمام صحابہؓ کو معلوم تھا اس لیے جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی باری حضرت عائشہؓ کے ہاں ہوا کرتی صحابہؓ کرام خاص طور پر اس روز ہدیہ بھیجا کرتے دوسری بیویوں کو اس سے رنج ہوتا لیکن کوئی ٹوکنے کی ہمت نہیں کرتا آخر کار ایک روز تمام ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہؓ الزہرا کو اس سلسلہ میں پیام لے جانے پر راضی کیا جب حضرت فاطمہؓ باپ کی خدمت میں آئیں اور اپنے آنے کی غرض پیش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیٹی! جس کو میں چاہوں اس کو تم نہیں چاہو گی ؟ (صحیح بخاری)

حضرت فاطمہؓ یہ سن کر فوراً چلی آئیں اور جب دوبارہ بھیجنے کی کوشش کی گئی تو سیدۂ عالمؓ کسی طرح راضی نہ ہوئیں ۔

وحی کا نزول

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سلمہؓ سے فرمایا اے ام سلمیٰ ! مجھے عائشہ کے بارے میں پریشان نہ کرو کیونکہ عائشہ کے علاوہ کسی دوسری بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی (نسائی)

آج کون سا دن ہے ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں لوگوں سے بار بار یہ دریافت فرماتے کہ آج کون سا دن ہے ؟ آپؐ کے اس استصواب سے لوگ سمجھ گئے کہ آپ کو حضرت عائشہؓ کی باری کا انتظار ہے ، چنانچہ آپؐ کو لوگ حضرت عائشہ کے حجرہ میں لے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک وہیں مقیم رہے اور اسی حجرہ میں حضرت عائشہؓ کے زانو پر سر رکھے ہوئے وفات پائی ۔

دل جوئی

ایک مرتبہ عید کے دن حبشی عید کی خوشی میں اپنے نیزے ہلا ہلا کر پہلوانی کرتب دکھا رہے تھے ۔ حضرت عائشہ نے یہ تماشا دیکھنا چاہا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کھڑے ہو گئے اور حضرت عائشہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹ سے یہ تماشا دیکھتی رہیں (بخاری باب حسن المعاشرۃ)

کہانی کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کے لیے کبھی کبھی کہانیاں بھی سنایا کرتے تھے ایک مرتبہ بات کرتے کرتے خرافہ کا نام آگیا آپ نے فرمایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا! جانتی ہو خرافہ کون تھا؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا، یہ قبیلہ عذرہ کا ایک آدمی تھا جس کو جن اٹھالے گئے تھے وہاں اس نے بڑی عجیب باتیں دیکھیں، جب وہ واپس آیا تو اس نے وہ عجیب باتیں لوگوں سے بیان کیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اسی بنا پر جب کوئی تعجب خیز بات سنتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں یہ تو خرافہ[۱] کی بات ہے۔ (شمائل ترمذی)

احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت عائشہ بھی کبھی کہانی سناتی تھیں جن میں ابوذرع کی کہانی کافی مشہور ہے۔

شوہر کی محبّت

(جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ سے محبت والفت تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی آپ سے ایسی شدید محبت تھی جو عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔

بے قراری رات کو جب کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوتیں اور آپ کو نہ پاتیں تو بے قرار ہو جاتیں اسی بے قراری کے عالم میں آپ کو تلاش کرتیں ایک مرتبہ بیدار ہوئیں تو آپ کو نہ پایا دل میں خیال کیا کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے یہاں تشریف لے گئے ہوں اٹھ کر ادھر ادھر تلاش کرنے لگیں۔ دیکھا کہ آپ تسبیح و مناجات میں مصروف ہیں۔ آپ اپنی بدگمانی پر نادم اور پشیمان ہوئیں اس حالت میں بے اختیار زبان سے نکل گیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں کس خیال میں ہوں اور آپ کس حالت میں ہیں" (نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں اسی طرح ایک بار آدھی رات کو آنکھ کھلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تلاش کرنے پر بھی نہ ملے آخر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تلاش کرتی ہوئی قبرستان تک پہنچ گئیں دیکھا تو آپ دعا و استغفار میں مصروف ہیں۔

---

[۱] آج اردو زبان میں بھی یہ لفظ خرافہ کے بجائے خرافات کی صورت میں مستعمل ہے۔

اُلٹے پاؤں واپس آئیں اور صبح کو آپ کے سامنے رات کا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا: "رات کو کوئی کالی کالی چیز سامنے سے جاتی ہوئی معلوم ہوتی تھی، وہ تم ہی تھیں"
(نسائی باب الاستغفار للمسلمین)

آیت تخییر کا نزول

ازواج مطہرات میں ہر قسم کی امیر و غریب گھرانے کی عورتیں تھیں اور وہ اس قسم کی فقیرانہ زندگی بسر کرنے پر آمادہ نہ تھیں جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں سابقہ تھا اس بنا پر آیت تخییر نازل ہوئی:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ	اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے
اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا	اگر تم کو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت و آرائش
فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا	کی ہوس ہے تو آؤ میں تم کو کچھ متاع (دنیوی) دے
جَمِیْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ	دوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں
وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ	اور اگر خدا اور رسول اور آخرت پسند ہے تو
اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا	تم میں سے نیک کرداروں کے لیے اللہ تعالےٰ
عَظِیْمًا ۝ (سورہ احزاب)	نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

اس آیت میں ان کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو کر دنیا طلبی میں لگ جائیں اور چاہیں تو فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کر کے اس شرف سے وابستہ رہیں۔ ازواج مطہرات میں ہر ایک نے اسی زندگی کو ترجیح دی اس سلسلہ میں تقدم کا شرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور اوپر والی آیتیں حضرت عائشہؓ کو سنائیں اور فرمایا عائشہؓ اس کا جواب والدین سے مشورہ کر کے دینا حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ماں باپ سے کس امر میں مشورہ کروں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں۔ یہ سن کر آپ کے چہرہ اقدس پر مسرت کے آثار نمایاں ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا جواب کسی دوسری بیوی پر نہ ظاہر فرمائیے گا۔ (صحیح بخاری)

زانو پر سر مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت عائشہؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو جاتے تھے ایک بار اسی طرح آرام فرما رہے تھے کہ ایک خاص واقعہ سے متاثر ہو کر آپ کے والد مکرم حضرت ابو بکر صدیقؓ غصہ میں اندر تشریف لائے اور بیٹی کے پہلو میں کونچے دیے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے صرف اس لیے حرکت نہیں کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل واقع ہوگا۔ (صحیح بخاری)

مقدس ناز و انداز

چونکہ حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنایت محبت تھی اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض موقعوں پر نسوانی فطرت کے لحاظ سے ناز و انداز کا بھی رخ اختیار کرتیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قدر فرماتے۔ (الادب المفرد)

سر میں درد

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے سر میں درد تھا یہ وہ موقعہ تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض للموت شروع ہو رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا، اگر تم میرے سامنے مرتیں تو میں تم کو اپنے ہاتھ سے غسل دیتا اور تمہاری تجہیز و تکفین بھی اپنے ہی ہاتھوں سے کرتا۔ تمہارے لیے دعائیں کرتا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ میری موت مناتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو آپؐ اسی حجرے میں ایک نئی بیوی لاکر رکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے یہ کلمات سن کر تبسم فرمایا۔ (صحیح بخاری)

قدم لو

حضرت عائشہؓ پر لگائے گئے اتہام کی براءت میں جب قرآن کریم کی آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت عائشہؓ کی ماں ام رومان نے کہا، بیٹی! اٹھو اور شوہر کے قدم لو۔ اس موقع پر حضرت عائشہ بولیں!

"میں اپنے اللہ کے سوا جس نے میری پاکی ظاہر فرمائی اور کسی کی شکر گذار نہیں ہوں" (صحیح بخاری)

ابراہیمؑ کے خدا کی قسم

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہؓ تمہاری ناراضگی کا پتہ مجھے لگ جاتا ہے تم جب ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیم کی قسم کھاتی ہو اور جب خوش ہوتی ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی قسم کھاتی ہو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف زبان سے نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔ (بخاری)

ایک ساتھ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت عائشہؓ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ ایک دفعہ پردہ نازل ہونے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت عمرؓ آگئے آپؐ نے ان کو بھی بلا لیا اور تینوں نے ایک ساتھ کھانا کھایا۔

ایک ہی برتن میں کھانے میں محبت کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی ہڈی کو چوستے جس کو حضرت عائشہؓ چوستیں اور پانی پینے کے برتن میں وہیں پر منہ رکھتے جہاں حضرت عائشہؓ منہ لگا کر پیتیں۔ (مسند احمد حنبل)

دعوت قبول نہیں فرماتے ایک مرتبہ ایک ایرانی پڑوسی نے آپؐ کی دعوت کی۔ آپؐ نے فرمایا حضرت عائشہؓ بھی دعوت میں ہوں گی اس نے انکار کیا تو آپؐ نے فرمایا۔ تو میں بھی قبول نہیں کرتا وہ چلا گیا اور دوبارہ واپس آیا پھر پہلے کی طرح سوال وجواب ہوا اور وہ پھر واپس چلا گیا اور تیسری مرتبہ پھر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور عائشہؓ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں ان کی بھی دعوت ہے اس کے بعد آپ دونوں اس کے یہاں تشریف لے گئے۔ (صحیح مسلم کتاب الاطعمہ)

اس واقعہ کے بارے میں محدثین کا یہ کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تنہا دعوت قبول نہیں فرمائی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس روز گھر میں فاقہ تھا اور آپؐ کے لطف و اخلاق نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپؐ بیوی کو چھوڑ کر اکیلے شکم سیر ہوں اور پڑوسی نے اس لیے دو دفعہ انکار کیا کہ اس کے یہاں سامان خورد و نوش ایک ہی آدمی کے مطابق تھا، تیسری مرتبہ جب مزید انتظام کر کے حاضر خدمت ہوا تو حضرت عائشہؓ کو بھی مدعو کیا۔

فقہا نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بے تکلف احباب سے دعوت کا انکار یا کسی دوسرے آدمی کے اضافہ کے لیے اصرار جائز ہے۔

ساتھ دوڑنا ایک غزوہ میں حضرت عائشہؓ رفیق سفر تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو آگے بڑھ جانے کا حکم دیا اس کے بعد حضرت عائشہؓ سے فرمایا آؤ دوڑیں دیکھیں کون آگے نکل جاتا ہے؟ چونکہ حضرت عائشہؓ دبلی پتلی تھیں اس لیے آگے

نکل گئیں چند سالوں کے بعد ایک موقع اس قسم کا اور آیا۔ چونکہ اب حضرت عائشہؓ پہلے کے مقابلے میں بھاری ہوگئیں تھیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے آپؐ نے فرمایا، عائشہ یہ اس دن کا جواب ہے۔ (سنن ابی داؤد)

محبت اور احکام خداوندی کی اطاعت

مذکورہ بالا واقعات سے یہ اندازہ لگانا بہت آسان ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت عائشہؓ سے کس قدر تعلق تھا اور ان کی دل جوئی میں آپؐ کس درجہ اہتمام فرماتے تھے اوراق احادیث میں اور بھی واقعات ملتے ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر چند واقعات پر اکتفا کی گئی۔

ان واقعات سے اگر ایک طرف حضرت عائشہؓ کے ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت اور آپ کے تعلق کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف ان کو سن کر بعض کمزور طبیعتوں کا رجحان اس طرف بھی ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے حضرت عائشہؓ کے ساتھ اس محبت والفت نے احکام الٰہی کی اطاعت اور ان کے ساتھ آپؐ کا شغف کم کر دیا ہو اور آپ اپنی اصل ذمہ داریوں کو گھر میں آکر بھول جاتے ہوں اور خاکم بدہن فرائض نبوت میں کسی قسم کی (نعوذ باللہ) کوتاہی ہوجاتی ہو ہم اس موقعہ پر چند واقعات اس قسم کے پیش کر رہے ہیں جن سے انشاء اللہ اس قسم کے تمام خطرات دور ہوجائیں گے اور ایک صاف ذہن انسان کے لیے شبہ کی گنجائش نہ رہ جائے گی۔

ہم کو پہچانتے نہیں

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر میں باتوں میں مشغول ہوتے اور اذان ہوجاتی تو آپؐ فوراً اٹھ جاتے پھر ایسا معلوم ہوتا کہ آپؐ ہم کو پہچانتے بھی نہیں۔

سونے کے کنگن

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے سونے کے کنگن پہنے، آپؐ نے فرمایا میں تم کو اس سے بہتر تدبیر بتاؤں تم ان کنگنوں کو اتار دو اور چاندی کے دو کنگن بنوا کر ان پر زعفران کا رنگ چڑھا کر پہن لو۔ (نسائی)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ ممانعت اس لیے نہ تھی کہ عورت کو سونا پہننا حرام ہے

بلکہ چونکہ آپ کو اظہارِ شان سے طبعًا دوری تھی۔ اسی بنا پر اپنے گھر میں اس قسم کے اظہار شان کو ناپسند فرمایا۔

تصویر دار پردہ

ایک بار ایک خوشی کے موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ایسا پردہ جس پر تصویریں بنی تھیں دروازہ پر لٹکایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دروازہ پر قدم رکھا تو پردہ دیکھ کر چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سہم گئیں اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قصور معاف فرمائیے مجھ سے غلطی ہوگئی ارشاد ہوا عائشہ اللہ نے ہم کو اینٹ اور مٹی کی زیبائش کے لیے دولت نہیں عطا فرمائی ہے (نسائی)۔

پانچ چیزوں کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پانچ چیزوں کے استعمال سے منع فرمایا:۔

ریشمی کپڑے۔ سونے کے زیور۔ سونے اور چاندی کے برتن ۔ سرخ نرم گدے اور کتان آمیز ریشمی کپڑے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے عرض کیا اگر تھوڑا سا سونا ہو جس میں مشک باندھا جا سکے تو کوئی حرج ہے، فرمایا نہیں، چاندی کو لے کر تھوڑی سی زعفران میں رنگ لیا کرو۔ (مسند)

خدمت واطاعت

عام خدمتیں

(اگرچہ گھر میں کام کاج کے لیے لونڈی موجود تھی لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام خود کرتی تھیں۔ آٹا پیسنا، آٹا گوندھنا، روٹی پکانا، بستر بچھانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی رکھنا، قربانی کے اونٹوں کے لیے قلادہ بٹنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کرنا، آپؐ کے جسم مبارک میں عطر ملنا، آپؐ کے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھونا، سوتے وقت مسواک اور پانی آپ کے سرہانے رکھنا، مسواک کا دھونا، گھر میں مہمان نوازی کرنا۔ یہ سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ذمے رکھتیں اور اسی قسم کی ساری خدمات بہ نفس نفیس انجام دیتیں۔

(سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا بحوالہ ادب المفرد۔ بخاری۔ شمائل۔ مسند وغیرہ)

پردہ چاک کر ڈالا

دروازے کے مصور (تصویردار) پردے پر جو انہوں نے ایک خوشی کے موقعہ پر لٹکا دیا تھا اور جسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کا رنگ بدل گیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں فرشتے نہیں داخل ہوتے جب حضرت عائشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی دیکھی تو اس پردہ کو چاک ہی کر ڈالا اور اس کو دوسرے کام میں لے آئیں۔

غلہ کی ٹوکری اٹھوادی

ایک صحابی کو ولیمہ کی دعوت کرنی تھی اور ان کے گھر میں دعوت کا سامان کچھ نہ تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا، جاؤ عائشہؓ سے کہو کہ غلہ کی ٹوکری بھیج دیں۔ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم حضرت عائشہ کو پہنچایا اسی وقت حضرت عائشہؓ نے غلہ کی پوری ٹوکری اٹھوادی اور گھر میں رات کے کھانے کے لیے کچھ نہیں رہا۔ (مسند احمد)

حضرت عائشہؓ نو برس حضور کی مسلسل صحبت میں رہیں اور کبھی آپؐ کے حکم کی مخالفت نہیں فرمائی۔ اطاعت و فرماں برداری کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپؐ کے ایک ایک حکم کی تعمیل کی۔

عرفہ کا روزہ

ایک مرتبہ عرفہ کے دن روزے سے تھیں گرمی اس قدر شدید تھی کہ سر پر پانی کے چھینٹے دیے جاتے تھے اس موقعہ پر کسی نے مشورہ دیا کہ اُمّ المومنین روزہ توڑ لیجیے، فرمایا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو میں کیسے روزہ توڑ دوں۔ (مسند احمد حنبل)

عورتوں کا جہاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عورتوں کا جہاد حج ہے اس ارشاد کو سننے کے بعد آپ اس کی پابندی اس اہتمام سے کرتی تھیں کہ بہت کم کوئی سال حج سے خالی جانے پاتا تھا۔

چاشت کی نماز

چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے اس لیے حضرت عائشہؓ بھی چاشت کی نماز پڑھا کرتی تھیں اور اس سلسلہ میں فرمایا کرتی تھیں کہ اگر میرے ماں باپ بھی قبر سے اٹھ کر آجائیں اور منع کریں

تو میں نہ مانوں ، یعنی چاشت کی نماز نہ چھوڑوں

نماز حضرت عائشہؓ تہجد کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پڑھتی تھیں، کبھی رات بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبادت میں معروف رہتیں، سورج گرہن وغیرہ کی نمازوں میں بھی آپؐ کے ساتھ کھڑی رہتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز پڑھاتے تو یہ اپنے حجرے میں اقتداء کر لیتیں ۔ (بخاری)

روزہ و اعتکاف اکثر روزے رکھا کرتیں ۔ کبھی وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر روزے رکھا کرتے تھے اور آخر رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اعتکاف بھی کرتیں ۔

سوکنوں اور سوتیلی اولاد کے ساتھ سلوک

سوکنوں کے ساتھ سلوک کسی عورت کے اخلاق و محاسن کی آزمائش کا وہ موقعہ بہت نازک ہوتا ہے جب کہ اس کی اور اس کے شوہر کی محبت کے درمیان دوسرے حریف بھی پیدا ہو جائیں ۔ حضرت عائشہ کے اس طرح کے آٹھ حریف تھے ، یعنی حضرت عائشہؓ نے ایک سے لے کر آٹھ آٹھ سوکنوں کا ساتھ رہا اور آپ نے ایک عرصہ دراز تک ان تمام ازواج مطہرات کے ساتھ زندگی گذاری لیکن سوا چند وقتی اور معمولی واقعات کے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ پتہ چلے کہ ان میں آپس میں رنجشیں اور کدورتیں پائی جاتی تھیں یا ایک دوسرے کے آپس میں دل صاف نہ تھے ۔ حضرت عائشہؓ کا درجہ اس شعبہ میں بہت اونچا اور بلند ہے ۔

حضرت سودہؓ اُمّ المؤمنین حضرت سودہؓ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ یکانگت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے آخر میں اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا اور انھوں نے خوشی سے قبول کر لیا ۔ حضرت عائشہؓ حضرت سودہؓ کی بہت تعریف کیا کرتی تھیں ۔ ان کے بارے میں حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی (صحیح مسلم)

حضرت سودہؓ کا عقد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سنہ نبوی میں ہوا۔

حضرت حفصہؓ ام المومنین حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ معاملات خانہ داری میں دونوں متفق اور برابر کی شریک رہا کرتیں اور دوسری بیویوں کے مقابلہ میں دونوں ایک دوسرے کی حامی تھیں حضرت حفصہؓ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۳ھ میں ہوا تھا۔

حضرت اُمّ سلمہؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے درمیان ایک معمولی واقعہ کے سوا کوئی دوسرا اختلاف نہیں ملتا اور وہ اختلاف بھی بہت معمولی اور وقتی تھا۔ جس پر حضرت عائشہؓ نے ناراضگی کا اظہار تک نہ فرمایا۔

واقعہ یہ تھا کہ بعض بیویوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کو اسلیے بھیجا تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ جہاں آپؐ تشریف فرما ہوں وہیں لوگوں کے تحفے اور ہدیے بھیجے جایا کریں یہ بات حضرت عائشہؓ کی باری پر منحصر نہ کردی جائے چنانچہ وہ آئیں اور حضرت عائشہؓ ہی کے سامنے اپنی درخواست پیش کی آپؐ نے جواب دیا اور وہ خاموش ہوگئیں۔

ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۴ھ میں ہوا تھا (بخاری ومسلم فضل عائشہؓ)

حضرت جُوَیرِیہؓ ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۵ھ میں ہوا تھا۔ حضرت جویریہؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کوئی اختلافی واقعہ کتابوں میں نہیں ملتا۔

حضرت زینبؓ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ مزاج کی بہت تیز اوروں کے مقابلہ میں اپنے کو زیادہ عزت کا مستحق خیال کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کا ان سے اختلاف ایک دو معاملوں میں معلوم ہے وہ بھی بہت ہی خفیف اور معمولی۔

حضرت زینبؓ کا جب عقد ہوا تو حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مبارکباد پیش کی اور جب حضرت عائشہؓ پر منافقوں نے تہمت لگائی تو حضرت زینبؓ نے حضرت عائشہؓ کی صفائی کے سلسلے میں فرمایا۔ مَا عَلِمْتُ فِيهَا إِلَّا خَيْرًا "خوبی اور اچھائی کے سوا میں

نے عائشہؓ میں اور کچھ نہیں جانا" اگر باہمی اختلاف یا رنجش ہوتی تو اس موقع پر حضرت زینب جو چاہتیں کہہ دیتیں لیکن اس آئینہ خانہ میں ہر آئینہ غبار اور کدورت سے پاک تھا۔ حضرت عائشہؓ ان کے اس احسان اور اخلاق کی یاد ہمیشہ شکر گذاری کے ساتھ کیا کرتی تھیں۔ ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۵ھ میں ہوا تھا۔

حضرت اُمِ حبیبہؓ حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہؓ کا کوئی اختلافی واقعہ احادیث میں مذکور نہیں ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۶ھ میں ہوا تھا

حضرت میمونہؓ ان کے بارے میں بھی کوئی خاص واقعہ نہیں ملتا جب انھوں نے وفات پائی تو حضرت عائشہ نے فرمایا" وہ ہم میں پرہیز گار تھیں" ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۷ھ میں ہوا تھا

حضرت صفیہؓ حضرت صفیہ کو کھانا پکانے کا خاص طور پر سلیقہ تھا جس کا اعتراف خود حضرت عائشہؓ کو بھی تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت صفیہؓ دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا پکایا، حضرت صفیہؓ کا کھانا جلد تیار ہو گیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ عائشہؓ میں تشریف فرما تھے حضرت صفیہؓ نے ایک لونڈی کے ہاتھ کھانا بھجوا دیا، حضرت عائشہؓ جھنجلا گئیں اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ لونڈی کے ہاتھ سے پیالہ گر گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خاموشی سے پیالہ کے ٹکڑے چنتے رہے اور لونڈی سے ارشاد فرمایا تمہاری ماں کو غصہ آگیا، تھوڑی ہی دیر میں حضرت عائشہؓ کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا کفارہ ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا ہی پیالہ اور ایسا ہی کھانا، چنانچہ حضرت صفیہؓ کو نیا پیالہ واپس کیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

اس کے باوجود حضرت صفیہؓ اور حضرت عائشہؓ ایک ہی ٹولی میں تھیں اور باہم ایک دوسرے کی حمایت میں لگی رہتی تھیں حضرت صفیہؓ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۷ھ میں ہوا تھا۔ (سیرت عائشہ)

سوتیلی اولاد کے ساتھ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے چار صاحبزادیاں تھیں۔ ۱۔ زینبؓ ۲۔ رقیہؓ ۔ ام کلثومؓ فاطمہؓ۔ یہ چاروں حضرت عائشہؓ کی سوتیلی صاحبزادیاں تھیں۔

حضرت عائشہؓ جب رخصت ہوکر آئیں تو سوا حضرت فاطمہؓ کے سب بیاہی جا چکی تھیں حضرت فاطمہؓ کا عقد حضرت عائشہ کی رخصتی سے تقریبًا ایک سال بعد ہوگیا۔ اس لیے سوتیلی صاحبزادیوں میں سب سے زیادہ سابقہ حضرت عائشہؓ کا حضرت فاطمہؓ سے رہا۔

حضرت رقیہؓ کا انتقال حضرت عائشہؓ کی رخصتی کے ایک سال بعد ہوگیا۔ حضرت زینب اور اُمِّ کلثوم سات آٹھ سال تک زندہ رہیں اس زمانہ میں ماں بیٹیوں کے تعلقات نہایت شگفتہ رہے اور کسی قسم کی کوبدمزگی نہیں ہوئی۔

حضرت عائشہؓ، حضرت زینبؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔ (زرقانی)

حضرت فاطمہؓ کی شادی میں حضرت عائشہؓ نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ آپ نے مکان لیپا بستر بچھایا اپنے ہاتھ سے کھجور کی چھال دھن کر تکیے بنائے لکڑی کی ایک الگنی تیار کی تاکہ اس پر پانی مشک اور کپڑے لٹکائے جائیں دعوت میں چھوہارے اور منقی پیش کیے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ فاطمۃ الزہراؓ کے بیاہ سے کوئی اچھا بیاہ میں نے نہیں دیکھا۔ (بخاری)

حضرت فاطمہؓ ایک بار ایک لونڈی کی درخواست لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ لیکن موقعہ نہ مل سکا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست پیش کرتیں واپس آنے لگیں تو اپنی ماں حضرت عائشہ سے حاضری کی غرض پیش کرکے چلی آئیں اور اس معاملہ میں ان کو اپنا وکیل بنا گئیں۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرماتی ہیں" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاطمہ سے بہتر کوئی انسان نہیں دیکھا۔ (زرقانی)

ایک تابعی حضرت جمیعؒ بن عمیر نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا فاطمہؓ۔

آپ فرماتی ہیں کہ اٹھنے بیٹھنے کے طریقوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ ملتا جلتا حضرت فاطمہؓ کے سوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت فاطمہؓ باپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو فرطِ محبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے اور بیٹی کی پیشانی کو چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھالیتے اور یہی طریقہ باپ کے ساتھ حضرت فاطمہ کا اپنے گھر میں تھا۔ (جامع ترمذی)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو بلاکر اپنے پاس بٹھالیا اور ان نے کان میں چپکے سے کچھ ارشاد فرمایا، حضرت فاطمہؓ رونے لگیں اس کے بعد آپ نے ان کے دوسرے کان میں کچھ ارشاد فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو میں نے فاطمہؓ سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا کہا تو انہوں نے کہا کہ میں باپ کا راز فاش نہ کروں گی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو میں نے فاطمہؓ سے کہا کہ میرا جو تم پر حق ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ اب تم بتاؤ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں اب بتائے دیتی ہوں پہلی مرتبہ باباجان نے اپنے جلد انتقال کر جانے کی خبر دی تھی جس پر میں رونے لگی تھی، اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا فاطمہؓ کیا تم کو پسند نہیں تو تم کو دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہو، جسے سن کر میں ہنسنے لگی۔

ان چند واقعات سے ماں بیٹیوں کے تعلقات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کا حضرت فاطمہؓ سے خصوصی تعلق کا اندازہ تو اس جملے سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے حق کا واسطہ دے کر حضرت فاطمہؓ سے راز کی بات دریافت کی۔

ایک روایت حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان رنجش کی مروی ہے لیکن وہ روایتاً اور درایتاً صحیح نہیں ہے ایک دوسرا واقعہ کتابوں میں اور بھی ملتا ہے وہ بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

بہتان عظیم یعنی واقعہ افک

جس طرح اکثر نیک اور پاک باز مرد اپنے دشمنوں کی طرف سے اتہام و بہتان سے محفوظ نہ رہ سکے اسی طرح باعزت اور صاحب عفت و عصمت خواتین کے مقدس دامن بھی اس قسم کی آلودگیوں سے نہ بچ سکے حد یہ ہے کہ دشمنانِ دین و ایمان نے انبیاء علیہم السلام اور ان کی پاکیزہ جماعت کو بھی نہ چھوڑا اور ان کو جب کبھی موقع ملا اس گندگی کو ان پر اچھالے بغیر نہ رہے۔

ایک انسان کے لیے آبرو سب سے بڑی چیز ہے اس پر وہی حملہ کرتا ہے جو اس کا بدترین دشمن ہوتا ہے اسلام کے مدنی دور میں ایک جماعت وہ بھی مسلمانوں میں شامل ہوگئی جس کو اصطلاح میں "جماعت منافقین" کہا جاتا ہے۔ یہ ایسے بدبخت لوگوں کی جماعت تھی، جو فوائد دنیوی کے لیے بظاہر تو مسلمان ہونے کا اعلان کرتے تھے لیکن اپنے خبث باطنی کی وجہ سے ان کو قلبی طور پر اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا ان کا محبوب مشغلہ یہ تھا کہ وہ کسی طرح اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں۔

اس موقع پر ہم حضرت عائشہؓ کا وہ مشہور واقعہ پیش کر رہے ہیں جس میں ان بدبختوں نے آپ کے دامن مقدس کو بہتان و افترا کی نجاست سے گندہ و آلودہ کرنے کی ناپاک و نامراد کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے اس سازش کو بے نقاب فرما کر حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی اور عفت کی شہادت دی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل و مراتب کا یہ ایک لافانی باب ہے جو قیامت تک ان کے حقیقی روحانی فرزندوں کی زبان سے ہر محراب و منبر پر دہرایا جائے گا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

غزوۂ مریسیع شعبان ۵ھ میں نجد کے قریب بنو مصطلق کے ایک چشمہ مریسیع کے پاس مسلمانوں کا ان سے مقابلہ ہوا تھا۔ چونکہ منافقین کو بعض قرائن

سے معلوم تھا کہ اس مقام پر خونریز جنگ نہ ہوگی اس لیے ایک بڑی تعداد اس فوج میں شریک تھی۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کبھی آپ سفر پر جانے لگتے تو کسی بیوی کو ہمراہ لے جانے کے لیے قرعہ اندازی فرماتے چنانچہ اس موقعہ پر قرعہ حضرت عائشہؓ کے نام نکلا اور وہ معیت کے شرف سے مشرف ہوئیں، حضرت عائشہؓ نے چلتے وقت ایک ہار اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے مانگ لیا تھا جس کو انہوں نے گلے میں پہن رکھا تھا اس ہار کی لڑیاں اس درجہ کمزور تھیں کہ بار بار ٹوٹ جاتی تھیں اور آپ اس کو درست فرماتی رہتی تھیں۔

حضرت عائشہ کی عمر اس وقت چودہ سال کی تھی ایک تو کم سنی دوسرے اچھی غذا نہ ملنے کی وجہ سے آپ دبلی پتلی تھیں حد یہ ہے کہ جب ساربان آپ کے محمل کو اونٹ پر رکھتے تو ان کو اس کا مطلق احساس نہ ہوتا کہ محمل میں کوئی ہے بھی یا نہیں۔

سفر سے واپسی پر کئی بار منافقین نے راستہ میں شرارتیں کیں اور انہوں نے چاہا کہ مسلمانوں کو باہم لڑادیں لیکن وہ اپنی کسی سازش میں کامیاب نہ ہو سکے۔

قافلہ منزل بہ منزل مدینہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ایک جگہ شب کو قافلہ نے پڑاؤ کیا رات کے آخری حصہ میں روانگی کی تیاریاں شروع ہوئیں حضرت عائشہؓ قضائے حاجت کے لیے قافلہ سے دور نکل چکی تھیں فراغت پا کر جب واپس لوٹنے لگیں تو اتفاقاً گلے پر ہاتھ پڑ گیا۔ دیکھا تو ہار ندارد تھا، ایک طرف کم سنی کا تقاضا، دوسری عاریت کی چیز کا خیال، گھبرا کر وہیں تلاش کرنے لگیں۔ خیال تھا کہ قافلہ کی روانگی سے قبل ہی ہار تلاش کر کے واپس آجائیں گی، اس بنا پر آپ نے کسی کو اطلاع دینے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی قافلہ کی روانگی کا وقت آ گیا محمل اونٹ پر رکھ دیا گیا اور قافلہ روانہ ہو گیا، یہاں حضرت عائشہؓ کو تھوڑی تلاش و جستجو کے بعد ہار مل گیا جب پڑاؤ پر پہنچیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔

حضرت عائشہؓ کے لیے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہیں ٹھہری رہیں تاکہ جب اہل قافلہ کو معلوم ہو کہ وہ محمل میں نہیں ہیں۔ تو لوگ خود انہیں لینے آجائیں۔ چنانچہ آپ وہیں چادر اوڑھ کر پڑ رہیں۔

صفوانؓ بن معطل ایک صحابی تھے جن کا کام یہ تھا کہ وہ لشکر کے پیچھے پیچھے اس لیے چلتے

تھے کہ فوج کی گری پڑی چیزوں کی نگرانی کریں یہ حضرت عائشہؓ کو پردہ کی آیت نازل ہونے سے قبل دیکھ چکے تھے اس لیے ان کو پہچانتے بھی تھے جب حسب دستور پڑاؤ پر پہنچے تو دور سے کچھ نظر آیا قریب آئے تو حضرت عائشہؓ کو دیکھا، فوراً پہچان لیا اور وہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا حضرت صفوانؓ کی آواز سنتے ہی حضرت عائشہؓ چونک پڑیں انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور حضرت عائشہؓ کو سوار کر کے آگے چل دیے۔ یہاں قافلہ نے دوپہر کے وقت آرام کے لیے پڑاؤ کیا ہی تھا کہ اونٹ سامنے نظر آیا۔ حضرت صفوانؓ کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی اور حضرت عائشہؓ محمل میں سوار تھیں۔

یہ کوئی خاص واقعہ نہ تھا اکثر آج بھی اس قسم کے حادثات ہوتے رہتے ہیں اور اس ترقی یافتہ دور میں بھی رفقاء سفر چھوٹ جاتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا اس کو موقعہ مل گیا اور اس نے مشہور کیا کہ حضرت عائشہ خدانخواستہ پاک دامن نہ رہیں۔

نیک دل مسلمانوں نے جب یہ بہتان سنا تو انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور اس کی صداقت سے صاف صاف انکار کیا۔ انہوں نے کہا عائشہؓ شریف ہیں ان سے ایسا نہیں ہوسکتا ہم اس پر کسی طرح یقین نہیں کر سکتے۔

مدینہ میں بدقسمتی سے اس سازش میں تین آدمی اور مبتلا ہوگئے، حسانؓ بن ثابت، حمنہؓ بنت جحش اور مسطحؓ بن اثاثہ۔ حضرت حسانؓ کو اس واقعہ کی حقیقت سے کوئی بحث نہ تھی بلکہ ان کو حضرت صفوانؓ کی بدنامی پر مسرت تھی۔ کیونکہ ان کو ملال تھا کہ باہر کے لوگ ہمارے گھر آکر ہم سے زیادہ صاحب عزت کیوں بن گئے۔ حمنہؓ ام المومنین حضرت زینبؓ کی بہن تھیں اور چونکہ حضرت عائشہؓ ان کی سوکن تھیں اس لیے حمنہؓ نے سوچا کہ یہ موقعہ اچھا ہے حضرت عائشہؓ کی بدنامی سے ان کی بہن حضرت زینبؓ کا راستہ صاف ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

مسطحؓ کی شرکت ضرور تعجب خیز تھی کیونکہ یہ حضرت ابوبکرؓ کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت ابوبکرؓ غربت کی وجہ سے ان کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ شاید کہ منافقین کی ریشہ دوانیوں کا شکار بن گئے ہوں۔

صفوانؓ کو حضرت حسانؓ کی اس بات کی جب اطلاع ہوئی انکو بڑا غصہ آیا اور انہوں نے

قسم کھا کر کہا کہ میں نے اب تک کسی عورت کو چھوا تک نہیں ۔ چنانچہ غصہ کے عالم میں وہ تلوار لے کر حسانؓ کی تلاش میں نکلے اور جب وہ ملے تو ان پر انہوں نے حملہ کیا حضرت صفوانؓ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے آپؐ نے ان کی طرف سے قصور معاف کرایا اور حضرت حسانؓ کو جائداد عنایت فرمائی۔ (سیرت عائشہؓ)

حضرت عائشہؓ اس وقت تک ان واقعات سے بے خبر تھیں۔ ایک رات مسطحؓ کی ماں کے ہمراہ آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جا رہی تھیں کہ راستہ میں ان کو اس بات کا علم ہوا فرماتی ہیں کہ بدحواسی کے عالم میں میں اپنی ضرورت ہی بھول گئی اور یوں ہی لوٹ آئی۔

حضرت عائشہؓ لوٹ کر سیدھے والدہ کے یہاں گئیں ماں سے دریافت کیا تو انہوں نے تسکین و تسلی دی۔ ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک انصاریہ خاتون آئیں انہوں نے ساری داستان کہہ سنائی اس کے بعد حضرت عائشہؓ کے لیے شک کا کوئی موقع نہ تھا سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں ماں نے سنبھالا اور سمجھا بجھا کر واپس بھیج دیا یہاں پہنچتے ہی شدت کا بخار اور لرزہ آگیا اور ان حالات میں انہوں نے محسوس کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اگلا سا التفات بھی نہیں اس لیے اجازت لے کر وہ ماں کے یہاں چلی آئیں وہاں ان کا یہ عالم تھا کہ رات دن آنسو جاری رہتے۔ اور تھمنے کا نام نہ لیتے باپ الگ سمجھاتے اور ماں علیحدہ دلاسا دیتیں لیکن ان کے رونے اور اضطراب و بے قراری میں کوئی کمی نہ ہوتی۔ حتیٰ کہ ایک بار غیرت سے ارادہ کر لیا کہ کنوئیں میں گر کر جان دے دیں۔

تحقیقات

اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ حضرت عائشہ پاک ہیں لیکن فتنہ پردازوں اور شریروں کا منہ بند کرنا ضروری تھا۔ اس لیے تحقیقات کے طور پر آپؐ نے حضرت علیؓ اور اسامہؓ سے مشورہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت اسامہؓ نے تسلی دیتے ہوئے حضرت عائشہؓ کی برأت کا اظہار کیا اور ان کی پاکی بیان کیا اور حضرت علیؓ نے کہا دنیا میں عورتوں کی کمی نہیں یعنی اگر آپؐ لوگوں کے کہنے سننے کی پرواہ کرتے ہیں تو ان کو طلاق دے دیجیے ایک روایت یہ بھی ہے، کہ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اگر آپؐ عائشہؓ سے ترک تعلق فرمالیں تو کوئی بات نہیں لیکن علیحدگی

عدل وانصاف پر مبنی نہ ہوگی۔ انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ اس سلسلہ میں خادمہ سے بھی دریافت فرما لیجیے دیکھیے وہ کیا کہتی ہیں۔

بریرہؓ کی شہادت

چنانچہ حضرت عائشہؓ کی ماما بریرہؓ کو بلایا گیا ان کو اشاروں اشاروں میں دریافت کیا گیا۔ چونکہ ان کو وہم تک نہ ہوسکتا تھا اس لیے وہ یہ سمجھیں کہ شاید آپؐ امورخانہ داری کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے انہوں نے عرض کیا۔ "ان میں اور کوئی برائی نہیں البتہ بچپن ہے، سوتی ہیں تو بکری آٹا کھا جاتی ہے" جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:۔

"خدا کی قسم جس طرح سونار کھرے سونے کو جانتا ہے میں انھیں جانتی ہوں"

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے بریرہؓ کو مارا بھی۔

ام المومنین حضرت زینبؓ کی گواہی

سوکنوں میں حضرت زینب کو حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعویٰ تھا اور ان کی بہن حمنہ اس سازش میں شریک بھی تھیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے دریافت حال فرمایا، انہوں نے کہا:

مَا عَلِمْتُ فِيهَا اِلَّا خَيْرًا "خوبی اور اچھائی کے سوا میں نے عائشہؓ میں کچھ نہیں دیکھا"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہؓ کو جمع فرمایا اور اس مجمع میں حرم نبوت حضرت عائشہؓ کی پاکی بیان کی اور عبداللہ بن ابی کی خباثت کا تذکرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا اس شریر کو میری طرف سے کون سزا دے گا جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ میرے اہل بیت پر عیب لگاتا ہے اس پر حضرت سعد بن معاذؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ حکم دیجیے ہم تعمیل کے لیے تیار ہیں اس موقعہ پر بات کچھ زیادہ بڑھ گئی۔ اور آپس میں خلفشار کے آثار پیدا ہو گئے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ کو یہیں پر ختم کر دیا

یہاں سے اٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے اس وقت گھر کا کیا عالم ہوگا؟ اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، ماں باپ کے دل پر کیا گذری ہوگی اسے کون بیان کرسکتا ہے؟ بیٹی کی عزت و آبرو پر دشمنوں نے حملہ کر دیا از دیار رنج وغم سے

بیٹی بخار میں بھن رہی ہے کیسا کھانا، کیسا پینا۔ سارا گھر مجسمہ غم بنا ہوا تھا ماں باپ بیٹی کی تیمارداری میں مصروف تھے کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا اندر تشریف لے آیئے۔ آپؐ اندر آئے اور حضرت عائشہؓ کے قریب جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

عائشہؓ! "اگر تم نے جرم کیا ہے تو توبہ کرو، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا ورنہ پروردگارِ عالم خود تمہاری پاکی اور طہارت کی گواہی دے گا۔"

حضرت عائشہؓ شدید بخار میں مبتلا تھیں مگر اچانک اٹھ کر بیٹھ گئیں اس وقت ان کے آنسو شدتِ غم سے خشک ہو چکے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے اپنے والد محترم حضرت صدیقؓ کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا کہ وہ اس کا جواب دیں۔ انہوں نے کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ کی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یکایک میرے آنسو خشک ہو گئے اور دل نے اپنی طہارت کے یقین پر اطمینان محسوس کیا اور میں نے عرض کیا:۔

"اگر میں اقرار کر لوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو میرے اقرار کے بعد اس الزام کے صحیح ہونے میں کس کو شک رہ جائے گا، اور اگر انکار کروں تو لوگ کب یقین کریں گے۔"

میرا حال تو اس وقت یوسفؑ کے باپ (حضرت یعقوبؑ) جیسا ہے جنہوں نے کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ پس صبر بہتر ہے۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس موقع پر سوچنے کے باوجود حضرت یوسفؑ کے والد حضرت یعقوبؑ کا نام یاد نہیں آیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کے آثار نمایاں ہوئے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے مسکراتے ہوئے سرِ گرامی اٹھایا۔ پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلک رہے تھے اور یہ آیتیں زبانِ اقدس پر جاری تھیں۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

جن لوگوں نے یہ طوفان (حضرت عائشہؓ کے بارے میں) برپا کیا ہے (اے مسلمانو) وہ تمہارے میں کا ایک چھوٹا سا گروہ ہے تم اس طوفان بندی کو

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ
مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِىْ تَوَلّٰى
كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا
وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝
لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ
شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا
بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ
هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝
اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ
وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ
لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ
هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝
وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا
يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝
يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا
لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ

اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ (باعتبار انجام کے)
تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر شخص
کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں جس
نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا ہے،
اس کو سخت سزا ہوگی جب تم لوگوں نے یہ بات
سنی تھی تو مسلمانوں مرد اور مسلمان عورتوں نے
اپنے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا
اور زبان سے یوں کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے
یہ لوگ اپنے اس (قول) پر چار گواہ کیوں نہ
لائے سو جس صورت میں یہ لوگ (موافق قاعدہ
کے) گواہ نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک
جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم
نہ ہوتا دنیا اور آخرت میں تو جس شغل میں تم
پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا
جب کہ تم اس (جھوٹ کو) اپنی زبانوں سے نقل در نقل
کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے
تھے جس کی تم کو (کسی دلیل سے) مطلق خبر نہیں اور
تم اس کو ہلکی بات (یعنی غیر موجب گناہ) سمجھ رہے
تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات
ہے اور تم نے جب اس بات کو (اول) سنا تھا
تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات
منہ سے بھی نکالیں معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے
اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسی حرکت

عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ لا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ وَاَنَّ اللّٰہَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

(النور)

مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے جو لوگ (بعد نزول آیات کے بھی) چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک (مقرر) ہے اور (اس امر پر سزا کا تعجب مت کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (اے توبہ کرنے والو) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل وکرم ہے (جس نے تم کو توبہ کی توفیق دی) اور یہ کہ اللہ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے تو تم بھی (اس وعید سے) نہ بچتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس عظیم الشان گواہی کو سن کر ماں نے بیٹی سے کہا بیٹی اٹھو اور شوہر مقدس کے قدم لو یعنی ان کا شکریہ ادا کرو اس پر حضرت عائشہؓ نے جواب دیا:
"میں اپنے اللہ کی شکرگذار ہوں اور کسی کی نہیں"
اس کے بعد ام المومنین اٹھیں اور باوجود بخار کی شدت کے انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف لے گئے اور جو آیتیں نازل ہوئی تھیں سنائیں مسلمانوں کو اس وقت اتنی خوشی تھی جو بیان سے باہر ہے۔

سزا ایکس

اس کے بعد حسانؓ اور ان کے ساتھی طلب ہوئے تاکہ ان کو ازالہ حیثیت یعنی بہتان تراشی کے قانون کے مطابق شرعی سزا دی جائے چنانچہ یہ لوگ حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عائشہؓ پر لگائے ہوئے اتہام کی شہادت پیش کرو سبھوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں اور ہم اس معاملہ میں قصوروار ہیں۔

حد قذف

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قسم کے لوگوں کے لیے جو پاکدامنوں پر بہتان لگائیں (جس کو شریعت کی اصطلاح میں "قذف" کہتے ہیں)

یہ ارشاد فرمایا ہے :۔

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا ج وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔(النور)

اور جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ (اپنے دعویٰ پر) نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی دُرّے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی مت قبول کرو، اور یہ لوگ فاسق ہیں ۔

چنانچہ اس حکم کے مطابق ان لوگوں کو اسّی اسّی دُرّے[1] لگائے گئے اور اس طرح منافقین کی اس خطرناک وناپاک سازشوں کا خاتمہ ہوا جس کا مقصد یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبرؓ کے خاندان کی اہانت کی جائے اور ان کے خاندانوں میں تفریق پیدا کی جائے مسلمانوں کے اتحاد اور ان کی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کر دیا جائے اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کو ناکام و نامراد فرمایا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دامن عفت وآبرو کو پہلے سے زیادہ روشن اور تابناک بنا دیا اور قیامت تک اس مقدس گواہی کی تکرار ہر محراب ومسجد اور ہر مدرسہ وخانقاہ میں ہوتی رہے گی جب تک اس زمین پر قرآن باقی رہے حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کی یہ سچی گواہی بھی باقی رہے گی ۔

شکوک و اعتراضات کا ازالہ

(۱) اس واقعہ میں ایک سچے مسلمان کے لیے کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں لیکن وہ لوگ جن کے نزدیک قرآن کی گواہی اس لیے قابل اعتبار نہیں کہ ان کا ایمان قرآن پر نہیں ان کا کہنا ہے کہ واقعی حضرت عائشہؓ سے لغزش ہوئی ۔

ان کا یہ خیال قطعاً بے بنیاد ہے حضرت عائشہؓ پر جب یہ الزام لگایا گیا تو اس وقت آپ کی عمر چودہ سال کی تھی اس واقعہ سے چار سال بعد آپ بیوہ ہوگئیں یعنی اٹھارہ سال کی عمر میں مقدس شوہر کا وصال ہوگیا یہ آپ کی بھرپور جوانی کا زمانہ تھا اس کے بعد آپ تقریباً اڑتالیس برس اور بقید حیات رہیں - آپ نے ستر سال کی عمر میں اس دار فانی کو الوداع

[1] صحیح بخاری وصحیح مسلم وسیرت عائشہؓ وغیرہ سے یہ واقعات ماخوذ ہیں ۔

کہا، بچپن سے لے کر بڑھاپے تک پوری زندگی سامنے ہے اس سارے زمانے میں آپ کے طریق معاشرت پر نکتہ چینی کرنا تو بڑی بات ہے کسی مخالف کو اتنی بھی جرات نہ ہوسکی کہ آپ کی طرف شبہ کی نگاہ سے دیکھ سکے تاریخ وسیر کی کتابوں میں ایک موضوع حدیث بھی ایسی نہیں جو مخالفین کی تائید کرتی ہو اگر خدانخواستہ حضرت عائشہؓ سے ایسا ہونا ممکن تھا تو پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے انتقال کے بعد کوئی نہ کوئی بات ایسی کیوں نہ ظاہر ہوئی جس سے آپ کی طبیعت کے میلان کا سقم وضعف معلوم ہوتا۔

سر ولیم میور نے لائف آف محمدؐ (LIFE OF MOHAMMAD) میں اس واقعہ کو بڑے بھیانک انداز میں پیش کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے :۔

"ان کی (حضرت عائشہؓ کی) ماقبل اور مابعد کی زندگی ہم کو بتاتی ہے کہ وہ اس جرم سے بالکل بے گناہ تھیں ۔"

(سیرت عائشہ)

۲۔ ہار کی تلاش کے لیے حضرت عائشہؓ خود کیوں تشریف لے گئیں کسی دوسرے سے کیوں نہ اسے تلاش کرالیا ؟

اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۱۴ سال کی تھی اور اس عمر میں عام طور پر زیورات وغیرہ سے عورتوں کو زیادہ لگاؤ ہوا کرتا ہے دوسرے ہار اپنا نہ تھا بلکہ حضرت اسماءؓ کا تھا جن سے حضرت عائشہؓ عاریتاً مانگ کر لائی تھیں ۔ واپسی پر جب حضرت عائشہؓ کا ہاتھ گلے پر گیا ہو گا تو ان کو یہ معلوم ہوا ہو گا کہ ہار ندارد ہے تو یقیناً پریشانی ہوئی ہو گی ۔ اور یہ پریشانی بالکل قدرتی تھی اور چوں کہ آپ کو یقین تھا کہ وہیں کہیں جانے آنے میں ہار گر گیا ہے اس لیے آپ کا الٹے پاؤں واپس جانا بھی تعجب خیز نہیں بلکہ اقتضائے فطرت یہی تھا کہ خود ہار تلاش کرتیں تب جاء قیام پر جاتیں ۔ تیسرے ایک شریف عورت کے لیے یہ کسی طرح مناسب نہیں بلکہ اس کے لیے بے حد شرمناک ہے کہ جہاں اس نے قضائے حاجت کی ہو وہاں کسی غیر مرد کو بھیجے اس لیے حضرت عائشہؓ کا خود ہی تلاش کے لیے جانا بالکل فطری تقاضے کی بنا پر تھا ۔ ایک سمجھدار انسان اس پر قطعاً کوئی شبہ نہیں کر سکتا ۔

۳۔ اس بے بنیاد واقعہ کے مشہور ہونے کے لیے حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا میری طرف وہ قدیم التفات اور اگلا سا لطف وکرم باقی نہ رہا چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر میکے چلی آئیں۔ سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک افواہ کو صحیح کیوں سمجھ لیا، اور بغیر تحقیق کے آپؐ کے اپنے انداز میں کیوں تبدیلی فرمائی؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عائشہ کے ساتھ جو محبت والفت تھی وہ محتاج بیان نہیں اور محبت کا تقاضا ہے کہ جس سے جتنی محبت ہو اس سے ذرا سی بات پر اتنی ہی بدگمانی بھی ہو جائے اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عائشہؓ سے آپؐ کا التفات بربنائے بدگمانی تھا۔ لیکن یہ تو بہرحال یقینی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس افواہ سے رنج ضرور ہوا، اس ملال کا تقاضا ہی یہ تھا کہ آپؐ کا وہ اگلا سا التفات باقی نہ رہے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدانخواستہ حضرت عائشہؓ سے واقعی بدگمانی ہوتی تو آپؐ کو حضرت عائشہؓ کو طلاق دینے میں کون سا امر مانع تھا اور ایسی صورت میں یہ بات اور بھی آسان تھی جب کہ حضرت علیؓ جیسے رفیق ومخلص نے مشورہ دیا تھا کہ دنیا میں عورتوں کی کمی نہیں اگر آپؐ کو لوگوں کے کہنے سننے کا خیال ہو تو عائشہ کو طلاق دے دیجیے اس کے باوجود آپؐ کا طلاق نہ دینا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہ سے کسی بدگمانی کی بنا پر اپنے انداز میں تبدیلی نہیں فرمائی تھی بلکہ یہ آپؐ کے فطری رنج وملال کا اثر تھا دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی التفات اس موقعہ پر بھی باقی رہتا تو وہ دنیا جس کو مقام نبوت کا ادراک نہیں اور جس کو نگاہ رسالت کی بے پناہ رسائی کا علم نہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا رائے قائم کرتی؟ اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت عائشہؓ سے کسی حد تک دور دور رہنا ہی بہتر اور مناسب تھا اور چوں کہ دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے تشریف لائے تھے اس لیے اس واقعہ کی تحقیق کرنا بھی ازبس ضروری تھا۔

۴۔ جب واقعہ کی کوئی حقیقت نہیں تھی تو وحی خداوندی نے اس کی صفائی میں کیوں تاخیر

کی اور ایک ماہ کے بجائے فوراً ہی کیوں نہ حقیقت کو بے نقاب کر دیا ؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عائشہؓ سے بڑی محبت تھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اس واقعہ سے سبق دیا کہ دنیا میں کوئی محبت قائم رہنے والی نہیں ہے ، محبت و تعلق کا اصلی مرکز ذات خداوندی ہی ہے بندہ کو اسی سے اپنا حقیقی ربط قائم رکھنا چاہیے ۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حضرت عائشہؓ کے ساتھ ایسی نہ تھی جو خدا سے غافل کر دینے والی ہو ۔ لیکن یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ اپنے محبوب و مخلص بندوں کو امتحان و ابتلاء میں ڈال کر ان کے اثبات واستقلال کا امتحان لیا کرتا ہے اور اس طرح ان کے درجات و مراتب کو بلند سے بلند کرتا رہتا ہے وحی کی تاخیر میں یہی حکمت پوشیدہ تھی ۔

اس کے علاوہ اس تاخیر سے حضرت عائشہؓ کے فضائل و مراتب میں اضافہ ہوا ۔ ان کو خدا سے مناجات کا زیادہ موقع ملا ، صبر و تحمل اور ضبط و برداشت جیسی نعمتوں سے وہ مالا مال ہوئیں ۔

اس تاخیر میں امت کے لیے بھی ایک سبق ہے وہ یہ کہ اگر کبھی اس قسم کا واقعہ ہو جائے تو شوہر کا فرض ہے کہ وہ اپنے فیصلوں میں جلد بازی اور عجلت سے کام نہ لے اور کوئی ایسا اقدام نہ کر بیٹھے جس سے عورت پر ظلم ہو اسے چاہیے کہ تحقیق حال کے بعد کوئی قدم اٹھائے ۔

آخری بات سب سے زیادہ قوی اور مضبوط دلیل اس واقعہ کے مہمل ہونے کی یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ اور اتہام میں شرکت کرنے والے حضرت حسان مسطحؓ اور حمنہ اور خود حضرت صفوان بن معطلؓ جن کے ساتھ اتہام لگایا گیا تھا یہ سب کے سب آخر وقت تک مسلمان رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برحق تسلیم کرتے رہے اگر خدانخواستہ یہ واقعہ صحیح ہوتا تو حضرت عائشہؓ اور حضرت صفوانؓ کو تو بہرحال اس کا علم تھا کہ یہ واقعہ (نعوذ باللہ) اپنی جگہ پر ایک حقیقت رکھتا ہے ایسی صورت میں جب وحی میں ان کی پاکی بیان کی جاتی تو کم از کم واقعہ کی صحت کی بنا پر یہ دونوں اسلام سے ضرور برگشتہ ہو جاتے اور وحی آسمانی کا کوئی وزن ان کے دلوں میں باقی نہ رہتا ۔ یا پھر حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاکم بدہن وہ جھوٹا سمجھتے کہ ان پر وحی وغیرہ کچھ نہیں نازل ہوتی یہ محض اپنی باتیں خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہیں ۔ یا پھر اس خدا ہی کو (نعوذ باللہ) ناواقف سمجھتے جس کو صحیح اور غلط بات کا علم نہ ہو غرض ہر حال میں اسلام سے برگشتہ ہو جاتے لیکن چونکہ واقعہ سرے سے غلط تھا۔ اس لیے وحی خداوندی نے ان کے دلوں میں عظمت رسولؐ اور شانِ اسلام اور بڑھا دی۔

تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ یہ سب کے سب آخر تک نہ صرف مسلمان ہی رہے بلکہ اسلام کے لیے ہر قسم کی قربانیاں بھی دیں، اور ایک منٹ کے لیے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ اقدس سے جدا نہ ہوئے ۔ یہ اس بات کی بہت مضبوط دلیل ہے کہ یہ بہتان واقعی بہتان تھا اس کو واقعیت سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔

اس کے علاوہ اتہام لگانے والوں کا اقرار جرم کر لینا اور کوئی ثبوت پیش نہ کر سکنا اور حضرت صفوانؓ کا بغیر کسی تردد کے دوپہر کے وقت حضرت عائشہؓ کو لیے ہوئے قافلہ سے جا ملنا یہ سب اس واقعہ کے غلط اور بے بنیاد ہونے کے مضبوط و مستحکم دلائل ہیں ۔

حکم تیمّم کا نزول

"اسلام میں یہ تیری پہلی برکت نہیں ۔"

یہ وہ کلمات ہیں جو نزول تیمم کے موقع پر حضرت اسید بن حضیرؓ نے جوشِ مسرت سے حضرت عائشہؓ کی جلالت شان سے متاثر ہو کر فرمائے تھے ۔

اس کی صورت یہ ہوئی کہ ایک سفر میں بالکل اسی قسم کا واقعہ پیش آیا جیسا کہ واقعہ افک میں پیش آیا تھا یعنی حضرت عائشہؓ اس سفر میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں اور اتفاق سے ایک مقام پر حضرت عائشہؓ کے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ۔ چونکہ پچھلے واقعہ نے حضرت عائشہؓ کو بہت زیادہ محتاط بنا دیا تھا اس لیے اس موقعہ پر آپ نے فوراً ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی ۔ رات کا پچھلا وقت تھا اور صبح قریب تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کو پڑاؤ کا حکم دے دیا اور ایک آدمی کو ہار کی تلاش کے لیے روانہ کر دیا ۔

یہ وہ مقام تھا جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا ۔ نماز فجر کا وقت آگیا، لوگ پریشان

ہو کر حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس پہنچے مطلب یہ تھا کہ ان کی صاحبزادی عائشہؓ نے مجاہدین اسلام کو کس مصیبت میں ڈال دیا ہے حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس وقت کو محسوس کیا اور غصہ میں سیدھے بیٹی کے پاس پہنچے دیکھا تو سید الکائنات علیہ الصلوۃ والسلام ان کے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے محو خواب ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پہلو میں کئی کونچے دیئے اور کہا کہ تم ہر روز کوئی نہ کوئی مصیبت سب کے سر پر لایا کرتی ہو۔ حضرت عائشہؓ خاموش رہیں اور مقدس شوہر کی تکلیف کے خیال سے انہوں نے حرکت نہ کی۔

سپیدہ صبح نمودار ہو رہا تھا کہ آفتاب نبوت نے آنکھیں کھول دیں اور پانی نہ ملنے سے لوگوں کی پریشانی ملاحظہ فرمائی ابھی تک تیمم کا حکم نازل نہ ہوا تھا لوگ نماز وضو کرکے ہی ادا کرتے تھے یہ پہلا موقع تھا کہ نماز کا وقت تھا اور وضو کے لیے پانی نہ تھا اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے آثار نمایاں ہوئے اور تھوڑی دیر بعد آپؐ کی زبانِ اقدس پر پروردگار عالم کا یہ ارشاد تھا:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ○ (النساء ۴۳)	اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں

مجاہدین اسلام نے جب اس انعام کی خبر پائی تو بے حد مسرور ہوئے اور اپنی ماں حضرت عائشہؓ کو دعائیں دینے لگے اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اسیدؓ بن حضیرؓ جوش مسرت میں بول اٹھے۔

"اے خانوادہ صدیقؓ! اسلام میں یہ تیری پہلی برکت نہیں"

(سیرت عائشہؓ بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت ابوبکرؓ صدیق اس مژدہ جانفزا کو سن کر بیٹی کے پاس آئے اور فرمایا:
"نورعین! مجھے معلوم نہ تھا کہ تو اس قدر بابرکت ہے۔ تیرے ذریعہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو کیسی عظیم الشان سہولت عطا فرمائی۔

(سیرت عائشہؓ بحوالہ مسند احمد بن حنبل)

ہار مل گیا اللہ کی شان! جب لوگ تیمم کر کے نماز سے فارغ ہو چکے اور قافلہ روانہ ہونے لگا تو حضرت عائشہؓ کا اونٹ بھی اٹھا۔ دیکھا تو ہار اس کے نیچے پڑا تھا۔
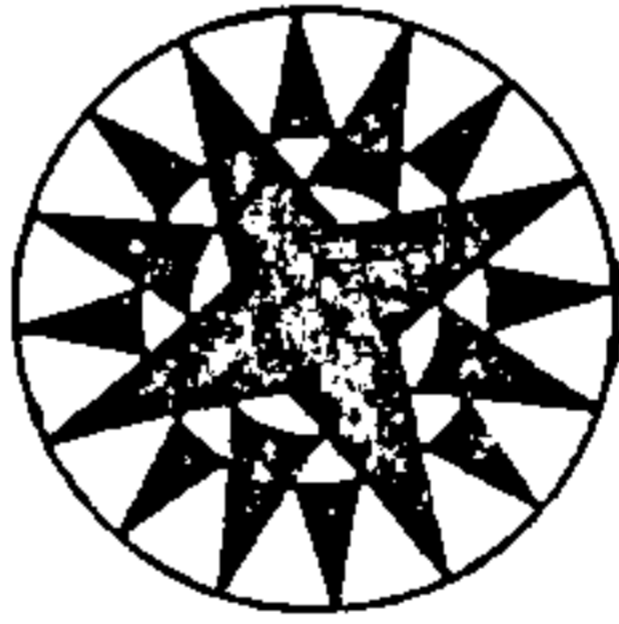
واقعۂ ایلاء اور واقعۂ تحریم

۹ھ تک تقریباً تمام عرب زیرنگیں ہوچکا تھا۔ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کے نظام حیات کے قیام و بقا کے لیے راہ کے بہت سے کانٹے دور ہوچکے تھے مال غنیمت سالانہ محاصل اور فتوحات کا بہت بڑا ذخیرہ مدینہ طیبہ میں آنے لگا تھا اور مسلمانوں میں عام طور پر فراغت و اطمینان کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے، مگر سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں فقر و فاقہ کا وہی اگلا سا عالم تھا۔ یہاں مہینوں چولہے میں اب بھی آگ روشن نہ ہوتی تھی، آج بھی ازواج مطہراتؓ کے پاس صرف ایک ہی جوڑا تھا غرض اس گھر میں فراغت و رفاہت کا نام تک نہ تھا۔

ازواج مطہرات میں بڑے بڑے خاندانوں کی صاحبزادیاں تھیں، مثلاً حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں، حضرت حفصہؓ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی نورِ نظر تھیں حضرت صفیہؓ رئیس خیبر کی بیٹی تھیں، حضرت ام حبیبہؓ ایک قریشی رئیس کی صاحبزادی تھیں۔ اسی طرح حضرت جویریہؓ بھی ایک امیر خاندان کی چشم و چراغ تھیں غرض ان میں تقریباً سب ہی ایسی تھیں جنہوں نے اس سے قبل بہت آرام و آسائش کی زندگی گذاری تھی۔

مدینہ میں جب تک فتوحات کا دائرہ وسیع نہ ہوا تھا۔ اور جب تک مال غنیمت کی کثرت نہ ہوئی تھی یہ سب اپنی زندگی صبر و سکون سے گذارتی رہیں لیکن جب اطمینان و فراغت کے آثار ظاہر ہوئے اور مال و دولت کی فراوانی ہوئی تو انھوں نے اپنے نان و نفقہ میں اضافہ کی درخواست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کی۔

اسی زمانے میں ایک روز حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے دیکھا کہ درمیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف فرما ہیں اور اِدھر اُدھر آپ کی بیویاں بیٹھی ہوئی ہیں اور مصارف کے بڑھانے پر اصرار کر رہی ہیں یہ دیکھ کر دونوں کو بڑا غصہ آیا برہمی کے عالم میں دونوں اپنی اپنی بیٹیوں کو مارنے پر تیار ہوگئے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں نے اقرار کیا کہ ہم آئندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ میں زحمت نہ دیں گے۔ اور جو صورت گذر رہی ہے اسی پر قناعت کریں گے۔

حضرت عمرؓ نے تو اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ سے یہ بھی کہا کہ "خدا کی قسم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا خیال کرتے ہیں ورنہ تم کو طلاق دے دیتے تم ان سے توسیع نفقہ کا تقاضہ نہ کرو جو کچھ تمہیں ضرورت ہو مجھ سے کہو اور مجھ سے مانگو۔

ان دونوں نے تو توسیع کا مطالبہ چھوڑ دیا لیکن دوسری بیویاں اپنے مطالبہ پر قائم رہیں اور ان کی طرف سے بدستور اصرار باقی رہا اگرچہ حضرت عمرؓ ایک ایک بیوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حتی الامکان ان کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس سلسلہ میں جب ام سلمہؓ کی خدمت میں حضرت عمرؓ پہنچے اور ان کو سمجھایا تو انہوں نے کہا:۔

عمرؓ! تم ہر معاملہ میں دخل دیتے ہی تھے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے معاملہ میں بھی دخل دینے لگے۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ کوشش چھوڑ دی۔

واقعہ ایلاء جب امہات المومنین کی طرف سے توسیع نفقہ کے اصرار نے طول کھینچا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بہت زیادہ ملول اور رنجیدہ ہوئے اور آپؐ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک بیویوں سے علیحدہ رہیں گے اور ان سے نہ ملیں گے۔ اتفاق کی بات کہ اسی زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے۔ اور پہلوئے مبارک میں خراش آگئی۔

ایک طرف بیویوں سے ایک ماہ کی علیحدگی کا عہد، دوسری طرف پہلوئے مبارک کی اچانک خراش نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی ایک جگہ پر قیام کے لیے مجبور کر دیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے حجرے سے ملے ہوئے بالا خانہ پر فروکش ہوئے اور پوری مدت تک اسی بالا خانہ پر قیام پذیر رہے۔

یہ بات چونکہ کافی اہم تھی اس لیے منافقین نے اس واقعہ سے فائدہ اٹھا کر یہ مشہور کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی اس خبر کو سن کر ایک طرف تو ازواج مطہرات گریہ وزاری میں مصروف تھیں دوسری طرف صحابہ کرام ملول وحزین تھے اور عجیب قسم کی تشویش میں مبتلا تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری نے اس حادثہ کی اطلاع دی۔ وہ اس زمانے میں مدینے سے باہر رہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے صبح کی نماز مدینہ میں آکر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پیچھے ادا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنی جائے قیام یعنی بالا خانے پر تشریف لے گئے حضرت عمرؓ اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچے دیکھا تو وہ رو رہی ہیں بخاری کی روایت کے مطابق انہوں نے بیٹی سے دریافت کیا:

"کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو طلاق دے دی ہے؟"

انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتی حضرت عمرؓ صاحبزادی کے پاس سے مسجد نبوی میں دوبارہ واپس آئے دیکھا کہ یہاں صحابہؓ رنج وملال میں مبتلا ہیں آپ بھی وہیں بیٹھ گئے جب طبیعت کو سکون نہ ملا تو اٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالاخانے کے پاس آئے اور دربان سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع کرو جب دوبارہ اطلاع کرانے کے باوجود حضرت عمرؓ کو جواب نہ ملا تو تیسری بار بلند آواز سے حضرت عمرؓ نے دربان سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لیے اجازت مانگو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہے کہ حفصہؓ کی سفارش کے لیے حاضر ہوا ہوں تو خدا کی قسم! اگر آپ ارشاد فرمائیں تو حفصہؓ کا سر کاٹ کر خدمت اقدس میں لے آؤں۔

تیسری بار حضرت عمرؓ کو اجازت ملی جب اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھردری چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جسم اطہر پر اس کے نشان پڑ گئے ہیں نظریں جب اوپر اٹھیں تو دیکھا کہ محبوب خالق دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں مٹی کے چند برتنوں اور سوکھی ہوئی چند مشکوں کے سوا کچھ نہ تھا یہ عالم دیکھ کر حضرت عمرؓ کی آنکھیں بھر آئیں اسی عالم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی؟ فرمایا، نہیں اس

کے بعد حضرت عمرؓ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی اطلاع کر دوں؟ فرمایا، اجازت ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس موقعہ پر زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

انتیس ۲۹ دن گذرنے پر آپ بالاخانے سے اتر آئے اور سیدھے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لائے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں ایک ایک دن گنتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو ایک مہینہ کیلیے عہد فرمایا تھا ابھی تو ۲۹ دن ہی ہوئے ہیں، آپؐ نے فرمایا، عائشہؓ، مہینہ کبھی ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

اسی موقعہ پر آیت تخییر نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کرنا چاہتی ہو اس کو فقر وفاقہ ہی کی زندگی گزارنی ہوگی اور جو دنیا پر رکھی ہوئی ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کنارہ کش ہو کر اپنی آرزو پوری کرلے۔

آیت تخییر کا مضمون یہ ہے:

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم کو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت اور آرائش کی ہوس ہے تو آؤ میں تم کو کچھ متاع (دنیاوی) دے دوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر خدا اور رسول اور آخرت پسند ہے تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک عورتوں کے لیے بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے[۱]" (سورۃ الاحزاب)

سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے عائشہؓ جو بات میں اس وقت تم سے کہنا چاہتا ہوں اس کا جواب تم اپنے سے مشورہ کر کے دینا عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں وہ کون سی بات ہے؟ آپؐ نے وہی اوپر والی آیت پڑھی۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اماں ابا سے کس معاملہ میں مشورہ لوں میں تو خدا اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں اس موقعہ پر حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں یہ درخواست

---

[۱] اصل آیت صفحہ ۳۲ پر دیکھنا چاہیے۔

پیش کی کہ میرا جواب کسی دوسری بیوی پر ظاہر نہ کیا جائے آپ نے فرمایا:۔
"میں معلم بن کر آیا ہوں جابر و ظالم بن کر نہیں آیا[۱]،،
حضرت عائشہؓ نے اس موقعہ پر بھی اپنی فدائیت کا ثبوت پیش کیا اور بعد میں آنے والی خاتونانِ امت کے سامنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کی ایک بے مثال نظیر چھوڑی۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر بیوی کے سامنے یہ آیت پیش فرمائی اور حضرت عائشہؓ کی طرح تمام ازواج مطہرات نے کہا: "ہم دنیا کی راحت اور اس کی عیش و عشرت کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتے ہیں۔"
اس واقعہ میں اگر ایک طرف اپنوں کے لیے بصیرت اور ہدایتوں کا سرمایا ہے تو دوسری طرف ان لوگوں کے لیے بھی درس عبرت و موعظت ہے جنہوں نے ازواج مطہرات کے بارے میں مشہور کر رکھا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں مثل قیدیوں کے تھیں۔
آیت تخییر کی تلاوت کے بعد اس قسم کا پروپیگنڈہ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور اصل حقیقت آئینہ بن کر سامنے آجاتی ہے دنیا نے کبھی بھی یہ تماشا دیکھا ہے کہ قیدیوں کو آزادی کا پروانہ دیا جائے اور وہ پروانہ آزادی کو یہ کہہ کر واپس کر دیں کہ ہم اس قید پر ہر قسم کی آزادی کو قربان کرتے ہیں۔ ہمارے لیے اس گرفتاری میں جو لطف ہے وہ رہائی میں نہیں۔
اس کے بعد بھی کوئی عقل مند انسان یہ کہنے کی ہمت کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کو قیدی بنا کر رکھا تھا؟

واقعہ تحریم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ روزانہ نماز عصر کے بعد تھوڑی تھوڑی دیر تمام بیویوں کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے ایک دفعہ آپؐ کئی دن ام المؤمنین حضرت زینبؓ کے پاس خلاف معمول زیادہ دیر تک بیٹھے جس کا سبب یہ تھا کہ حضرت زینبؓ کے یہاں کہیں سے شہد آگیا تھا انہوں نے آپؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ شہد آپ کو بہت زیادہ پسند تھا آپؐ نے نوش فرمایا اس طرح وقت مقررہ پر بیویوں کے پاس پہنچنے میں کچھ تاخیر ہو گئی حضرت عائشہؓ کو اس پر رشک ہوا اور یہ ایک بالکل قدرتی بات تھی۔ حضرت عائشہ رضؓ نے

---

[۱] یہ تمام واقعات سیرت عائشہ رضؓ بحوالہ صحیح بخاری و مسلم باب الایلاء سے ماخوذ ہیں۔

حضرت حفصہ رضؓ سے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یا تمہارے پاس آئیں تو ہم اور تم دونوں یہ کہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ذہن مبارک سے مغافیر[1] کی بو آتی ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو سے سخت نفرت تھی اس لیے جب اس منصوبے پر عمل کیا گیا تو آپؐ نے قسم کھائی کہ میں شہد نہ کھاؤں گا۔

اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:

یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۞ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (سورہ تحریم)	اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم اپنی بیویوں کی خوشی کیلیے اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو؟ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے اس نے مقرر کر دیا ہے تمہارے لیے کھول ڈالنا تمہاری (نامناسب) قسموں کا اللہ تمہارا آقا ہے وہ علم و حکمت والا ہے۔

یہ واقعہ بھی اسی عہد کا ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے ایلاء فرمایا تھا۔ یعنی ۹ھ کا۔ سورہ تحریم میں آگے چل کر ان دونوں کو اس عمل سے توبہ کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ بہرحال یہ واقعہ بھی حضرت عائشہ رضؓ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غیر معمولی محبت کا اضطراری نتیجہ معلوم ہوتا ہے

---
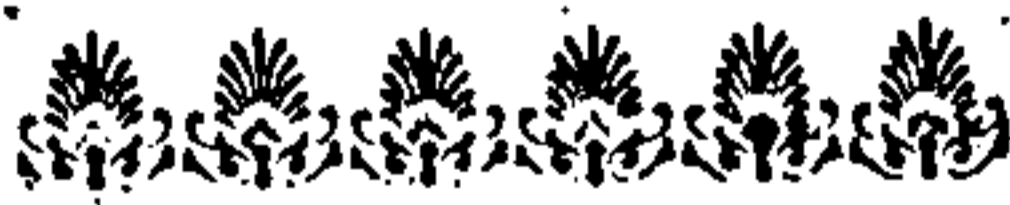
[1] مغافیر ایک قسم کے پھول ہوتے ہیں جن سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں اور اس سے جو شہد بنتا ہے اس سے نبیذ کی سی بو آتی ہے

ایامِ بیوگی

مقدس شوہر کا سفر آخرت

صفر ۱۱ھ کے آخر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حضرت عائشہ رضؓ سے گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک شدید درد سر شروع ہو گیا آپؐ نے فرمایا "ہائے میرا سر" اسی درد سر سے مرض الموت کا آغاز ہوا اور اس نے ایسی شدت اختیار کی کہ آپ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضؓ کے گھر جا کر صاحب فراش ہو گئے۔ (بخاری)

اس زمانے میں بھی بیویوں کے ساتھ آپؐ عدل فرماتے رہے یعنی باری باری ایک ایک روز ایک ایک حجرے میں قیام فرماتے رہے مگر ہر روز یہ دریافت فرماتے کہ "کل میرا قیام کہاں ہوگا۔" آپؐ کے اس استفسار پر امہات المؤمنین نے یہ سمجھ لیا کہ آپؐ مستقل طور پر حضرت عائشہ کے یہاں قیام فرمانا چاہتے ہیں چنانچہ تمام ازواج مطہرات نے بخوشی اجازت دے دی اور آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرے منتقل ہو کر آخر وقت تک وہیں مقیم رہے۔

اب وہ وقت بہت قریب آ چکا تھا کہ امت کی جلیل القدر ماں حضرت عائشہؓ اپنے مقدس شوہر سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائیں اور ساری دنیا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلِ عاطفت سے محروم ہو جائے۔ مرض روز بہ روز بڑھتا ہی جاتا تھا یہاں تک کہ ایک روز آپؐ نے نماز کے لیے اٹھنے کی کوشش فرمائی تو غش آ گیا اور مسجد میں امامت کے لیے جانا دشوار ہو گیا بخاری کی صراحت کے مطابق آپ نے کئی بار اٹھنے کی کوشش فرمائی لیکن ہر مرتبہ آپ بے ہوش ہو گئے بالآخر آپ نے حکم دیا کہ ابوبکرؓ امامت کریں یہ امامت دراصل تمہید تھی۔ خلافت صدیق اکبرؓ کی۔ چنانچہ استیعاب میں حافظ ابن عبد البرؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں "جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو گئی تو میں نے غور کیا کہ نماز دین کا جھنڈا ہے

اور دین کا رکن ہے، ہم نے اپنی دنیا کی پیشوائی کے لئے اس شخص کو پسند کیا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کی پیشوائی کے لئے پسند فرمایا تھا، پس ہم نے ابوبکر رضؓ سے بیعت کر لی۔"

زمانۂ علالت میں حضرت عائشہ رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دعائیں پڑھ پڑھ کر دم کرتی تھیں جو بیماروں پر آپؐ اکثر دم فرمایا کرتے تھے، علالت سے قبل آپ نے کچھ اشرفیاں حضرت عائشہ رضؓ کے پاس رکھوائی تھیں، اس وقت وہ یاد آئیں، آپؐ نے فرمایا عائشہ رضؓ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ عرض کیا "موجود ہیں" فرمایا ان کو اللہ کی راہ میں صرف کر دو، کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا! چنانچہ وہ اشرفیاں اسی وقت تقسیم کر دی گئیں (مسند احمد بن حنبل)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عائشہ رضؓ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ حضرت عائشہ رضؓ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ مسواک لئے ہوئے آگئے، آپؐ کی نظریں مسواک کی طرف اٹھ گئیں، حضرت عائشہ رضؓ آپؐ کا مطلب سمجھ گئیں اپنے بھائی سے مسواک لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمائی آپؐ نے اس وقت مسواک اس طرح کی گویا آپؐ بالکل تندرست ہیں (بخاری)

اس موقع پر حضرت عائشہ رضؓ کا ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں تھا کہ دفعتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ گرامی کھینچ لیا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ مجھ کو اس کے بعد آپؐ کے بدن کا بوجھ محسوس ہوا، میں نے آنکھوں کی طرف دیکھا تو پھٹ چکی تھیں، سر مبارک آہستہ سے تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔ (مسند احمد حنبل)

انتقال کے بعد سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اسی حجرہ میں سپردِ خاک کئے گئے۔

حضرت عائشہ رضؓ کی عمر شریف اس وقت اٹھارہ سال کی تھی، اسی عالم میں انھوں نے اپنی عمر کے چالیس سال گذارے جب تک حیات رہیں اسی مزار اقدس کی مجاور بنی رہیں۔

حضرت عائشہ رضؓ جب اس حجرۂ پاک میں تشریف لاتیں تو اندر آ کر اپنی چادر اتار دیا کرتیں اس لئے کہ اس وقت تک آپ کے حجرہ میں ان کے شوہر یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے والد حضرت صدیق اکبر رضؓ ہی دفن تھے لیکن جس دن سے حضرت عمر رضؓ اسی حجرہ میں دفن ہوئے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں:

فَوَاللّٰہِ مَا دَخَلْتُہٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَۃٌ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَیَاءً مِّنْ عُمَرَ (رواہ احمد) — خدا کی قسم میں عمرؓ کے حجاب سے بغیر اپنے اوپر چادر لپیٹے ہوئے حجرہ میں داخل نہ ہوئی۔

امہات المؤمنین سے زیادہ اور کون محرم اسرار نبوت ہو سکتا تھا، ان سے زیادہ اور کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا ذمہ دار ہو سکتا تھا اس لئے ضروری تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا ذمہ دار ہو سکتا تھا اس لئے ضروری تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بقیہ زندگی شوہر کی مقدس تعلیمات کے پھیلانے میں صرف ہو، اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی ان کو یہی حکم دیا تھا اور اسی عظیم الشان مقصد کے پیش نظر پروردگار عالم نے ان کے لئے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ساری امت کو یہ سنا دیا گیا تھا:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب) — اور تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے ان کے بعد نکاح کرو یقیناً یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے۔

اسی طرح امت کو یہ بھی سنا دیا گیا تھا:

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب) — ازواج رسول ان کی مائیں ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے مسلمانوں کی ماں ہونے کا پورا حق اس طرح ادا کیا کہ اپنی بقیہ زندگی اپنے فرزندوں کی تعلیم و تربیت میں صرف فرما دی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو ذمہ داری ان پر ڈالی تھی اس میں رتی برابر کوتاہی نہ فرمائی، اپنی پاک اور مبارک زندگی کا ہر ہر لمحہ نشر و اشاعت اسلام کے لئے انہوں نے قربان کر دیا۔

دور حضرت ابوبکر صدیقؓ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم منتخب ہوئے، اس موقع پر ازواج مطہرات نے چاہا کہ خلیفۃ المسلمین سے وراثت کے جاری کرنے کا مطالبہ کریں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پاس کبھی کچھ رکھتے ہی نہ تھے ایسی صورت میں آپؐ کے

انتقال کے بعد کیا چھوڑ جاتے؟ بخاری شریف کی صراحت کے مطابق آپؐ نے اپنے بعد درہم، دینار، جانور، مویشی اور لونڈی غلام کچھ بھی ترکہ نہیں چھوڑا۔

مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتقال
عِنْدَ مَوْتِہٖ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّلَا	کے بعد نہ تو دینار چھوڑے نہ درہم، نہ غلام
عَبْدًا وَّلَا اَمَۃً وَّلَا شَیْئًا (بخاری)	اور نہ لونڈی اور نہ کچھ اور

البتہ چند باغ آپؐ کے قبضہ میں تھے جن کی آمدنی مختلف اغراض میں صرف ہوا کرتی تھی ان ہی باغات کی آمدنی سے آپؐ اپنی بیویوں کے اخراجات بھی پورے فرماتے تھے، ان کے سوا آپؐ نے اپنے بعد کچھ بھی نہ چھوڑا۔

ازواج مطہرات نے جب ترکہ کا مطالبہ کرنا چاہا تو حضرت عائشہ رض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا کوئی وارث نہ ہوگا اور میرے تمام متروکات صدقہ ہوں گے حضرت عائشہؓ کی اس یاد دہانی پر سب خاموش ہو گئیں اور ترکہ کے بٹوارے کا مطالبہ ترک کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے عہد خلافت میں حسب دستور ان ہی باغات کی آمدنی سے ازواجِ مطہرات کے مصارف جاری رکھے اور اس میں انھوں نے کسی قسم کی ترمیم نہیں فرمائی۔

پدر بزرگوار کی جدائی:

حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت کا زمانہ صرف دو سال باقی رہا ۱۳ھ میں حضرت صدیق اکبرؓ نے اس دار فانی کو الوداع کہا اور اپنے محبوبؐ کے پہلو میں ہمیشہ کے لئے جا سوئے۔

والد بزرگوار کے انتقال کے موقعہ پر حضرت عائشہ رض موجود تھیں، باپ نے بیٹی سے پوچھا عائشہؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے؟ عرض کیا صرف تین سفید کپڑوں میں آپ کفنائے گئے، پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن اس دار فانی سے مفارقت اختیار فرمائی، بولیں، دوشنبہ (پیر) کے دن آپؐ کا سفر آخرت ہوا۔ اس کے بعد پوچھا، بیٹی آج کونسا دن ہے؟ عائشہ رض نے کہا، ابا! آج دوشنبہ (پیر) کا دن ہے۔ اس پر حضرت صدیق اکبر بولے، کہ جانِ پدر! آج رات تک تمہارا باپ بھی کوچ کر جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رض نے اپنی چادر دیکھی، اس پر زعفران کے چند دھبے نظر آئے، فرمایا، ۱۱۔

دھبوں کو دھوکر اس چادر کے ساتھ دو کپڑوں کا اور اضافہ کر کے مجھے کفن دیا جائے، حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا، ابا! یہ کپڑا تو پرانا ہے، فرمایا، مُردوں سے زیادہ زندوں کو نئے کپڑوں کی ضرورت ہے (بخاری)

حضرت ابوبکر رضؓ نے اسی دن منگل کی رات کو انتقال فرمایا، اور حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے میں حضورؐ کے پہلو میں ذرا نیچے ہٹ کر دفن ہوئے، حضرت عائشہ رضؓ کو اس کم عمری میں بیوگی کے ساتھ دو سال کے اندر داغ بے پدری بھی اٹھانا پڑا۔

دور فاروق رضؓ

نقد وظیفے:

حضرت فاروقِ اعظم رضؓ صدیقِ اکبر رضؓ کے بعد تختِ خلافت پر متمکن ہوئے، آپ نے اپنے عہدِ خلافت میں تمام مسلمانوں کے نقد وظیفے فرمائے، امہات المؤمنین رضؓ کے بھی آپ نے نقد وظیفے مقرر کیے چنانچہ تمام ازواج مطہرات کا دس دس ہزار سالانہ اور حضرت عائشہ رضؓ کا بارہ ہزار وظیفہ مقرر فرمایا۔ حضرت عائشہ رضؓ کے وظیفے میں دو ہزار کی زیادتی کی وجہ خود فاروقِ اعظم رضؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ اضافہ اس لئے ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محبوب تھیں۔

اس کے علاوہ حضرت عمر رضؓ اپنے عہدِ خلافت میں حضرت عائشہ رضؓ کا بڑا خیال فرماتے تھے ایک مرتبہ عراق سے مال غنیمت میں موتیوں کی ایک ڈبیہ آئی، حضرت عمر رضؓ نے تمام مسلمانوں کی اجازت سے وہ ڈبیہ حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں بھیج دی، انھوں نے کھول کر دیکھا تو فرمایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ابن الخطاب رضؓ نے مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے ہیں، خدایا مجھے آئندہ ان کے عطیوں کے لئے زندہ نہ رکھنا (مستدرک حاکم)

دلی تمنا: حضرت عمر رضؓ کی دلی تمنا تھی کہ وہ بھی مرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ پائیں، چنانچہ وقتِ آخر آپ نے اپنے صاحبزادے کو ام المؤمنین کی خدمت میں بھیجا، انھوں نے باپ کی آرزو پیش کی، حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا، وہ جگہ اگرچہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن عمر رضؓ کے لئے یہ ایثار خوشی سے گوارا کرتی ہوں، اس اجازت کے بعد بھی حضرت عمر رضؓ نے وصیت کی کہ جب میرا

جنازہ تیار ہو جائے تو وہاں لے جا کر دوبارہ اجازت طلب کی جائے، اگر ام المؤمنین اس مرتبہ بھی اجازت دیں تو حجرۂ پاک میں دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، چنانچہ حسبِ وصیت آپ کے جنازہ کو لے جا کر اجازت طلب کی گئی، ام المؤمنین نے دوبارہ اجازت مرحمت فرمائی۔

تین چاند حضرت عائشہ رض نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے قبل خواب دیکھا تھا کہ ان کے حجرۂ اقدس میں تین چاند ٹوٹ کر گر پڑے ہیں، یہ خواب انھوں نے اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حجرہ میں دفن ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رض نے فرمایا، ان تینوں چاندوں میں سے ایک یہ ہے اور یہ ان سب میں بہتر ہے۔ (موطا امام ملک)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس حجرۂ پاک میں صدیق اکبر رض دفن ہوئے اور آخر میں حضرت عائشہ رض کی اجازت سے حضرت عمر رض اسی میں سپردِ خاک کئے گئے، اس طرح صدیقہ رض کے خواب کا یہ تیسرا چاند بھی اپنی ضیا پاشیوں کے بعد غروب ہو گیا۔

حضرت عمر رض حضرت ابوبکر رض کے پہلو میں ذرا نیچے ہٹ کر دفن ہوئے ؎

ہائے وہ سبزۂ چمن کہ جسے
سایۂ گل میں نیند آئی ہے

دورِ عثمانی رض

حضرت فاروق اعظم رض کے بعد حضرت عثمان رض تیسرے خلیفہ ہوئے، وہ بھی اپنے اگلوں کے نقشِ قدم پر چلے، آپ کی خلافت کا زمانہ بارہ سال ہے، اس میں سے نصف حصہ تو بڑے سکون و اطمینان سے گذرا، لیکن آخر نصف میں لوگوں کو حضرت عثمان رض سے کچھ شکایتیں پیدا ہو گئیں جن میں سبائی پارٹی کا بڑا اگہرا ہاتھ تھا، ابن سبا، ایک یہودی کی سازش سے حضرت عثمان رض کو جام شہادت نوش کرنا پڑا اور بڑی مظلومیت سے آپ کو قتل کر دیا گیا، اس طرح خلافتِ راشدہ کا یہ تیسرا برج چور چور ہو کر زمین بوس ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق شہادتِ عثمان کے بعد اللہ کی تلوار بے نیام ہو گئی اور آج تک پھر نیام میں نہ گئی۔

پُر آشوب دور

حضرت عثمان رض کو شہید کرکے سبائیوں نے حضرت علی رض مرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور چند افراد کے علاوہ اہلِ مدینہ کی عام بیعت سے حضرت علی رض سریر آرائے مسندِ خلافت ہوئے، حضرت علی رض کا عہدِ خلافت بڑا پُر آشوب تھا، اس لئے آپ کو اپنے زمانۂ خلافت میں چین نصیب نہ ہوا۔

جس بدبخت جماعت نے حضرت عثمان رض کو خاک و خون میں لٹایا تھا وہ حضرت علی رض پر چھائی ہوئی تھی، حضرت عائشہ رض اور ان کے ساتھیوں کی رائے میں اس وقت اس کی ضرورت تھی کہ حضرت عثمان رض کے خون کا قصاص لیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے اس قسم کے دوسرے فتنوں کا دروازہ بند ہو جائے، حضرت علی رض قصاص کے مخالف نہ تھے لیکن فوری طور پر وہ اس اقدام کو خلافِ مصلحت سمجھتے تھے۔

جنگِ جمل بات یہاں تک پہنچی کہ حضرت عائشہ رض کو خونِ عثمان رض کے قصاص کے سلسلہ میں میدان میں نکلنا پڑا، آپ نے بہتیرا چاہا کہ یہ مسئلہ بغیر لڑائی اور مقابلے کے طے ہو جائے لیکن ابن سبا اور اس کے ایجنٹوں نے اس موقعہ پر درپردہ خانہ برانداز حرکتیں کیں کہ حضرت عائشہ رض کے ساتھیوں اور حضرت علی رض کے رفقاء میں شدید جنگ ہو گئی جس میں ہزاروں مسلمان شہید ہو گئے۔

عین اس موقعہ پر جب کہ تقریباً پچاس ہزار پر مشتمل دو لشکر آپس میں متصادم تھے اور دونوں ایک دوسرے کو ختم کر دینے پر تُلے ہوئے تھے، حضرت عائشہ رض قلب لشکر میں آہنی ہودج میں سوار اپنی فوج کو کمانڈ کر رہی تھیں، حضرت عائشہ رض کا لشکر آہستہ آہستہ کمزور ہوتا جا رہا تھا لیکن اس کے باوجود ام المؤمنین رض کے پاس خوف و ہراس نام کو نہ تھا، بڑی ہمت اور جسارت کے ساتھ آپ اپنے ساتھیوں کے حوصلہ بڑھا رہی تھیں۔

حضرت علی رض نے محسوس کیا کہ یہ جنگ ختم نہ ہوگی جب تک حضرت عائشہ رض کی قیادت باقی رہیگی ان کے ساتھیوں میں جوش پیدا ہوتا جائے گا اور وہ میدان نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ سب کے شہید ہو جائیں ادھر اس کا بھی خیال تھا کہ حضرت عائشہ رض کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے، چنانچہ ایک شخص نے پیچھے سے آکر حضرت عائشہ رض کے اونٹ کے پچھلے پاؤں پر ایسی تلوار ماری کہ اونٹ دھم سے

زمین پر گر گیا اور بالآخر یہ جنگ ختم ہوئی۔

حضرت عائشہ رضؓ کی بلند حوصلگی

اس جنگ میں اگرچہ حضرت عائشہ رضؓ ناکامیاب ہوئیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضؓ ہی کی ہمت تھی کہ انھوں نے مسلمانوں کے ایک عظیم لشکر کی قیادت کی اور میدان سے اس وقت تک نہ ہٹیں جب تک ان کا اونٹ زخمی ہو کر نہ گر گیا، یہ ہمت اور بہادری ان ہی کا حصہ تھا ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

اس جنگ کو تاریخِ اسلام میں جنگ جمل کہا جاتا ہے، اس کی تفصیلات تاریخ طبری وغیرہ میں موجود ہیں، اس سلسلہ میں جو تقریریں اور خطوط حضرت عائشہ رضؓ نے لوگوں کو بھیجے ہیں ان کو پڑھنے کے بعد حضرت عائشہ رضؓ کے زورِ بیان اور ان کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ ہوتا ہے

بعض کو رباطنوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اس جنگ میں حضرت عائشہ رضؓ کی شرکت اس لیے ہوئی کہ ان کو حضرت علی رضؓ سے افک[1] کے بارے میں شکایت تھی اور اسی ملال خاطر کی بنا پر وہ حضرت علی رضؓ کے مقابلہ میں آئی تھیں، یہ باتیں محض کذب و افترا ہیں، ان کو حقیقت سے کوئی سروکار نہیں۔

اس جنگ کے بعد حضرت علی رضؓ نے محمد بن ابی بکر کی زیر نگرانی چالیس معزز عورتوں کی ہمراہی میں حضرت عائشہ رضؓ کو پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ حجاز کی طرف روانہ کر دیا، حضرت علی رضؓ خود دور تک حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ آئے اور حضرت حسن رضؓ تو میلوں تک ان کے ساتھ گئے چلتے وقت حضرت عائشہ رضؓ نے تمام مجمع کے سامنے اقرار کیا کہ مجھ کو علی رضؓ سے کسی قسم کی کدورت نہ تھی اور نہ ہے ہاں ساس داماد میں کبھی کبھی جو باتیں ہو جاتی ہیں اس کی میں نفی نہیں کرتی، اس موقعہ پر حضرت علی رضؓ نے بھی اسی قسم کے الفاظ ادا فرمائے (طبری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمر بھر اپنی اس خطائے اجتہادی پر افسوس رہا، ازالۃ الخفاء

---

[1] واقعۂ افک، جس میں حضرت عائشہ رضؓ پر منافقین نے اتہام لگایا تھا، جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

میں ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ اس واقعہ کے بعد کہا کرتی تھیں "کاش! میں آج سے بیس سال پہلے نیست و نابود ہو چکی ہوتی"۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب وہ یہ آیت پڑھتی تھیں:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ — اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو۔

تو اس قدر روتی تھیں کہ روتے روتے آنچل تر ہو جاتا تھا۔

عہد امیر معاویہ رضؓ

حضرت علی رضؓ کی مدت خلافت صرف چار سال ہے اس کے بعد امیر معاویہ رضؓ نے تخت حکومت پر با قاعدہ قدم رکھا اور کم و بیش وہ بیس برس تک تمام دنیائے اسلام کے اکیلے اور تنہا حکمراں رہے حضرت عائشہ رضؓ کا انتقال ان کی مدتِ حکومت کے اختتام سے دو سال پہلے ہوا، اس طرح حضرت عائشہ رضؓ نے اپنی زندگی کے اٹھارہ سال عہد امیر معاویہ رضؓ میں گذارے، یہ تمام زمانہ حضرت عائشہ رضؓ نے خاموشی میں گذارا، اپنے عہد میں امیر معاویہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ کا ہر طرح سے احترام کیا اور ان کے اعزاز و اکرام اور خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔

مختصر حالاتِ زندگی

عبادات

خوفِ خدا حضرت عائشہ رضؓ کے دل میں خوفِ خدا کی حد نہ تھی، ذرا سی بات میں رونے لگتیں، بسا اوقات روتے روتے دوپٹہ کا آنچل بھیگ جاتا۔

کبھی فرماتیں، کاش میں پتھر ہوتی، کاش میں مٹی کا ڈلا ہوتی، کاش میں پیدا ہی نہ ہوتی، کاش میں کوئی گھاس ہوتی، کاش میں درخت کا پتہ ہوتی (ابن ماجہ)

ایک بار دوزخ کا خیال آگیا تو رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب دریافت کیا، عرض کیا دوزخ کی آگ یاد کر کے رو رہی ہوں، کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ فرمایا، تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا، ایک تو میزان کے پاس جب تک یہ جان نہ لے گا کہ اس کی تول ہلکی ہے یا وزنی، دوسرے اعمال نامہ ملنے کے وقت جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے گا کہ نوشتۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے یا داہنے ہاتھ میں تیسرے پل صراط پر جب کہ یہ پل دوزخ پر رکھا گیا ہوگا (ابوداؤد)

ایک دفعہ دجال کا خیال آگیا تو رونے لگیں (مسند احمد)

ذوقِ عبادت حضرت عائشہ رضؓ عبادت الٰہی میں اکثر مصروف رہا کرتیں ام ہانی رضؓ کی روایت کے مطابق نمازِ اشراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی بار پڑھی تھی لیکن بعض صحابہ رضؓ نے اس کا التزام کر لیا تھا، حضرت عائشہ رضؓ اس نماز کو برابر پڑھا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں "اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ کر آئے اور منع کرے تو میں باز نہ آؤں" (مسند احمد)

اشراق اس سلسلہ میں یہ بھی فرماتیں "اگرچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشراق پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے مگر میں خود پڑھتی ہوں کیونکہ آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن اس پر اس لئے عمل نہیں کرتے تھے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائیں (مسلم)

تہجد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رات کو اٹھ کر نمازِ تہجد ادا فرمایا کرتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اس نماز کی پابندی میں کوئی فرق نہیں آیا، اگر کبھی

اتفاق سے آنکھ لگ جاتی اور وقت پر نہ اُٹھ پاتیں تو سویرے اٹھ کر نماز فجر سے پہلے اس کو ادا کر لیتیں۔

تراویح رمضان المبارک میں تراویح کا بہت زیادہ اہتمام فرماتیں، آپ کا ایک پڑھا لکھا غلام ذکوان نامی تھا، وہ امام ہوتا اور آپ مقتدی ہوتیں (بخاری)

روزہ روزے بکثرت رکھتیں اور نوافل روزوں میں بھی اس قدر اہتمام کرتیں کہ ایک روز گرمی کے دنوں میں عرفہ کے روز روزے سے تھیں اس روز تپش اور گرمی کی شدت کا یہ عالم تھا کہ سر پر پانی کے چھینٹے دیئے جاتے تھے، آپ کے بھائی عبدالرحمٰن نے کہا کہ اس گرمی میں یہ روزہ ضروری نہیں، بہتر ہے افطار کر لیجئے، فرمایا، جب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ اقدس سے یہ سن چکی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو پھر میں یہ روزہ کیسے توڑ دوں۔ (مسند احمد)

حج حضرت عائشہ رضہ کا خیال تھا کہ جس طرح اسلام کے دوسرے ارکان میں عورت اور مرد کی کوئی تفریق نہیں اسی طرح جہاد میں بھی کوئی تمیز نہ ہوگی، دیگر فرائض کی طرح جہاد بھی عورتوں پر فرض ہوگا، ایک روز حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا، آپؐ نے فرمایا، عورتوں کے لئے حج ہی جہاد ہے (بخاری) اس لئے حج کی شدت سے پابند تھیں، تقریباً ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتیں (بخاری)

عُمرہ حج کے بعد عمرہ ادا کرتیں (بخاری) ایک مرتبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضہ رو رہی ہیں، وجہ دریافت فرمائی، عرض کیا، میں ضرورتِ نسوانی کی وجہ سے مجبور رہوں، سب لوگ دو دو فرض یعنی حج اور عمرہ کا ثواب لے کر جا رہے ہیں اور میں صرف ایک فرض کا ثواب پاؤں، فرمایا کوئی حرج نہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ تم کو عمرہ کا بھی ثواب عطا فرمائیگا چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے بھائی عبدالرحمٰن کو ساتھ کر دیا اور مقام تنعیم میں جا کر انھوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور نصف شب کو فارغ ہو کر آئیں (بخاری)

اعتکاف آخر رمضان میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تو حضرت عائشہ رضہ بھی صحن مسجد میں خیمہ نصب کرا کے اتنے ہی دن اعتکاف میں گذارتیں۔

فرماں برداریاں

راگ باجے سے گریز

راگ اور باجا بڑی بُری چیز ہے، شریعت نے ان کو حرام قرار دیا ہے، اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضؓ کا یہ حال تھا کہ اونٹ کی گھنٹی کی آواز بھی سُننا گوارا نہ فرماتیں، اگر کبھی گھنٹی کی آواز سامنے سے آتی تو ساربان سے فرماتیں کہ ٹھہر جاؤ تاکہ یہ آواز کانوں میں نہ آئے، اور اگر اتفاق سے آواز کانوں میں پڑ جاتی تو فرماتیں کہ تیزی کے ساتھ چلو تاکہ میں آواز کو نہ سُن سکوں (مسند احمد)

ایک مرتبہ ایک لڑکی اُن کے گھر میں گھنگھرو پہنے ہوئے داخل ہوئی، آواز سُننے کے ساتھ بولیں کہ لڑکی میرے پاس نہ آنے پائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اس قسم کی آواز آتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے۔

قسم کی پابندی

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضؓ آپ کے بھانجے تھے اور آپ نے ان کو اپنا بیٹا بنایا تھا، اُن سے بڑی محبت فرماتی تھیں اور یہ بھی ماں سے زیادہ محبت کرتے تھے، ایک دن خالہ جان کی فیاضی دیکھ کر انھوں نے کہہ دیا کہ کسی طرح خالہ کا ہاتھ روکنا چاہیے حضرت عائشہ رضؓ کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اس پر ناراض ہوگئیں اور اُن سے بات نہ کرنے کی قسم کھالی جب عبد اللہ بن زبیر رضؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو ان کو اس کا بڑا رنج ہوا، خالہ کو راضی کرنے کے لئے بہت سے لوگوں سے سفارشیں کرائیں مگر انھوں نے اپنی قسم کا عذر کر کے انکار کر دیا جب عبد اللہ بن زبیر رضؓ بہت زیادہ پریشان ہوئے تو حضور کے ننہال کے دو آدمیوں کو سفارشی بنا کر لائے وہ دونوں اجازت لے کر اندر آئے اور بات چیت کرنے لگے حضرت عبد اللہ رضؓ پردہ میں جا کر خالہ سے لپٹ گئے، بہت روئے اور کافی خوشامد کی، اسی کے ساتھ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہالی عزیز بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمانوں سے ترک کلام کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات یاد دلاتے رہے، حضرت عائشہ رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سن کر بیتاب ہوگئیں اور بے ساختہ رونے لگیں اور فرمایا: اِنِّیْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِیْدٌ (میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ بڑا شدید ہے) بالآخر حضرت عبد اللہ کو معاف فرما دیا اور بات چیت شروع کر دی، لیکن اپنی اس قسم کے کفارے میں بار بار غلام آزاد کرتیں یہاں تک کہ چالیس غلام صرف اسی ایک قسم کے کفارے میں

آزاد کیے، حالانکہ قسم کے کفارے میں صرف ایک غلام آزاد کرنے کا حکم ہے اور جب اس قسم کے توڑنے کا خیال آجاتا تھا تو اس قدر روئیں کہ دوپٹہ کا آنچل آنسوؤں سے تر ہو جاتا (بخاری)

کھیلوں سے نفرت

حضرت عائشہ رضؓ کے گھر میں کچھ کرایہ دار تھے، آپ کو معلوم ہوا کہ وہ شطرنج کھیلتے ہیں، آپ کو اس پر بہت غصہ آیا ان کو کہلا بھیجا، اگر تم نے شطرنج کے مہروں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دیا تو میں تم کو اپنے گھر سے نکال دوں گی (الادب المفرد)

چھوٹی چھوٹی باتوں کا لحاظ

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عائشہ رضؓ! اِیَّاکِ وَ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ دیکھو معمولی اور حقیر گناہوں سے بچا کرو چنانچہ آپ معمولی معمولی لغزشوں اور گناہوں کا بڑا لحاظ فرمایا کرتیں اور ان کے بارے میں دوسروں کو نصیحتیں فرمایا کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا شراب کے برتنوں میں چھوہارے تک نہ بھگوئے جائیں اور عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر تمہارے مٹکوں سے بھی نشہ آئے تو وہ بھی حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ والی چیز سے منع فرمایا ہے (نسائی)۔

ایک مرتبہ گھر میں سانپ نکلا، اس کو مار ڈالا کسی نے کہا یہ آپ نے کیا کیا؟ ممکن ہے وہ کوئی مسلمان جن ہو، فرمایا، اگر یہ مسلمان ہوتا تو امہات المومنین کے گھروں میں نہ آتا، کہنے والے نے کہا کہ آپ تو ستر پوشی کی حالت میں تھیں جب وہ آیا تھا یہ سن کر آپ بہت زیادہ متاثر ہوئیں اور ایک غلام اس کے فدیہ میں آزاد کیا (مسند احمد)

بدعات کا ختم کرنا

کعبہ شریف کے اترے ہوئے غلاف سے جس قسم کی عقیدت آج بھی مسلمانوں کو ہے وہ محتاج بیان نہیں لیکن عہد صحابہ رضؓ میں یہ حالت اس کی نہ تھی، متولی کعبہ اُترے ہوئے غلاف کو زمین میں دفن کر دیا کرتا تھا تاکہ وہ ناپاک مسلمانوں کے کام کا نہ رہے، کلید بردار کعبہ شیبہ بن عثمان رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے اس صورت حال کو بیان کیا تو انھوں نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے اللہ اور اس کے رسول نے اس کا حکم نہیں دیا ہے اور شاید کہ آئندہ اس سے بدعات اور بُرے اعتقادات پیدا ہوں، اس لئے آپ نے شیبہ رضؓ سے فرمایا یہ تو اچھی بات نہیں تم بُرا کرتے ہو جب غلاف کعبہ اُتر گیا اور کسی نے اس کو ناپاکی کی حالت میں استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہیں

تم کو چاہئے کہ اس کو فروخت کر دیا کرو اور اس کی قیمت غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو (سیر الصحابہ)

یادگار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت عام طور پر صحابہ رضی حضور کی یادگاروں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، حضرت عائشہ رضی کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک جبّہ محفوظ تھا، جب ان کا انتقال ہوا تو آپ کی بہن حضرت اسماء رضی نے اس کو لے لیا اور جب کوئی ان کے خاندان میں بیمار ہوتا تو شفاء حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی بیمار کو پلاتیں (اسوہ صحابیات رضی)

جن کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا وہ کپڑے حضرت عائشہ رضی کے پاس محفوظ تھے، چنانچہ ایک دن انھوں نے ایک صحابی کے سامنے ایک چادر اور موٹا تہبند نکالا اور فرمایا قُبِضَ النَّبِیُّ فِی ھٰذَیْنِ (وفات کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اقدس پر یہی لباس تھا (ابوداؤد)

فقراء کی حسب حیثیت اعانت ایک مرتبہ ایک سائل آپ رضی کے پاس آیا حضرت عائشہ رضی نے ایک روٹی کا ٹکڑا اس کو دے دیا، اس کے بعد ایک خوش لباس آدمی آپ کے پاس آیا تو آپ نے بٹھا کر اسے خوب کھانا کھلایا، لوگوں نے اس تفریق و امتیاز پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَنْزِلُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ مَنَازِلِھِمْ (لوگوں کو ان کے درجے میں رکھا کرو (ابوداؤد)۔

فقراء اور اہل حاجت کی اعانت ان کی حیثیت کے مطابق کرنی چاہئیے اگر کسی نیچے طبقہ کا آدمی ہو تو صرف اس کی حاجت براری کرنی ہے لیکن اس سے بلند درجہ کا آدمی ہے تو وہ کسی قدر عزت و تعظیم کا بھی مستحق ہے، حضرت عائشہ رضی اس نکتہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا کرتیں۔

پردہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد تو پردہ کرنا فرض ہی ہوگیا تھا لیکن حضرت عائشہ رضی کا یہ عالم تھا کہ آپ شروع ہی سے پردہ کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھیں۔

فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب لوگ ہمارے سامنے سے گذرتے تو ہم چہرہ کو پردہ کی آڑ میں کرلیا کرتے تھے اور جب لوگ گذر جاتے تو پھر ہم منہ کھول لیتے۔ (ابوداؤد)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی کے رضاعی چچا حضرت افلح بن ابی قعیس رضی ان کی ملاقات کے لئے

آئے تو حضرت عائشہ رضؓ چھپ گئیں، وہ بولے عائشہ رضؓ! تم مجھ سے پردہ کرتی ہو میں تمہارا چچا ہوں، دریافت کیا کیوں کر؟ وہ بولے میرے بھائی کی بیوی نے تم کو دودھ پلایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو دریافت کیا، آپؐ نے فرمایا تمہارے رضاعی چچا ہیں انھیں اندر بلا لو۔ (بخاری)

ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر چند عورتوں نے عرض کیا، ام المؤمنین چلئے حجر اسود کو بوسہ دے لیں فرمایا، تم جا سکتی ہو، میں مردوں کے ہجوم میں نہیں جاؤں گی (بخاری)

اگر کبھی دن کو طواف کا موقعہ آجاتا تو خانہ کعبہ مردوں سے خالی کرالیا جاتا آپ عورتوں کے ساتھ طواف کرتیں (مسند احمد) حضرت اسحٰق ایک نابینا تابعی ہیں وہ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پردہ کیا، انھوں نے عرض کیا ام المؤمنین آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں میں تو آپ کو دیکھتا نہیں، فرمایا تم مجھ کو دیکھتے نہیں مگر میں تو تم کو دیکھتی ہوں (ابن سعد)

اس معاملہ میں آپ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ مُردوں تک سے پردہ کیا کرتی تھیں، آپ کے حجرۂ اقدس میں جب حضرت عمر رضؓ دفن ہوئے تو بغیر پردہ کے حجرے میں داخل نہیں ہوتیں۔

رسمی پردہ

آج ہمارے زمانے میں رسمی پردہ کا بڑا رواج ہے، ایک عورت اگر کسی محرم سے رسمی پردہ کرتی ہے تو اس سے ہمیشہ پردہ کرتی رہے گی حالانکہ شرعاً اس سے پردہ نہیں لیکن اگر دو چار مرتبہ کسی نامحرم کے سامنے آگئی تو پھر اس سے پردہ کبھی نہ ہوگا اور اس کے سامنے ہمیشہ آتی رہے گی حالانکہ اس سے شروع ہی میں پردہ کرنا چاہئے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں رسمی پردہ نہیں کرتی تھیں بلکہ شرعی پردہ کی عادی تھیں، جب تک شریعت اجازت دیتی وہ کسی کے سامنے آتیں اور جہاں پردہ کے شرعی اسباب پیدا ہو جاتے وہ اس سے پردہ کرنے لگتیں۔

حضرت عائشہ رضؓ کے نزدیک غلاموں سے پردہ ضروری نہیں تھا اس لئے وہ حضرت ابو عبداللہ سالمؓ نامی ایک نہایت دیانتدار غلام کے سامنے آتی تھیں، ایک دن وہ آئے اور کہا ام المؤمنین! آج اللہ نے مجھے آزاد کر دیا ہے، چونکہ اب وہ غلام نہ رہے تھے اس لئے حضرت عائشہ رضؓ نے پردہ گرا دیا اور پھر عمر بھر ان کے سامنے نہ آئیں (نسائی)

پ

ارشاد و اصلاح

حضرت عائشہ رضؓ کو اس معاملہ میں خاص شغف تھا، آپ نے اس سلسلہ میں جو کوششیں کی ہیں وہ کسی طرح اجلہ صحابہؓ سے کم نہیں، اپنے حجرے میں، جلوت و خلوت میں موسم حج میں آپ کے ارشاد و اصلاح کا سلسلہ برابر جاری رہتا اور کہیں بھی اس عظیم الشان فریضہ سے غافل نہ ہوتیں، گویا آپ کی زندگی کا یہی سب سے بڑا اور عظیم الشان مقصد تھا۔

حج میں آپؓ کے معمولات

ہر سال حج کا معمول تھا اس لئے آپ کا خیمہ جہاں نصب ہوتا علم دین کے پیاسے اپنی تشنگی بجھانے وہیں پہنچ جاتے اس موقع پر دُور دراز کے ملکوں کے رہنے والے آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے، اپنے اپنے سوالات پیش کرتے اور آپ ان کے جوابات دیتیں اپنے اپنے شکوک و شبہات کا اظہار کرتے، آپؓ ان کا ازالہ فرماتیں، اگر کوئی شخص کسی مسئلہ کو پوچھتے ہوئے جھجکتا تو آپؓ اس کو یہ کہہ کر تسلی دیتیں "جو بات اپنی ماں سے پوچھ سکتے تھے مجھ سے بھی پوچھ سکتے ہو" (مسند احمد)

گھر میں مجلس ارشاد و اصلاح

آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز تھی، لڑکے، عورتیں اور جن مردوں سے آپ کا پردہ نہ تھا وہ حجرہ کے اندر آ کر مجلس میں بیٹھ جاتے اور دوسرے لوگ حجرہ کے سامنے مسجد نبوی میں بیٹھتے، دروازہ پر پردہ پڑا رہتا، اس کی اوٹ میں آپ خود بیٹھ جاتیں لوگ سوالات کرتے آپ جوابات عنایت فرماتیں کسی خاص موضوع پر کبھی شاگردوں کی طرف سے کوئی سلسلہ شروع ہو جاتا اور کبھی خود کسی مسئلہ کو چھیڑ کر بیان کرتیں اور لوگ خاموشی سے سُنتے۔

جو لوگ آپ کی مجلس میں حاضر رہا کرتے دوسرے لوگ ان پر رشک کرتے، امام نخعی جو عراق کے مانے ہوئے امام تھے، وہ لڑکپن میں حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں رہ چکے تھے ان کے دوسرے ہم عصر ان پر رشک کیا کرتے تھے

عورتوں کی حاضری اور ان کو ہدایات

مَردوں کے مقابلے میں عورتیں آپ کی خدمت میں زیادہ حاضر ہوا کرتی تھیں کبھی ایسا ہوتا کہ عورتوں کے مسائل کے ساتھ ہی ساتھ مَردوں کے بارے میں بھی ہدایات دیتیں اور آنے والی عورتوں سے فرما دیتیں کہ تم اپنے شوہروں کو آگاہ کر دینا۔

ایک بار بصرہ سے کچھ عورتیں حاضر خدمت ہوئیں اُن سے فرمایا مجھے مَردوں کو ٹوکتے ہوئے شرم آتی ہے تم اپنے اپنے شوہروں کو مطلع کر دینا کہ پانی سے طہارت کیا کریں کیونکہ یہ سنت ہے۔ (مسند احمد)

معمولی مصیبت پر بھی گناہ معاف ہوتے ہیں

ایک بار حج کے موسم میں آپ کا خیمہ منیٰ میں نصب تھا، لوگ جوق در جوق ملاقات کے لئے آپ کی خدمت میں آرہے تھے، اسی اثنا میں چند قریشی نوجوان ہنستے ہوئے آئے، آپ نے ہنسنے کا سبب دریافت کیا، انھوں نے عرض کیا کہ ایک صاحب خیمہ کی ڈور میں پھنس کر ایسے گرے کہ یا تو ان کی آنکھ چلی جاتی یا گردن ٹوٹ جاتی، ہم لوگوں کو یہ دیکھ کر بے ساختہ ہنسی آگئی، آپ نے فرمایا ہنسنا نہ چاہیئے، اگر کسی مسلمان کو کانٹا چُبھ جائے یا اس سے بھی معمولی مصیبت اس پر آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کا درجہ بڑھا دیتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے (مسلم)

ایک صحابی کو نصیحت

ایک بار قافلہ حج سے واپس آرہا تھا، اس میں حضرت اُسیدؓ بن حُضیر بھی تھے یہ بڑے عظیم المرتبت صحابی تھے قافلہ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچا، تو انھیں معلوم ہوا کہ ان کی بیوی کا انتقال ہوگیا، یہ منہ پر کپڑا رکھ کر رونے لگے، محبت کے اثرات سے کون انکار کرسکتا ہے لیکن یہ طریقہ کہ منہ ڈھانپ کر مجمع عام میں رونا مبلغین صبر وحلم کے لئے نامناسب اور غیر مستحسن تھا اس قافلہ میں حضرت عائشہؓ بھی تھیں، انھوں نے حضرت اُسیدؓ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور اسلام کی اولیت کا آپ کو شرف حاصل ہے، آپ ایک عورت کے لئے روتے ہیں! (مسند)

پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر ہے

ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، بعض لوگ ایک شب میں دو دو تین تین بار قرآن پاک پڑھ ڈالتے ہیں، فرمایا کہ ان کا پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تمام رات کھڑے رہتے لیکن سورۂ بقرہ، آل عمران اور سورۂ نسار سے آگے نہ بڑھتے (یعنی ان ہی تین سورتوں میں رات تمام ہوجاتی) فرمایا جب کسی بشارت کی آیت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچتے تو اللہ سے دعا مانگتے اور جب کوئی ڈرانے والی آیت آتی تو پناہ مانگتے (مسند احمد)

یہودیوں کا ایک دستور

یہودیوں کا دستور تھا کہ اگر ان میں کسی عورت کے بال چھوٹے ہوتے تو وہ مصنوعی یعنی بناوٹی بال جوڑ کر اپنے بالوں کو بڑھا لیتی، ان کی دیکھا دیکھی عرب عورتوں میں بھی اس کا رواج ہوگیا تھا، ایک مرتبہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آکر عرض کیا، میری ایک بیٹی دلھن بنی ہے، بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں کیا میں اس کے بالوں میں بناوٹی بال

جوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بال جوڑنے والیوں اور جوڑنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (مسند احمد)

بغیر چادر کے نماز

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضؓ کسی گھر میں مہمان ہوئیں دیکھا کہ صاحب خانہ کی دو بیٹیاں جو تقریباً جوان تھیں بغیر چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہیں، آپ نے اسی موقعہ پر تاکید فرمائی کہ آئندہ کوئی لڑکی بغیر چادر اوڑھے ہوئے نماز ادا نہ کرے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے: (مسند احمد)

اچھی طرح وضو کیا کرو

ایک مرتبہ آپ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضؓ آپ کے پاس آئے، اور جھٹ پٹ وضو کر کے چلے، آپ نے فوراً انہیں ٹوکا، فرمایا عبدالرحمٰن وضو اچھی طرح کیا کرو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو عضو وضو میں تر نہ بھیگے اس کو جہنم کی پھٹکار ہے۔

باریک دوپٹہ پھاڑ دیا

اسی طرح ایک مرتبہ آپ کی بھتیجی یعنی حضرت عبدالرحمٰن رضؓ کی صاحبزادی نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر پھوپھی جان کے سامنے آئیں، آپ نے دیکھتے ہی دوپٹہ پھاڑ دیا اور فرمایا کہ تم کو نہیں معلوم کہ سورۂ نور میں اللہ نے کیا احکام نازل فرمائے ہیں، اس کے بعد گاڑھے کا دوپٹہ منگا کر ان کو اوڑھایا (مؤطا امام مالک رحؒ)

صلیبی نقش و نگار

ایک دفعہ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں آپ نے اسی وقت ڈانٹا، فرمایا چادر اتار دو، اتار دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کپڑوں کو دیکھتے تو پھاڑ ڈالتے (مسند)

حمام میں عورتیں

ایک مرتبہ شام کی عورتیں زیارت کے لئے حاضر ہوئیں وہاں حمام میں عورتیں برہنہ غسل کیا کرتی تھیں، فرمایا تم وہی عورتیں ہو جو حماموں میں جاتی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جو عورت گھر سے باہر اپنے کپڑے اتارتی ہے وہ اپنے میں اور اپنے خاوند میں پردہ دری کرتی ہے" (مسند)

اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ کی زندگی کے اس شعبہ کو پوری تفصیل سے بیان کیا جائے احادیث و سِیَر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا رات دن یہی مشغلہ تھا اور آپ کے لیل و نہار اسی فکر میں گزرتے تھے کہ لوگوں کی اصلاح اور ان کی دینی تربیت ہو۔

اخلاق وعادات

حضرت عائشہ رضؓ کے اخلاق وعادات کا کیا پوچھنا جنھوں نے اس کی صحبت میں اپنی زندگی گذاری ہو جو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے دنیا میں مبعوث ہوا جس نے خود اپنی زبان اقدس سے اپنے آنے کی یہ غرض بیان فرمائی تھی

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ — میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں

اور جس کے بارے میں قرآن کریم نے یہ گواہی دی کہ :

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ — آپ عظیم الشان اخلاق پر پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت عائشہ رضؓ ایک دو دن نہیں تقریبًا اٹھارہ سال ایسے معلم اخلاق کی صحبت اقدس میں رہی تھیں تمھیں بتاؤ جس کی ایک نگاہِ کیمیا اثر نے حیوانوں کو انسان بنا دیا ہو اس نے اس مدت میں حضرت عائشہ رضؓ کو کیا کچھ نہ بنا دیا ہوگا، آؤ ان کے اخلاق وعادات کا کچھ تذکرہ کر کے ایمان و رُوح کے لئے کچھ سامان سرور فراہم کریں ۔

قناعت قناعت کا جذبہ عورتوں میں بہت کم پایا جاتا ہے لیکن حضرت عائشہ رضؓ کی ذاتِ اقدس میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود تھی ، ان کی عسرت اور فقر و فاقہ تقریبًا ساری زندگی ہی فقر و فاقہ میں گذر گئی ، تاریخ گواہ ہے کہ کسی زمانے میں کبھی زبان سے حرف گلہ اور لفظ شکایت نہ نکلا ، ہمیشہ شاکرہ و قانع رہیں ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ انھوں نے کھانا مانگا، پھر فرمایا میں کبھی جی بھر کر نہیں کھاتی کہ میری آنکھوں سے آنسو نہ جاری ہو جاتے ہوں، کسی نے اس کی وجہ دریافت کی ، فرمایا مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو چھوڑا ، اللہ کی قسم کبھی ایک دن میں دو بار بھی آپ نے گوشت اور روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا (ترمذی)

غیبت وغیرہ سے پرہیز حضرت عائشہ رضؓ کبھی کسی کی غیبت یا برائی نہیں کرتی تھیں سوکنوں کو برا بھلا کہنا عورتوں کی عام عادت ہے لیکن انھوں نے اپنی

سوکنوں کا ہمیشہ شگفتہ الفاظ میں ذکر کیا اور ہمیشہ ان کے محاسن، فضائل اور مناقب کا تذکرہ کرتی رہیں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ واقعۂ افک کی شہرت میں شریک تھے

حضرت عائشہ رضؓ کے لئے یہ واقعہ جس درجہ المناک تھا وہ پچھلے صفحات میں واضح کیا جا چکا ہے لیکن جب حضرت حسانؓ آپ کی مجلس میں شریک ہوتے تو ان کو بڑی خوشی سے جگہ دیتیں، بعض اعزا نے حضرت حسانؓ کو برا بھلا کہنا چاہا تو انھوں نے ان کو سختی سے روک دیا، فرمایا ان کو برا نہ کہو وہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی طرف سے شعرا مشرکین کا جواب دیا کرتے تھے۔

آپ کی مجلس میں ایک شخص کا تذکرہ ہوا، آپ نے اس کو اچھا نہیں فرمایا، لوگوں نے عرض کیا ام المومنینؓ! اس شخص کا تو انتقال ہو گیا، یہ سن کر آپ نے اس کی مغفرت کی دعا مانگی لوگوں نے عرض کیا ابھی تو آپ نے اس کو اچھا نہ فرمایا تھا، اور ابھی آپ اس کی مغفرت کی دعا فرما رہی ہیں؟ آپ نے فرمایا مردوں کو بھلائی کے سوا برائی سے یاد نہ کرو۔ (مسند)

اپنی تعریف کرنے سے پرہیز حضرت عائشہ رضؓ اپنے منہ پر اپنی تعریف کو پسند نہیں فرماتی تھیں مرض الموت کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عیادت کے لئے حاضری کی اجازت چاہی حضرت عائشہ رضؓ سمجھتی تھیں کہ وہ آکر ان کی تعریف کریں گے اس لیے اجازت دینے میں تامل فرمایا، لوگوں نے سفارش کی تو آپ نے انھیں آنے دیا، اتفاق سے انھوں نے آتے ہی آپ کی تعریف شروع کر دی آپ حضرت ابن عباس رضؓ کے اس خلاف مرضی طریقہ پر بولیں "کاش! میں پیدا نہ ہوئی ہوتی"۔ (بخاری و مسند)

خودداری عجز و انکساری کے ساتھ آپ نہایت خوددار واقع ہوئی تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اپنی خالہ کی خدمت کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ انھوں نے آپ کی فیاضی کو دیکھ کر کہا کہ خالہ کا ہاتھ روکنا چاہیے۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے قسم کھائی کہ اب بھانجے کی کوئی چیز نہ چھوئیں گی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر بڑی بڑی سفارشیں لائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعزا کو درمیان میں ڈالا تب جا کر کہیں آپ نے اپنی قسم توڑی (بخاری)

ایثار آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پہلو میں اپنی قبر کی تجویز رکھی تھی لیکن جب حضرت عمر رضؓ نے اُن سے درخواست کی تو انھوں نے یہ جگہ ان کو دے دی

اور فرمایا:

كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِي لَأُوثِرَنَّ بِهَا — میں نے خود اپنے لیے اس کو محفوظ رکھا تھا لیکن

الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِي (بخاری کتاب المناقب) — آج اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتی ہوں۔

ایک دن روزے سے تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ بھی نہ تھا، ایک غریب مسکین عورت آئی، آپ نے لونڈی کو حکم دیا کہ وہ روٹی اس مسکین عورت کو دے دے اس نے عرض کیا کہ افطار کس چیز سے کیجئے گا؟ فرمایا دے دو، شام کے وقت کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا، لونڈی سے فرمایا، دیکھ یہ تیری روٹی سے بہتر چیز اللہ نے بھیج دی (موطا امام مالک رح)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے بھی نانا جان کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت ام المؤمنین سے چاہی، انھوں نے حضرت حسن رض کی یہ درخواست منظور کر لی، لیکن حضرت حسن رض نے بطور احتیاط اپنے بھائی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے وصیت کر دی کہ میرے مرنے کے بعد ایک بار پھر ام المؤمنین سے اجازت طلب کرنا اگر وہ دوبارہ اجازت دے دیں تو حجرہ پاک میں دفن کرنا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان بقیع میں مجھے سپرد خاک کر دینا۔

حضرت حسین رض نے بھائی کی وفات کے بعد ان کی وصیت پر عمل کیا اور حضرت عائشہ رض کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ اجازت خواہ ہوئے، حضرت عائشہ رض نے فرمایا، میں تو پہلے ہی خوشی سے اجازت دے چکی ہوں، مگر مروان بن الحکم نے دخل در معقولات کر کے حضرت حسن رض کو حجرۂ پاک میں دفن نہ ہونے دیا۔ (اسد الغابہ)

احسان قبول کرنے سے بچنا

کسی کا احسان حضرت عائشہ رض بہت کم قبول فرماتی تھیں، اور اگر قبول بھی کرتیں تو اس کا معاوضہ ضرور ادا کرتیں عراق جب فتح ہوا تو مال غنیمت میں موتیوں کی ایک ڈبیہ بھی آئی حضرت عمر رض نے عام مسلمانوں کی اجازت سے وہ ڈبیہ حضرت عائشہ رض کی خدمت میں پیش کی، انھوں نے ڈبیہ کھول کر کہا، خدایا مجھے ابن خطاب رض کا احسان اٹھانے کے لئے زندہ نہ رکھ۔

عرب کے ایک رئیس عبد اللہ بن عامر نے آپ کی خدمت میں کچھ روپیہ اور کپڑے بھیجے پہلے تو آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دینا چاہا کہ ہم کسی کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے لیکن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان یاد آ گیا تو واپس لے لیا (مسند)

فیاضی ایک مرتبہ حضرت منکدرؓ بن عبداللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کیا تمھارے کوئی لڑکا ہے؟ انھوں نے کہا "نہیں" آپ نے فرمایا اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں تم کو دے دیتی، اتفاقاً رات ہی کو امیر معاویہؓ نے ان کے پاس روپے بھیجے آپ نے فرمایا، کس قدر جلد میری آزمائش ہوئی، فوراً آدمی بھیج کر حضرت منکدرؓ بن عبداللہ کو بلوایا اور دس ہزار درہم دے دیئے، انھوں نے اس رقم سے ایک لونڈی خریدی، اس سے ان کے متعدد بچے پیدا ہوئے۔ (طبقات ابن سعد)

اسی طرح ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے آپ نے طباق منگایا اور اس میں بھر بھر کر فقراء اور غرباء میں تقسیم کرنا شروع کیا اور شام تک سارے درہم تقسیم کر دیئے ایک درہم بھی گھر میں باقی نہ رہنے دیا، حالانکہ خود روزے سے تھیں جب افطار کا وقت آیا تو لونڈی سے کہا کہ افطار کے لئے کچھ لے آؤ وہ روٹی اور زیتون کا تیل لائی اور عرض کرنے لگی کہ اچھا ہوتا کہ آج ایک درہم کا گوشت ہی منگا لیتیں، آج ہم روزہ گوشت سے افطار کر لیتے، فرمایا، اب طعنہ دینے سے کیا ہوتا ہے اس وقت یاد دلاتی تو میں منگا لیتی۔ (مستدرک حاکم)

آپ نے اپنے رہنے کا مکان تک امیر معاویہؓ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا، اور اس کی جو قیمت آئی وہ سب راہِ خدا میں صرف کر دی (طبقات ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے میں نے ان سے زیادہ کسی کو سخی اور فیاض نہیں دیکھا۔

دلیری حضرت عائشہؓ بہت نڈر اور بیباک تھیں راتوں کو اٹھ کر اکیلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں قبرستان چلی جاتی تھیں، میدانِ جنگ میں کوئی خوف آپ کو نہ ہوتا تھا غزوۂ احد میں جب مسلمانوں میں انتشار و اضطراب برپا تھا آپ اپنی پشت گرامی پر مشک لاد لاد کر زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں، اسی طرح غزوۂ خندق میں جب چاروں طرف سے مشرکین نے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا تھا، آپ نہایت بے خوفی سے نقشۂ جنگ کا معائنہ کرتیں، جنگ جمل میں جس شان سے فوجوں کی کمانڈ فرمائی اس سے آپ کی طبعی شجاعت و بہادری کا اندازہ ہوتا ہے۔

عفت و عصمت آپ کے کانوں میں جب واقعۂ افک کی بھنک پڑی تو بیہوش ہو کر گر پڑیں، لرزہ بخار آ گیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی، فرماتی ہیں:

مَا اَکۡتَحِلُ بِنَوۡمٍ (میں نے نیند کا سرمہ نہیں لگایا، یعنی آنکھوں سے نیند اڑ گئی)

نفاست طبع جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کرنا بہت پسند تھا، اسی طرح آپ کو بھی اس سے رغبت تھی، چنانچہ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مسواک دھونے کے لئے دیا کرتے تھے تو میں پہلے اس سے اپنے دانت صاف کیا کرتی تھی، پھر دھو کر پیشِ خدمت کرتی۔ (ابوداؤد)

زہد و تقشف ایک بار ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، بولیں، ذرا ٹھہر جاؤ میں اپنی نقاب سی لوں، اس نے کہا اگر میں لوگوں کو اس کی اطلاع کردوں تو لوگ آپ کو بخیل سمجھیں گے، فرمایا جو لوگ پھٹا پرانا کپڑا نہیں پہنتے آخرت میں ان کو نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا (ادب المفرد)

غلاموں پر شفقت اس معاملہ میں بھی حضرت عائشہ رضؓ بہت تیز تھیں، صرف ایک قسم کے کفارہ میں آپ نے ایک بار چالیس غلام آزاد کئے تھے، مدینہ میں بریرہ نامی ایک لونڈی تھی اس کے مالکوں نے اس کو مکاتب کیا تھا یعنی انھوں نے کہہ دیا تھا کہ اگر تم اس قدر رقم کما کر دے دو تو تم آزاد ہو، اس رقم کے لئے اس نے لوگوں سے امداد چاہی، حضرت عائشہ رضؓ نے سنا تو پوری رقم ادا فرما کر اسے آزاد کرا دیا (بخاری)

آپ کے آزاد کئے ہوئے غلاموں کی تعداد ۶۷ ہے (سیرت عائشہ رضؓ)

عورتوں کے ساتھ ہمدردی حضرت عثمان بن مظعون رضؓ دن میں روزہ رکھتے اور رات بھر نمازیں پڑھتے رہتے، ان کا شغف اس معاملہ میں اس قدر بڑھ گیا تھا کہ بیوی سے کوئی تعلق ہی نہ رہ گیا تھا، ایک روز ان کی بیوی حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں آئیں، انھوں نے دیکھا تو ان کو عجیب عالم میں پایا، ان کے جسم پر زینت و آرائش کا نام و نشان تک نہ تھا، حضرت عائشہ رضؓ نے اس کا سبب دریافت کیا تو صاف صاف تو نہ کہ سکیں دبی زبان سے اظہار واقعہ کیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضؓ نے اس کا تذکرہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضؓ کے پاس گئے اور ان سے فرمایا: عثمان! ہم کو رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا، کیا میرا طریق زندگی اس لائق نہیں کہ تم اس کی پیروی کرو

میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں اور اس کے احکام کی تم سبھوں سے زیادہ نگہداشت کرتا ہوں (مسند احمد)

ایک عورت کو چوری کے گناہوں میں ہاتھ کاٹنے کی سزا دی گئی تھی، اس سزا کے بعد اس نے توبہ کر لی اور بہت نیک ہو گئی، حضرت عائشہ رضؓ کے پاس جب وہ آتی تو آپ اس سے ضرور ملتیں اور اگر کوئی اس کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کرتیں (بخاری)

شاید دوسری عورتیں اس حالت میں اس سے ملنا بھی پسند نہ کرتیں لیکن حضرت عائشہ رضؓ نے اس کی توبہ کے بعد اس سے نفرت نہیں کی اور اس سے برابر ملتی رہیں۔

ایک عورت کو اس کے شوہر نے اس قدر مارا کہ بدن میں جگہ جگہ ضرب سے نیل کے نشان پڑ گئے، وہ حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا جسم دکھایا، حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضؓ نے واقعہ سنایا، عرض کیا کہ مسلمان عورتیں جو تکلیف برداشت کرتی ہیں میں نے اس کی مثال نہیں دیکھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اس بچاری کا یہ عالم ہے

لَجِلْدُهَا اَشَدُّ خُضْرَةً مِّنْ ثَوْبِهَا کہ اس کا جسم اس کے کپڑے سے بھی زیادہ سبز ہو گیا ہے۔

جب اس کے شوہر کو اس کا علم ہوا کہ اس کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی ہے تو وہ بھی دوڑے ہوئے آئے، جب آپ نے دونوں کے بیانات لئے اور تحقیقِ حال فرمایا تو معلوم ہوا کہ دونوں کا تھوڑا بہت قصور ہے (بخاری)

عورتوں کی تذلیل ناپسند تھی

بعض صحابیوں سے روایت ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت کتا، اور گدھا گذر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، حضرت عائشہ نے جب سنا تو فرمایا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ عورت بھی ایک خراب جانور ہے، فرمایا تم نے بہت برا کیا کہ ہم کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا، حالانکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نماز پڑھا کرتے تھے اور میں ان کے آگے لیٹی رہتی تھی جب آپ سجدہ کرتے تو میرے پاؤں دبا دیتے میں پاؤں سمیٹ لیتی تھی (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں ہے، گھوڑا، گھر اور عورت، جب حضرت عائشہ رضؓ نے سنا تو آپ کو بہت برا معلوم ہوا، آپ نے فرمایا

قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن نازل فرمایا، آپ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ عہدِ جاہلیت میں لوگ ان تین چیزوں سے نحوست کی فال لیا کرتے تھے۔

نکاح بغیر اذن ایک شخص نے اپنی لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا عقد کر دیا وہ حضرت عائشہ رض کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی، حضرت عائشہ رض نے اس کو اپنے پاس بٹھا لیا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو اس کا کل قصہ کہہ سُنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کے باپ کو بلایا اور لڑکی کو اس کا اختیار دیا، اس پر لڑکی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد نے جو کیا میں اس کو جائز قرار دیتی ہوں اور اس سے انکار نہیں کرتی میری غرض تو یہ تھی کہ عورتوں کو اُن کے حقوق معلوم ہو جائیں (نسائی)

حُسنِ معاشرت

مُعاملات حضرت صدیقِ اکبر رض نے حضرت عائشہ رض کے لئے چند کھجور کے درخت ہبہ کئے تھے لیکن چونکہ ان پر قبضہ نہیں ہوا تھا اس لئے ہبہ مکمل نہیں ہوا تھا، جب حضرت صدیق رض کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت عائشہ رض سے کہا اگر ان درختوں پر تمہارا قبضہ ہو گیا ہوتا تو وہ تمھارے ہو جاتے لیکن اب وہ میرے ترکہ میں شمار ہوں گے جس کے وارث تمہارے بھائی اور بہنیں بھی ہیں، اس لئے کتاب اللہ کے مطابق باہم تقسیم کر لینا، حضرت عائشہ رض نے جواب دیا، ابا! اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو میں چھوڑ دیتی (اسوۂ صحابیات بحوالہ مؤطا امام مالک ؒ)

حضرت عائشہ رض اکثر قرض لیا کرتیں، جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ قرض کیوں لیا کرتی ہیں؟ تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض لے کر اس کی ادائیگی کی نیت رکھتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی طرف سے اس کے لئے معین و مددگار مقرر کر دیتا ہے، اسی مددگار کی جستجو کے لئے قرض لیا کرتی ہوں (مسند)

ہم جنسوں کی امداد تمام صحابیات میں ایک دوسرے کی امداد کا جذبہ پایا جاتا تھا، اور سب ایک دوسرے کی اعانت کرتی تھیں مسلم کی صراحت کے مطابق حضرت اسماء رض کو روٹی پکانی نہیں آتی تھی، چنانچہ ان کی پڑوسنیں ان کی روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں حضرت عائشہ رض

کے حالات تم ابھی ابھی پڑھ چکے ہو کہ عورتیں جب کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کوئی ضرورت لے کر حاضر ہوتیں تو حضرت عائشہ رضؓ ان کی اعانت فرماتیں اور ان کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتیں، ضرورت ہوتی تو ان کی سفارش کرتیں، ان کے مقدمات کو بڑے زوردار الفاظ میں پیش کیا کرتیں۔

طلاق کی تحدید زمانہ جاہلیت میں بھی طلاق کا دستور تھا لیکن طلاقوں کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی مرد جتنی مرتبہ چاہتا طلاق دیتا اور جب چاہتا رجوع کر لیتا، عورت مرد کے ہاتھ میں بالکل مجبور و بے بس تھی، زمانہ اسلام میں اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا وہ عورت حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں دوڑی ہوئی آئی، انھوں نے یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (ترمذی)

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (بقرہ)

وہ طلاق جس کے بعد رجعت جائز ہے دو بار ہے اس کے بعد موافق دستور کے رکھ لینا ہے یا بخیر و خوبی اس کو رخصت کر دینا ہے۔

یتیموں کی پرورش حضرت عائشہ رضؓ یتیم بچوں کی پرورش کرتی تھیں اور ان کے مالوں کی حفاظت اور ترقی کا بھی بندوبست فرماتی تھیں، ان کے بھائی محمد بن ابی بکر رضؓ کا جب انتقال ہو گیا تو ان کے بچوں کی پرورش حضرت عائشہ رضؓ نے اپنے ذمہ لے لی (موطا امام مالکؒ)

آپ یتیموں کے مالوں کو لوگوں کو اس لئے دے دیا کرتیں کہ وہ تجارت کر کے ان مالوں میں اضافہ کریں (موطا)

بھائی سے محبت حضرت عائشہ رضؓ کے بھائی عبداللہ بن ابو بکر رضؓ کا جب انتقال ہوا تو حضرت عائشہ رضؓ فرطِ محبت سے ان کی قبر پر تشریف لائیں۔ (ترمذی)

شوہر کی رضا جوئی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضؓ کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے، فرمایا، عائشہ رضؓ یہ کیا ہے؟ عرض کیا، میں نے اس کو اس لئے بنوایا ہے کہ آپ کے لئے سنگار کروں (ابو داؤد)

شوہر کی اطاعت اس سلسلہ میں تفصیلات پچھلے صفحات میں گزر چکیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طہارت و لطافت کا بڑا خیال رہتا تھا، اس معاملہ میں آپ بڑا ہی اہتمام فرماتے تھے، چنانچہ آپ اپنی مسواک کو بار بار دھلواتے تھے اور اس خدمت کو حضرت عائشہ رض انجام دیا کرتیں (ابوداؤد)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھتے یا کھولتے تو حضرت عائشہ رض جسم پاک میں خوشبو لگاتی تھیں۔ (ابوداؤد)

ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کمبل اوڑھ کر مسجد میں تشریف لائے، ایک صحابی نے عرض کیا کہ:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کمبل پر دھبّہ نظر آتا ہے، آپؐ نے اس کو حضرت عائشہ رض کے پاس بھیج دیا، حضرت عائشہ رض نے پانی منگایا اور خود اپنے ہاتھ سے دھویا، خشک کیا اور پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس بھیج دیا (ابوداؤد)

غرض حضرت عائشہ رض مقدس شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپؐ کی رضا جوئی میں ہر وقت کوشاں رہتیں۔ اگر کسی وقت آپؐ کے چہرۂ اقدس پر ذرا بھی رنج و غم یا کبیدہ خاطری کے آثار نظر آتے تو آپ رض پریشان ہو جاتیں، حد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت داروں کی بات بھی رد نہ فرماتیں، جیسا کہ ابھی ابھی تم حضرت عبداللہ بن زبیر رض کے واقعہ میں پڑھ چکے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہالی رشتہ داروں کی سفارش سے آپ نے اپنی قسم توڑ دی۔

طرزِ معاشرت

اپنا کام خود کرنا جیسا کہ تم پڑھ چکے ہو کہ حضرت عائشہ رض گھر کا کام خود انجام دیتیں اور بالخصوص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر خدمت لونڈی کے باوجود خود ہی انجام دیتیں، اپنے ہاتھ سے جو پیستیں، روٹی پکاتیں (ادب المفرد)

غربت و افلاس حضرت عائشہ رض خود فرماتی ہیں کہ ہم پورا ایک ایک مہینہ گذر جاتا اور گھر میں آگ تک نہ جلاتے، ہماری غذا پانی اور چھوہارے ہوتے تھے اگر کہیں سے تھوڑا گوشت آ جاتا

تو ہم کھا لیتے (بخاری)

آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے کبھی دو دن برابر جو کی روٹی پیٹ بھر نہ کھائی، ایک دن روٹی ملتی تو دوسرے دن کھجوریں کھانی پڑتیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضؓ نے عروہؓ سے کہا، اے میرے بھتیجے ہم ایک چاند دیکھتے تھے پھر دوسرا دیکھتے تھے اور پھر تیسرا چاند بھی نظر آجاتا تھا، اس طرح دو دو مہینے گذر جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ تک روشن نہ ہوتی تھی، عروہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، خالہ جانؓ! آپ زندہ کیوں کر رہتی تھیں؟ فرمایا کبھی کچھ چھوہارے اور پانی مل جاتا اور کبھی انصار کچھ دودھ بھیج دیتے۔ (بخاری)
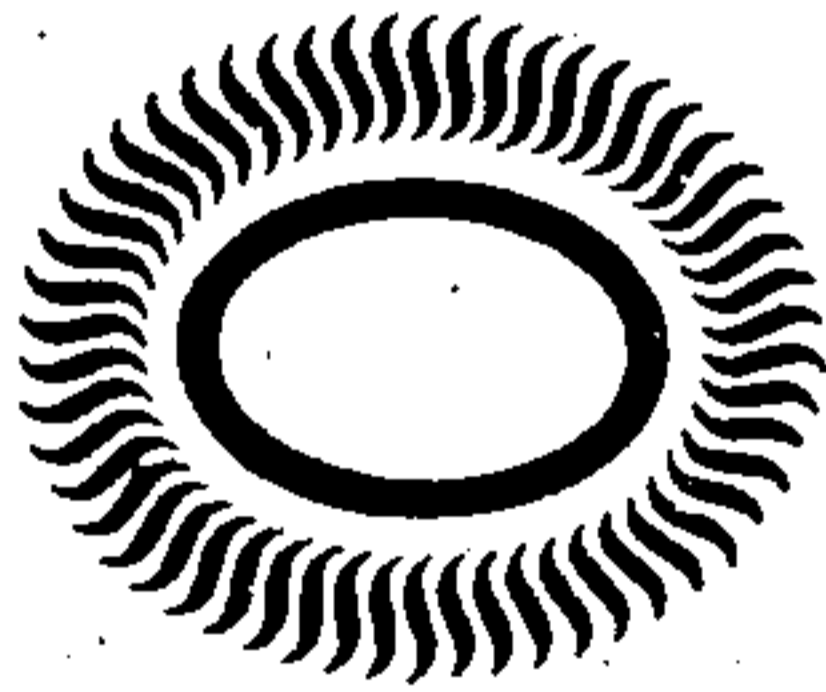
علمی و دینی خدمات

حضرت عائشہ رضؓ کی عام خدمات کا ہلکا سا اندازہ تم کو پچھلے صفحات کے مطالعہ سے ہو چکا ہوگا، اب ہم آپ کی علمی خدمات کا کچھ تذکرہ کریں گے، اگرچہ گذشتہ اوراق میں کہیں کہیں آپ کی علمی خدمات کا بھی تذکرہ آگیا ہے لیکن یہاں مستقل باب کے تحت آپ کی علمی خدمات کا تذکرہ اس لئے کیا جارہا ہے تاکہ حضرت عائشہ رضؓ کی علمی خدمات اور اس سلسلہ میں اُن کے فضل و کمال کا احاطہ کرنے میں سہولت ہو۔

تفسیر

(۱) ایک بار حضرت عائشہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ	جس روز زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی
وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ	اور آسمان بھی بدل دیا جائے گا اور تمام مخلوق ہی
الْقَھَّارِ ہ	واحد القہار کے سامنے ہوگی۔

جب زمین و آسمان کچھ نہ ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیے کہ لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے حضرت عائشہ رضؓ کے سوال پر فرمایا، عائشہ رضؓ لوگ پل صراط پر ہوں گے۔

۲۔ قرآن کریم میں چار بیویوں کی اجازت کے لئے ارشاد ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی	اگر ڈرو کہ تم انصاف نہ کرسکو گے یتیم لڑکیوں کے
فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ	حق میں تو عورتوں میں سے جو تم کو خوش آدیں دو دو
مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (نساء)	تین تین چار چار سے نکاح کر لو۔

اس آیت کو پڑھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یتیموں کے حقوق میں ناانصافی اور چار نکاح کی اجازت میں ربط کیا ہے؟ یہ تو ایک بے جوڑ سی بات معلوم ہوتی ہے اور آیت کا اگلا پچھلا حصہ ایک دوسرے

سے بے تعلق معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رض کے ایک شاگرد نے یہی سوال ان سے کیا تو انھوں نے فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیوں کے موروثی رشتہ داری کی وجہ سے ولی ہو جاتے ہیں اور اپنی ولایت کے دباؤ سے ان سے نکاح کر کے ان کی جائیداد پر قبضہ کر لیتے ہیں اور چونکہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہوتا اس لئے ان کو دباتے ہیں، اس آیت سے اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو خطاب کرتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف سے پیش نہ آسکو تو ان یتیم لڑکیوں کے علاوہ اور عورتوں سے دو دو، تین تین، چار چار نکاح کر لو مگر ان سے نکاح کر کے اپنے قابو میں نہ لے آؤ۔

۴۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ   قیامت میں جس کا حساب ہوا اس پر عذاب ہو گیا

اس پر حضرت عائشہ رض نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے:

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا   اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

اس کا کیا مطلب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ اعمال کی پیشی ہے یعنی اس میں اعمال کے پیش ہونے کا ذکر ہے، لیکن جس کے اعمال کے بارے میں جرح قدح ہوئی وہ تو تباہ و برباد ہی ہوا (ماخوذ از اسوۂ صحابیات)

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہ رض سے اور آیتوں کی بھی تفسیریں مروی ہیں اختصار کے پیش نظر صرف چند پر قناعت کی گئی۔

علم اسرار دین

علم اسرار دین سے وہ علم مراد ہے جس میں احکام شریعت کے اسباب اور اس کی علتیں بیان کی جاتی ہیں۔ یہ علم ہر ایک کے بس کا نہیں، اس علم میں حضرت عمر رض، حضرت علی رض، حضرت زید رض اور حضرت عبد اللہ بن عباس رض وغیرہ جیسوں کے سوا باقی اور صحابہ رض کا حصہ بہت کم ہے، اس میدان میں صحابیات رض تو بالکل نظر نہیں آتیں تنہا حضرت عائشہ رض نے شریعت کے جن رموز و اسرار کی گرہ کشائی کر دی ہے وہ صحابیات کی کمی کو پورا کر دیتی ہے بلکہ اس فن میں خود صحابہ رض سے بھی ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

مسجد میں عورتوں کے آنے کی ممانعت

عہد نبوت میں چونکہ عورتوں کی اخلاقی حالت قابل اعتماد تھی اس لئے ان کو مسجد میں آنے کی اور جماعت میں شریک ہونے کی اجازت تھی لیکن جب آخر زمانہ میں عورتوں کے نظام اخلاق میں کسی قدر ضعف و انحطاط پیدا ہو گیا تو حضرت عائشہ رضؓ نے صاف صاف ارشاد فرمایا:

لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

عورتوں نے اپنی حالت میں جو تغیرات پیدا کر لئے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے تو ان کو یقیناً مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں۔

مکہ میں دو رکعت نماز فرض تھی

جن نمازوں میں چار رکعتیں ہوتی ہیں سفر میں حالت قصر صرف دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید مسافر کی سہولت کے لئے وہ ساقط کر دی گئی ہیں حضرت عائشہ رضؓ اس کی وجہ بیان کرتی ہیں:

فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْاَوَّلِ (بخاری)

مکہ میں دو رکعت نمازیں فرض تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کی گئیں اور سفر کی نماز پہلی حالت پر چھوڑی گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز بیٹھ کر کیوں پڑھتے تھے؟

احادیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نفل نماز بیٹھ کر ادا فرماتے تھے اس لئے بغیر کسی عذر کے بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا مستحب خیال کرتے ہیں، ایک شخص نے حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا:

اَفَكَانَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟

حضرت عائشہ رضؓ نے جواب دیا:

حِيْنَ حَطَمَهُ النَّاسُ (ابوداؤد)

یہ صورت اس وقت ہوئی جب لوگوں نے آپ کو چور چور کر دیا یعنی آپ کمزور ہو گئے۔

مغرب میں کیوں اضافہ نہیں کیا گیا؟

بعد ہجرت جب نمازیں دو رکعتوں کی بجائے چار ہو گئیں تو

یہ اضافہ مغرب میں کیوں نہیں کیا گیا؟ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں:

فَاِنَّھَا وِتْرُ النَّھَارِ (مسند) — مغرب میں اضافہ نہ ہوا کیونکہ وہ دن کی وتر ہے

فجر میں ۲ فرض کیوں ہیں؟

نماز فجر میں تو دیگر اوقات کے مقابلہ میں اطمینان سکون زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس کی رکعتیں زیادہ ہونی چاہئیں لیکن بات کیا ہے کہ اور نمازوں سے کم ہیں؟ حضرت عائشہ رض اس کی وجہ بیان فرماتی ہیں۔

وَصَلٰوۃُ الْفَجْرِ لِطُوْلِ قِرَاءَتِھَا (مسند) — اس میں اضافہ اس لئے نہیں ہوا کہ دونوں رکعتوں میں بڑی بڑی سورتیں پڑھی جاتی ہیں

یعنی رکعتوں کی کمی کو قرأت کی طوالت نے پورا کر دیا۔

عاشورہ کا روزہ

ایام جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا اور رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت سے قبل اسلام میں بھی عاشوراء کا روزہ واجب تھا حضرت عبداللہ بن عمر رض سے اس قسم کی روایت مذکور ہے، لیکن وہ کوئی وجہ نہیں بیان کرتے، حضرت عائشہ رض اس کا سبب بیان کرتی ہیں:

کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ قَبْلَ اَنْ یُّفْرَضَ رَمَضَانُ وَکَانَ یَوْمٌ تُسْتَرُ فِیْہِ الْکَعْبَۃُ (مسند احمد) — اہل عرب رمضان کی فرضیت سے قبل عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے کیوں کہ اس روز کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا تھا۔

کہیں تراویح فرض نہ ہو جائے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے، لیکن رمضان کے پورے مہینہ میں آپ نے تراویح نہیں پڑھی، حضرت عائشہ رض اس کی وجہ بیان کرتی ہیں کہ جب پہلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز تراویح ادا فرمائی تو آپ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے دوسرے دن اور زیادہ مجمع ہو گیا اور تیسرے دن اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے، چوتھے دن، اتنا ہجوم ہوا کہ مسجد میں جگہ نہ رہی، اس روز آپ تشریف نہیں لائے اور لوگ مایوس ہو کر چلے گئے، صبح کو آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا:

"رات تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی، لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تراویح تم پر فرض

نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے قاصر رہو۔"

حج کے ارکان

حج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا، صفا، مروہ کے درمیان سعی کرنا، کہیں وقوف کرنا اور کہیں کنکریاں پھینکنا بظاہر یہ افعال عبث معلوم ہوتے ہیں، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں:

اِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِاِقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد)	خانہ کعبہ کا طواف، صفا اور مروہ کی سعی اور کنکریاں پھینکنا تو صرف خدا کی یاد کے لئے ہے۔

قرآنِ کریم کے بعض ارشادات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ بھی ایک طرزِ عبادت تھا چونکہ حج یادگارِ ابراہیمی ہے اس لئے وہی طرزِ عبادت قائم رکھا گیا

قربانی کا گوشت

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے، بہت سے لوگوں نے اس کو دائمی حکم سمجھا اور بعضوں نے اس کو وقتی حکم پر محمول کیا، حضرت عائشہ رضؓ بھی آخر الذکر لوگوں میں سے ہیں وہ کہتی ہیں:

"یہ نہیں کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد حرام ہو جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں کم لوگ قربانی کر سکتے تھے، اس لئے آپ نے حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کریں وہ ان لوگوں کو کھلائیں جنھوں نے قربانی نہیں کی ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد صحابہ رضؓ میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپؐ کو کہاں دفن کیا جائے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا کہ پیغمبر جہاں انتقال کرتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں، لیکن اس کی اصلی وجہ حضرت عائشہ رضؓ بتاتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا "اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ

قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِھِمْ مَسَاجِدَ لَوْلَا ذٰلِکَ اُبْرِزَ قَبْرُہٗ غَیْرَ اَنَّہٗ خَشِیَ اَنْ یَّتَّخِذَ مَسْجِدًا (بخاری)

بنا لیا"، اگر یہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان میں ہوتی، لیکن چونکہ اس کا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ نہ بن جائے اس لئے آپ حجرہ کے اندر دفن ہوئے۔

فن درایت

حضرت عائشہ رضؓ نے بعض روایات پر درایۃً تنقید بھی کی ہے اور اس تنقید سے فنی اصول وضع کئے گئے ہیں، اُن کے سامنے جب یہ روایت پیش کی گئی کہ مُردے پر اگر اس کے اہل وعیال روئیں تو عذاب ہوتا ہے، تو انھوں نے اس روایت کو قبول کرنے سے درایۃً انکار کردیا اور کہا کہ خود قرآن مجید میں ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی — ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا

رونا دھونا تو اہل وعیال کا عمل ہے اس کا عذاب مُردے پر کیوں ہو؟ اس تنقید سے یہ اصول قائم ہوا کہ جو روایت قرآنی نص کے خلاف ہو وہ قابل قبول نہیں۔

عورت، گھوڑا، گھر

اسی طرح حضرت عائشہ رضؓ کے سامنے جب یہ روایت آئی کہ عورت، گھوڑے اور گھر میں نحوست ہے تو انھوں نے اس کا انکار کیا اور یہ آیت پڑھی:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا۔

زمین میں یا تمھارے اندر جو مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہیں۔

سماعِ موتیٰ

غزوۂ بدر میں جو کافر مارے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مدفنوں پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا:

فَھَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا (اعراف) — تم نے بھی پروردگارِ عالم کے وعدہ کو سچا پایا؟

حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ مُردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

مَآ اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھُمْ وَلٰکِنْ لَّا یُجِیْبُوْنَ — تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر یہ کہ وہ جواب نہیں دے سکتے

حضرت عائشہ رضؓ کے سامنے جب یہ روایت آئی تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں بلکہ یہ ارشاد فرمایا تھا:

اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ — وہ اس وقت یقینی طور پر جانتے ہیں کہ میں جو کچھ ان سے کہتا تھا وہ سچ تھا۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رض نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (الروم) — اے پیغمبر! تو مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ (الفاطر) — سکتا اور نہ ان کو جو قبروں میں ہیں۔

حضرت عائشہ رض کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت کے رو سے کفار آپ کی آواز کو سن ہی نہیں سکتے تھے۔

متعہ کا عدم جواز حضرت عائشہ رض سے آپ کے ایک شاگرد نے متعہ کے جائز ہونے کی روایت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس کا جواب حدیث سے نہیں دیا۔ آپ رض نے فرمایا میرے تمہارے درمیان خدا کی کتاب ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ (مومنون) — جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیویوں یا لونڈیوں کے ان پر کوئی ملامت نہیں۔

اس لئے ان دونوں صورتوں کے علاوہ کوئی تیسری صورت جائز نہیں ہو سکتی۔

پچھلے صفحات میں تم پڑھ چکے ہو کہ حضرت عائشہ رض کا روایت حدیث میں اول طبقہ میں شمار ہوتا ہے جن لوگوں نے کثرت سے روایتیں کی ہیں ان میں حضرت عائشہ رض کا چھٹا نمبر ہے اور آپ رض سے دو ہزار دو سو دس ۲۲۱۰ روایتیں مروی ہیں، اسی طرح فقہ میں بھی حضرت عائشہ رض کا شمار طبقہ اول میں ہوتا ہے[1]

[1] اس باب کا اکثر حصہ اسوۂ صحابیات سے ماخوذ ہے۔

وفات حسرت آیات

۵۸ھ میں حضرت عائشہ رضؓ کی عمر شریف سڑسٹھ سال کی ہو چکی تھی، اسی سال ہی رمضان المبارک میں آپ بیمار پڑیں، چند روز تک علالت کا سلسلہ جاری رہا، زمانہ علالت میں جب کوئی مزاج پرسی کرتا تو فرماتیں "اچھی ہوں" (ابن سعد)

جب لوگ عیادت کو آتے اور تسلی دیتے تو فرماتیں "کاش میں پتھر کی ہوتی، جنگل کی بوٹی ہوتی" آپ کی وصیت تھی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس حجرۂ پاک میں دفن نہ کرنا، میں نے ایک جرم کیا ہے (یعنی جنگِ جمل میں شرکت) مجھے دیگر ازواج کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کرنا۔

فرمایا رات ہی کو دفن کر دی جاؤں صبح کا انتظار نہ کیا جائے (مؤطا امام محمد)

تاریخ وفات ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ کی رات تھی کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم اور تمام مسلمانوں کی ماں عائشہ رضؓ صدیقہ اپنے فرزندوں پر بے شمار احسانات کی بارشیں فرما کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

لوگوں کے رونے کی آواز سن کر انصار اپنے گھروں سے نکل آئے اور مدینہ میں یکایک ایک قیامت بپا ہو گئی۔ (ابن سعد)

حضرت ام سلمہ رضؓ رونے کی آواز سن کر بولیں، عائشہ رضؓ کے لئے جنت واجب ہو گئی کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ پیاری بیوی تھیں (مستدرک حاکم)

حسبِ وصیت جنازہ رات ہی کو تیار ہو گیا، حضرت ابوہریرہ رضؓ نے نماز جنازہ پڑھائی بھانجوں اور بھتیجوں نے قبر میں اتارا اور رات ہی کو آپ جنت البقیع میں دفن کر دی گئیں جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ رات کے وقت اتنا مجمع کبھی نہ دیکھا گیا۔

ترکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے اپنے متروکات میں چند چیزوں کے علاوہ ایک جنگل بھی چھوڑا تھا جو آپ کی بہن حضرت اسمار رضؓ کے حصّہ میں آیا جس کو امیر معاویہؓ نے تر گا ایک لاکھ درم میں خرید لیا تھا اور حضرت اسمار رضؓ نے یہ ساری رقم اپنے اعزا میں تقسیم کر دی۔ (بخاری شریف)

ام عبداللہ آپ لاولد تھیں، لیکن اس پر آپ نے کبھی قسمت کا گلہ اور شکوہ نہیں کیا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ نے اپنی بہن حضرت اسمارؓ کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضؓ کو اپنا بیٹا بنایا تھا، ان سے بے حد محبت فرماتی تھیں، اور وہ بھی خالہ کو ماں سے زیادہ چاہتے تھے، انھیں کے نام پر آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ (ابو داؤد)

حلیہ مبارکہ بچپن میں دُبلا پتلا چھریرا بدن تھا جب سن کچھ زیادہ ہوا تو بدن کسی قدر بھاری ہو گیا تھا، رنگ سرخ و سفید تھا خوبصورت اور صاحب جمال تھیں صَلوٰۃُ اللہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہَا (بخاری، ابو داؤد)

لباس زہد و قناعت کی وجہ سے صرف ایک جوڑا پاس تھا جس کو دھو دھو کر پہنا کرتی تھیں، ایک کرتہ تھا جس کی قیمت پانچ درم یعنی تقریباً ایک روپیہ چار آنہ تھی، یہ کرتہ اس زمانے کے لحاظ سے اس قدر قیمتی تھا کہ تقریبات میں دوسری جگہ دلھنوں کے لئے مانگ کر جایا کرتا تھا (بخاری)

آپ اپنے کپڑے کبھی زعفران میں بھی رنگ لیا کرتی تھیں اور کبھی زیور بھی پہنا کرتی تھیں، انگلیوں میں کبھی سونے کی انگوٹھیاں بھی پہنتی تھیں گلے میں ایک یمنی ہار رہتا تھا جو سیاہ اور سفید مہروں سے تیار کیا گیا تھا (بخاری)

حضرت شمیسہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے آپ کو دوپٹہ پاجامہ اور کُرتہ پہنے ہوئے دیکھا، آپ کے بعض کپڑے کسم کے رنگ سے رنگے ہوئے تھے۔

دوسری روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ تہہ بند، دوپٹہ اور کرتہ کبھی سرخ، کبھی سیاہ کبھی کسم اور کبھی مورد کے پانی سے رنگ کر پہنا کرتی تھیں۔

مناقب وفضائل حضرت عائشہ رضؓ کے مناقب و فضائل کے لئے یہی کیا کم ہے کہ آپ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں ازواجِ مطہرات ہی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ — اے ازواج پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

آیت تخییر کے نزول کے وقت حضرت عائشہ رضؓ ہی نے سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا، اس موقعہ پر ہم چند مناقب حضرت عائشہ رضؓ کے اوراقِ حدیث سے نقل کرتے ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَاِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ — مردوں میں بہت سے کامل مرد گذرے لیکن عورتوں میں عمران کی بیٹی مریم رضؓ اور فرعون کی بیوی آسیہ رضؓ کے علاوہ کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی اور عائشہ رضؓ کو عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید (عربوں کا ایک خاص پسندیدہ کھانا) کو عام کھانوں پر۔

ابو سلمہ رضؓ سے بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ كِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ — اے عائشہ رضؓ! یہ جبریل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ جبریل پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں:

قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِيْئُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ — کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ کو خواب میں تین رات دکھائی گئیں ایک فرشتہ ایک بہت اچھے ریشمی کپڑے میں تم کو پیش

حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهٖ اِمْرَأَتُكَ — کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہے
فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ — جب میں نے کپڑا چہرے پر سے ہٹایا تو
فَاِذَا هِيَ اَنْتِ۔ — دیکھا وہ تم ہی تھیں۔

آپ کی عفت وعصمت اور پاکبازی کی شہادت خود قرآن میں مذکور ہے جو قیامت تک دنیا میں پڑھی جائے گی، حضرت عائشہ رض فرمایا کرتی تھیں کہ میں فخر کے طور پر نہیں بلکہ اظہار واقعہ کے طور پر کہتی ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ کو نو باتیں ایسی عطا فرمائی ہیں جو دنیا میں میرے سوا کسی کو نہیں مرحمت فرمائی گئیں:

۱۔ خواب میں فرشتہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری صورت پیش کی۔
۲۔ میں سات برس کی تھی کہ آپ نے مجھ سے نکاح کیا۔
۳۔ جب میرا سن نو سال کا ہوا تو رخصتی ہوئی۔
۴۔ میرے سوا اور کوئی کنواری بیوی آپ کی خدمت میں نہ تھی۔
۵۔ میرے ہی بستر پر وحی نازل ہوئی۔
۶۔ میں آپ کی محبوب ترین بیوی تھی۔
۷۔ میری شان میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں۔
۸۔ میں نے جبریل کو آنکھوں سے دیکھا۔
۹۔ آپؐ نے میری ہی آغوش میں سر رکھے ہوئے انتقال فرمایا۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت عائشہ رض فخریہ کہا کرتی تھیں کہ تمام بیویوں میں مجھ ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ میں لگایا (بخاری)

یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت عائشہ رض کے منہ سے نرم کی ہوئی مسواک کی تھی، حضرت عائشہ رض کے مناقب میں اس چیز کو بھی ایک عظیم الشان مقام حاصل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن ہی کے حجرے میں انتقال کے بعد دفن ہوئے۔

اقوال زریں

اس موقعہ پر حضرت عائشہ رضؓ کے چند اقوال امام غزالی رحؒ کی کتاب احیاء العلوم سے نقل کئے جاتے ہیں :۔

۱۔ سچ بولنا۔
۲۔ راستی (یعنی لوگوں کے ساتھ راستی کا برتاؤ)
۳۔ سائل کا سوال رد نہ کرنا۔
۴۔ احسان کا بدلہ احسان سے ادا کرنا۔
۵۔ صلہ رحمی کرنا۔
۶۔ امانت کی حفاظت کرنا۔
۷۔ ہمسایہ کے حق کی رعایت کرنا۔
۸۔ ہم صحبت کا پاس اور اس کی رعایت ملحوظ رکھنا۔
۹۔ مہمانوں کی خاطر و مدارات کرنا
۱۰۔ حیا کرنا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَاَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

مَروِیّاتِ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنہا

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے، ان کے مبارک واسطہ سے اُمّت مرحومہ کو دین کا بڑا حصّہ نصیب ہوا، صحابہ کرام کی ربانی جماعت کے وہ قابلِ فخر و ناز افراد جنھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی ارشادات و فرمودات اور آپ کے قدّوسی حرکات و سکنات کثرت سے نقل کئے ہیں ان میں ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ کا چھٹا نمبر ہے آپ رضؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں۔

کتاب کے اس آخری باب میں ان ہی مرویات سے چند کا انتخاب پیش کیا گیا ہے یہ جواہر پارے صدیقہ طاہرہ رضؓ کی جلالتِ شان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی خالص و بے پناہ محبت و الفت اور دین حنیف کے ساتھ بغایت ربط و وابستگی کے روشن دلائل ہیں۔

اس کے مطالعہ سے ایک ہلکا سا اندازہ اس بات کا بھی ہو سکے گا کہ حضرت عائشہ رضؓ کا دین قیّم کی تبلیغ و ترویج میں کتنا بلند اور اونچا مقام ہے۔ اس نہج سے آپ نے اسلام کی کتنی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے، اور ساتھ ہی ساتھ یہ حقیقت بھی واشگاف ہو کر سامنے آجائے گی کہ:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ	یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی
آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ (سورۃ الاحزاب)	باتیں اور عقلمندی کی (یعنی قرآن و سنت میں جو اللہ کے احکام اور دانائی کی باتیں ہیں انھیں سیکھو، یاد کرو اور دوسروں کو سکھاؤ)۔

کی جو اہم ذمہ داری اللہ رب العزت نے ازواج مطہرات پر ڈالی تھی اس کی ادائیگی میں حضرت عائشہ رضؓ نے کتنی محنت، دل سوزی اور لگن سے کام کیا اور آخر دم تک پورے حزم و احتیاط کے ساتھ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ایک ایک ادا کو کس طرح حرزِ جان بنا کر امت تک پہنچانے کی انھوں نے سعی فرمائی

اخلاص اور نیّت :

۱ ۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا ھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں مگر نیت اور جہاد باقی رہیں گے، جب تم کو جہاد کے لئے دعوت دی جائے تو چل کھڑے ہو (بخاری مسلم)

نوٹ : یعنی فتح مکہ کے بعد اب مکہ سے ہجرت نہیں رہی کیونکہ اب مکہ دارالاسلام ہو گیا۔

۲ ۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْزُوْ جَیْشٌ الْکَعْبَۃَ فَاِذَا کَانُوْا بِبَیْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ ۔ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ وَفِیْھِمْ اَسْوَاقُھُمْ وَمَنْ لَیْسَ مِنْھُمْ ؟ قَالَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کعبہ والوں سے لڑنے کے ارادہ سے ایک لشکر اس پر چڑھائی کرے گا، جب وہ لشکر ہموار زمین (بیداء مدینہ) پر پہنچے گا تو پہلے اور پچھلے لوگوں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا، فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیوں دھنسائے جائیں گے جو آنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور وہ جو اُن میں سے بھی نہیں تھے ؟ آپ نے فرمایا، لشکر اول و آخر زمین میں دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے دن ان کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا (بخاری و مسلم)

صبر :

۳ ۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَھَا اَنَّہٗ کَانَ عَذَابًا یَبْعَثُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ فَجَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ، فَلَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یَقَعُ فِی الطَّاعُوْنِ فَیَمْکُثُ فِیْ بَلَدِہٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَنْ یُّصِیْبَہٗ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اِلَّا کَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ الشَّھِیْدِ ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا وہ عذاب ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنوں کے حق میں رحمت بنا دیا، جب کسی بندے پر طاعون واقع ہوا اور وہ اپنے شہر میں اجر طلب کرتے ہوئے ٹھہرا رہے اور یہ سمجھ لے کہ اس کو کوئی مصیبت نہ پہنچے گی مگر جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دی تو اس کو شہادت کا درجہ ملے گا (بخاری)

اللہ کے راستے میں سعی و کوشش کرنا:

۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقُلْتُ لَهٗ، لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ: قَالَ اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے میں نے عرض کیا، آپ یہ کیوں کرتے ہیں، اللہ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، آپ نے فرمایا: "کیا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ شکر گذار بندہ بن جاؤں (بخاری و مسلم)

۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (رمضان کا آخری) عشرہ آتا تو رات بھر بیدار رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگا دیتے اور (عبادت الٰہی میں بہت) کوشش کرتے اور ازار (یعنی کمر ہمت) باندھ لیتے (بخاری و مسلم)

عمر کے آخری حصے میں زیادہ نیک عمل کی ترغیب:

۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی نماز ادا نہیں فرمائی مگر یہ کہ نماز میں آپ یہی فرماتے سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ـــــ "اے ہمارے پروردگار تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف

کرتے ہیں، اے اللہ ہم کو بخش دے۔ (بخاری و مسلم)

عبادت و اطاعت میں اعتدال:

۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ، مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ هٰذِهِ فُلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلٰوتِهَا قَالَ، مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ نے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ رض نے کہا یہ فلاں عورت ہے اور یہ بڑی نمازیں پڑھتی ہے، آپ نے فرمایا اتنا ہی کرو جتنی تم کو طاقت ہے، بیشک اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ، اللہ تعالیٰ کو وہی عبادت اور عمل زیادہ محبوب ہے جس پر کرنیوالا ہمیشگی اور مداومت کرے (بخاری و مسلم)

۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ

حضرت عائشہ رض بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی پر نیند کا غلبہ ہو اور وہ نماز میں ہو تو اس کو سو جانا چاہیئے یہاں تک کہ نیند اس سے چلی جائے، اس لئے کہ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے اور وہ اونگھتا ہو تو وہ نہیں جانتا کہ اپنی زبان سے کیا الفاظ ادا کر رہا ہے ممکن ہے وہ مغفرت طلب کر رہا ہو لیکن اس کی زبان سے بددعا نکل رہی ہو (بخاری و مسلم)

اعمال کی محافظت اور نباہ:

۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ اَوْ غَيْرِهٖ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز کسی درد یا تکلیف کی وجہ سے فوت ہو جاتی تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھتے تھے (مسلم)

بدعات کی ممانعت :

۱۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے ہمارے کام (یعنی دین) میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے ۔ (بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ ۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے

ظلم :

۱۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِیْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَہٗ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بالشت بھر زمین بھی غصب کی تو قیامت میں اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا (بخاری ومسلم)

مسلمانوں کی عزت اور اُن کے حقوق :

۱۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْیَانَکُمْ ؟ فَقَالَ نَعَمْ، قَالُوْا لٰکِنَّا وَاللہِ لَا نُقَبِّلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِکُ اِنْ کَانَ اللہُ نَزَعَ مِنْ قُلُوْبِکُمُ الرَّحْمَةَ

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ عرب کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کیا آپ اپنے بچوں کو پیار کرتے ہیں ! آپؐ نے فرمایا "ہاں" انھوں نے کہا خدا کی قسم ہم پیار نہیں کرتے ، آپؐ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے دلوں سے اپنی رحمت کھینچ لے تو میں کیا کر سکتا ہوں ۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۔ وَعَنْہَا رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ: نَہَاھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّھُمْ فَقَالُوْا، اِنَّکَ تُوَاصِلُ ؟ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ یَسْقِیْنِیْ ۔

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بطور شفقت ورحمت کے (وصال) پے درپے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ آپؐ بھی تو وصال (پے درپے روزے) رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، میں تمھاری طرح نہیں ہوں میں رات گذارتا ہوں تو مجھ کو میرا پروردگار کھلاتا اور پلاتا ہے (یعنی میرے اندر اس شخص کی طاقت پیدا فرمادیتا ہے جو کھاتا اور پیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

لوگوں کے درمیان مصالحت کرانا:

۱۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا، إِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی، اُن کی آوازیں تیز تھیں، ان میں سے ایک اپنے قرض کو کم کراتا تھا اور نرمی چاہتا تھا، اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم میں کم نہ کروں گا، آپؐ نکلے اور فرمایا کہاں ہے اللہ پر قسم کھانیوالا کہ میں نیکی نہ کروں گا، اس نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ، جو یہ چاہے وہ اس کے لیے ہے (بخاری ومسلم)

نوٹ: وہ سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ ہے کہ اس کے لیے آسانی کردی جائے انھوں نے فوراً قبول کرلیا۔ (بخاری ومسلم)

یتیم اور لڑکیوں کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا:

۱۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں جو کہ سوال کر رہی تھی، میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ اور کوئی

چیز نہیں نکلی تو میں نے وہ کھجور اس عورت کو دے دی، چنانچہ اس نے کھجور کو اپنی دونوں لڑکیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود اس سے کچھ نہیں کھایا، پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی، آپ نے فرمایا، جو کوئی ان لڑکیوں کے بارے میں آزمائش میں مبتلا ہو جائے پھر ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے نار جہنم سے آڑ اور پردہ ہو جائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيْضًا قَالَتْ جَاءَتْنِيْ مِسْكِيْنَةٌ تَحْمِلُ اِبْنَتَيْنِ لَهَا فَاَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا تَمْرَةً وَرَفَعَتْ اِلٰى فِيْهَا تَمْرَةً لِتَاكُلَهَا فَاسْتَطْعَمَتْهَا اِبْنَتَاهَا فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِيْ كَانَتْ تُرِيْدُ اَنْ تَاكُلَهَا بَيْنَهُمَا فَاَعْجَبَنِيْ شَاْنُهَا فَذَكَرْتُ الَّذِيْ صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ اَوْ اَعْتَقَهَا مِنَ النَّارِ۔

حضرت عائشہ رض بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی کہ دو لڑکیاں وہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے تھی، میں نے اس کو تین کھجوریں دے دیں تو اس عورت نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور اپنے منہ کی طرف اٹھائی کہ خود کھائے تو اس کی دونوں لڑکیوں نے وہ بھی مانگ لی، لہٰذا اس عورت نے اس کے دو ٹکڑے کر کے ان دونوں کے درمیان بانٹ دیئے، حضرت عائشہ رض بیان کرتی ہیں کہ مجھ کو اس کی یہ بات اچھی معلوم ہوئی، لہٰذا اس عورت نے جو کچھ کیا تھا اس کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی یا اس کو اس کے بدلے میں جہنم سے آزاد کر دیا۔ (مسلم)

پڑوسی کا حق :

۱۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔

حضرت ابن عمر رض اور حضرت عائشہ رض دونوں سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل مجھے برابر ہمسایہ کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں اس کو وارث نہ بنا دیں۔ (بخاری و مسلم)

نوٹ: یعنی کسی پڑوسی کا حق مرنے والے کے ترکہ میں بھی قائم نہ کر دیں۔

۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ؟ قَالَ: إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكَ بَابًا۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں میں کس کی طرف تحفہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو۔ (بخاری)

والدین کے ساتھ سلوک:

۱۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ، مَنْ وَّصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ عرش سے معلق ہے اور کہتا ہے جو مجھے جوڑے گا اللہ اس کو جوڑے گا اور جو مجھ کو کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا۔ (بخاری ومسلم)

بیوی اور دیگر اعزا کے ساتھ سلوک:

۲۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَمَا رَأَيْتُهَا قَطُّ وَلٰكِنْ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا إِمْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةَ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر رشک نہیں کیا سوا حضرت خدیجہ رض کے، میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا مگر آپ ان کا کثرت سے ذکر فرماتے تھے اور بسا اوقات بکری ذبح کرتے تو علٰحدہ علٰحدہ ٹکڑے کرتے اور پھر حضرت خدیجہ رض کی سہیلیوں کو بھیجتے تو میں اکثر آپ سے کہتی کہ کیا آپ کی اور کوئی بیوی نہیں سوائے حضرت خدیجہ رض کے تو آپ فرماتے وہ ایسی اور ایسی تھیں (یعنی ان کی تعریف فرماتے) اور فرماتے مجھے اللہ نے ان سے اولاد دی (بخاری ومسلم)

اللہ کی محبوبیت کی علامتیں اور اس کے اختیار کرنے کی ترغیب:

۲۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّةٍ فَکَانَ یَقْرَأُ لِاَصْحَابِہٖ فِیْ صَلَاتِھِمْ فَیَخْتِمُ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْہُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَصْنَعُ ذٰلِکَ؟ فَسَأَلُوْہُ فَقَالَ لِاَنَّھَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَأَ بِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْہُ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّہٗ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سریہ[ف] پر بھیجا، جب وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو ہر نماز کو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پر ختم کرتے تھے جب لوگ سریہ سے واپس ہوئے تو اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا اُن سے پوچھو ایسا کیوں کرتے تھے۔ جب اُن سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا اس میں رحمٰن کی صفت ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس کو پڑھا ہی کروں، آپ نے فرمایا ان کو خبر دو کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے (بخاری و مسلم)

خوفِ خدا:

۲۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا" فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِیْعًا یَنْظُرُ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ؟ قَالَ یَا عَائِشَةُ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یُّھِمَّھُمْ ذٰلِکَ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں اور ننگے بدن اور بے ختنہ جمع کئے جائیں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد و عورت سب ان میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے، آپؐ نے فرمایا معاملہ ایسا سخت ہوگا کہ کسی کو کسی کی فکر نہ ہوگی (بخاری و مسلم)

فقر و فاقہ:

۲۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ، تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا فِیْ بَیْتِیْ مِنْ شَیْءٍ یَاْکُلُہٗ ذُوْ کَبِدٍ اِلَّا شَطْرُ شَعِیْرٍ فِیْ رَفٍّ لِیْ فَاَکَلْتُ مِنْہُ حَتّٰی طَالَ عَلَیَّ

ف سریہ کا فرد لفظ وہ لڑائی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ رکھتے ہوں۔

فَكُلْتُهٗ فَفَنِيَ ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میرے گھر میں کوئی چیز نہ تھی کہ اس کو کوئی جاندار کھائے، سوا تھوڑے سے جَو کے جو دیوار گیری پر پڑے ہوئے تھے، میں اُن کو کھاتی رہی اور زیادہ دنوں تک کھاتی رہی مگر جب میں نے ان کو ناپا تو وہ ختم ہوگئے۔ (بخاری ومسلم)

فاقہ اور تنگی میں نفس کی خواہش چھوڑنے کی فضیلت:

۲۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے دو تین دن متواتر جَو کی روٹی سے شکم سیر نہیں ہوئے حتی کہ آپ کی وفات ہوگئی (بخاری ومسلم)

۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فِيْ ثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں رحلت فرما گئے کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جَو پر رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری ومسلم)

۲۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اُدُمٍ حَشْوُهٗ لِيْفٌ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے (بخاری)

جود وسخاوت:

۲۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا بَقِيَ مِنْهَا؟" قَالَتْ : مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا، قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ، انھوں نے ایک بکری ذبح کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ حصہ باقی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سوائے دست کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ

نے فرمایا اس دست کے سوا سب باقی ہے (ترمذی)

نوٹ: یعنی جو اللہ کے راستہ میں گیا وہی محفوظ ہے اور جو کھا گیا، وہ گیا۔

زیارت قبور:

۲۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے جب ان کی باری ہوتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں بقیع کی طرف تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ "اے مسلمان بستی والو! تم پر سلامتی ہو، تمہارے پاس وہ چیز آئے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے کل کو یعنی قیامت کے دن کو اور تم کو مہلت دی گئی ہے ایک مدت معین تک ہم بھی تم سے اگر اللہ نے چاہا ملنے والے ہیں اے اللہ! بقیع والوں کو بخش دے (مسلم)

احتیاط اور ورع:

۲۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ لِاَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: تَدْرِيْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ، وَمَا هُوَ؟ فَقَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ اِلَّا اَنِّيْ خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِيْ فَاَعْطَانِيْ لِذٰلِكَ هٰذَا الَّذِيْ اَكَلْتَ مِنْهُ فَاَدْخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهِ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ کا ایک غلام تھا، وہ اپنی کمائی سے کچھ حصہ حضرت ابوبکر رضؓ کے لئے نکالتا تھا، جس کو وہ کھاتے تھے، ایک دن کوئی چیز لایا، اور اس کو ان کے سامنے پیش کیا، حضرت ابوبکر رضؓ کھانے لگے، غلام نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے جاہلیت میں ایک آدمی کے لئے فال نکالی تھی،

اور میں فال نکالنا تو جانتا نہ تھا صرف دھوکا دیا تھا، اب وہ مجھے ملا اور مجھے یہی دیا جو آپ کھا رہے ہیں، حضرت ابوبکر رضؓ نے جو کھایا تھا ہاتھ ڈال کر سب قے سے نکال دیا (بخاری)

اچھے اخلاق :

۳۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ مومن اچھے اخلاق کے ذریعہ مسلسل روزہ رکھنے والے عابد کا درجہ پالیتا ہے۔ (ابوداؤد)

بردباری سنجیدگی اور نرمی کی فضیلت :

۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نرم ہے اور نرمی کو ہر کام میں پسند فرماتا ہے (بخاری و مسلم)

۳۲۔ وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَالَا يُعْطِي عَلٰى مَا سِوَاهُ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، اللہ تعالیٰ نرم ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے، اور جو نرمی پر عطا فرماتا ہے سختی پر اور اس کے علاوہ کسی چیز پر نہیں عطا فرماتا (مسلم)

۳۳۔ وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نکالی جاتی ہے اس کو عیب دار بناتی ہے (مسلم)

۳۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا، وَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا

اُنْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَھَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ اللّٰہُ تَعَالٰی (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی دو چیزوں میں اختیار نہیں دیا گیا، مگر یہ کہ آپؐ نے ان میں سے آسان چیز کو اختیار فرمایا، جب تک کہ وہ خلاف شرع نہ ہو، اور اگر وہ چیز خلافِ شرع ہوتی تو آپ لوگوں میں سب سے زیادہ اس سے دوری رکھنے والے ہوتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بے حرمتی ہوتی تو محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے انتقام لیتے (بخاری مسلم)

معافی اور جاہلوں سے اعراض :

۳۵۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ اَتٰی عَلَیْکَ یَوْمٌ کَانَ اَشَدَّ مِنْ یَوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِکِ وَکَانَ اَشَدَّ مَا لَقِیْتُہٗ مِنْھُمْ یَوْمَ الْعَقَبَۃِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَی ابْنِ عَبْدِ یَالِیْلَ بْنِ عَبْدِ کُلَالٍ فَلَمْ یُجِبْنِیْ اِلٰی مَا اَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَھْمُوْمٌ عَلٰی وَجْھِیْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ وَاِذَا اَنَا بِسَحَابَۃٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْھَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَنَادَانِیْ فَقَالَ، اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ لَکَ وَمَا رَدُّوْا عَلَیْکَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَیْکَ مَلَکَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَہٗ بِمَا شِئْتَ فِیْھِمْ فَنَادَانِیْ مَلَکُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ: یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ لَکَ وَاَنَا مَلَکُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِیْ رَبِّیْ اِلَیْکَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِکَ فَمَا شِئْتَ، اِنْ شِئْتَ اَطْبَقْتُ عَلَیْھِمُ الْاَخْشَبَیْنِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰہُ مِنْ اَصْلَابِھِمْ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ وَحْدَہٗ لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، کیا آپؐ پر اُحد کے دن سے زیادہ سخت کوئی دن گذرا ہے؟ آپؐ نے فرمایا مجھے تمہاری قوم سے بہت کچھ برداشت کرنا پڑا ہے، سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا، میں نے عبد یالیل بن عبد کلال کو دعوت اسلام دی، اس نے میری بات قبول نہیں کی، میں اپنے حال میں اس فکر اور رنج میں چلا جا رہا تھا، قرنِ ثعالب[۱] میں پہنچ کر

---

[۱] قرن ثعالب جگہ کا نام ہے

مجھے احساس ہوا کہ میں کہاں ہوں، سر اٹھایا تو ایک بادل تھا جو مجھ پر سایہ کئے ہوئے تھا میں نے جو نظر ڈالی تو اس میں جبریل نظر آئے، انھوں نے مجھے پکارا اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا فرمانا، سُنا اور آپ کی قوم کا جواب سُنا تو آپؐ کی طرف پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا، اب آپ جو چاہیں اسے حکم دیں، پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے پکارا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کا سوال سُنا اور آپ کی قوم کا جواب سُنا، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھے میرے پروردگار نے بھیجا ہے، اب آپ اپنے معاملہ میں جو چاہیں حکم دیں، اگر آپ کا ارشاد ہو تو میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس دُوں (جو مکہ کو گھیرے ہوئے ہیں) آپ نے فرمایا نہیں میں اُمید کرتا ہوں کہ ان کی پشت میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کریں گے اور اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے (بخاری و مسلم)

۳۶ - وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ عورت کو نہ غلام کو سوا اس کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں، اور آپؐ کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی تو آپؐ تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ نہ لیتے، مگر ہاں جب اللہ کی حرمتوں میں کوئی بے حرمتی کرتا تو آپؐ اللہ کے لئے بدلہ لیتے (مسلم)

دین کی بے حرمتی اور خلافِ شرع کام پر غضب و جلال:

۳۷ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهٗ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ وَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهِئُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے میں نے چبوترہ پر ایک پردہ چھوڑ رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں، آپ نے جب دیکھا تو اس

پردہ کی تصویر کو مٹا ڈالا اور آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا تھا، فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ کا عذاب قیامت کے دن ان لوگوں پر سخت ہوگا جو اللہ کی صفتِ خلق میں مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں (بخاری ومسلم)

۳۸ - وَعَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؛ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ: اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (متفق عليه)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا، قریش کو اس کی بڑی فکر ہوئی، انھوں نے کہا، اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرسکتا ہے، لوگوں نے کہا سوا اُسامہ رض کے کوئی اور جرأت نہیں کرسکتا، اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں حضرت اسامہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی، آپ نے فرمایا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو پھر آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا اگلی امتوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے، اور اگر رذیل کرتا تو اس پر حد قائم کرتے، اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ رض چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا (بخاری ومسلم)

رعایا کے ساتھ نرمی اور خیر خواہی کا حکم:

۳۹ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ - (رواه مسلم)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے میرے اس گھر میں فرماتے تھے کہ اے اللہ! جو میری اُمت کے کسی کام پر حاکم ہو اور اُن پر سختی کرے تو تو بھی اس پر

سختی کر اور جو میری امت کے کام پر حاکم ہو اور اُن سے نرمی سے پیش آئے تو تو بھی نرمی سے پیش آ۔ (مسلم)

سلطان اور قاضی کو اچھا اور نیک معاون کا انتخاب کرنا چاہیئے :

۴۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللهُ بِالْأَمِيْرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيْرَ صِدْقٍ إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ وَإِذَا أَرَادَ بِهِ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيْرَ سُوْءٍ إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی حاکم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اچھا اور دیانت دار وزیر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اس کو یاد دلائے اور اگر یاد ہو تو اس کی مدد کرے، اور جب کسی حاکم کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کو بُرا وزیر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو نہ یاد دلائے، اگر یاد ہو تو اس کی مدد نہ کرے (ابوداؤد)

رازداری :

۴۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَمْشِيْ مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا وَقَالَ : مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا : خَصَّكِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِيْنَ ؛ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛ قَالَتْ مَا كُنْتُ أُفْشِيْ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ : عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِيْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛ فَقَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْمَرَّةِ الْأُوْلَى فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَأَنَّهُ عَارَضَهُ الْآنَ مَرَّتَيْنِ وَإِنِّيْ لَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِيْ فَإِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ بُكَائِيَ الَّذِيْ رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى

جَزَعِیْ سَارَّنِیْ الثَّانِیَۃَ فَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ اَمَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ؟ فَضَحِکْتُ ضِحْکِیَ الَّذِیْ رَاَیْتِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے پاس بیٹھی تھیں اتنے میں فاطمہؓ آئیں، ان کی چال بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی، جب آپ نے اُن کو دیکھا تو خوش آمدید کہا اور فرمایا اے میری بیٹی! اچھا ہوا تم آگئیں، پھر آپ نے ان کو دائیں جانب بٹھا لیا اور چپکے سے ایک بات کہی تو وہ رونے لگیں اور بہت روئیں جب آپؐ نے ان کی گھبراہٹ دیکھی تو پھر چپکے سے ایک بات کہہ دی تو وہ ہنس پڑیں، میں نے فاطمہ رضؓ سے کہا کہ آپ کی سب بیویاں تھیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو بھید کے لئے مخصوص فرمایا اور تم روتی ہو پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو میں نے کہا تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ حضرت فاطمہ رضؓ نے کہا، بھلا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید ظاہر کر سکتی ہوں! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو میں نے ان کو اپنے حق کا واسطہ دلاتے ہوئے قسم دلائی کہ جو کچھ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تبلاؤ، حضرت فاطمہ رضؓ نے کہا ہاں! اب تبلاؤں گی، بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ چپکے سے بات کہی تھی وہ یہ تھی کہ "جبریل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ قرآن شریف دہراتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دہرایا اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات قریب ہے پس تم اللہ سے ڈرو اور صبر کرو، میں تمہارے لئے اچھا پیش رو ہوں"، یہ سن کر میں رونے لگی، جب آپؐ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو دوسری بات چپکے سے یہ کہی کہ کیا تم راضی ہو کہ اس امت کی عورتوں کی سردار بنو تو میں ہنس دی۔ (بخاری ومسلم)

صاف اور واضح طریقہ پر بات کرنی چاہیئے:

۴۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: کَانَ کَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلَامًا فَصْلًا یَفْھَمُہٗ کُلُّ مَنْ یَسْمَعُہٗ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات ٹھہر ٹھہر کر اور کھول کر بیان فرماتے تھے کہ جو سنتا تھا سمجھ لیتا تھا (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم:

۴۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا کوّا (حلق کی چھوٹی سی زبان جو لٹکی رہتی ہے) دکھائی دے بس آپؐ صرف مسکرا دیتے تھے (بخاری و مسلم)

اچھے کاموں میں داہنے ہاتھ کا استعمال:

۴۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ شَاْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں سیدھے جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، پاکی میں کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں (بخاری و مسلم)

۴۵۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہاتھ کو پاکیزگی اور کھانے وغیرہ میں اور بائیں ہاتھ کو پاخانہ اور ناک وغیرہ صاف کرنے میں استعمال کیا کرتے تھے۔

کھانے کے آداب:

۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ نَسِيَ اَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے، پھر اگر شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو اسے یہ کلمات کہنے چاہئیں بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ: یعنی اول اور آخر اللہ ہی کا نام ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

۴۷ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ طَعَامًا فِیْ سِتَّۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَجَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَاَکَلَہٗ بِلُقْمَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّہٗ لَوْ سَمّٰی لَکَفَاکُمْ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں سے چھ اشخاص کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا ، اور اس کھانے کو دو لقموں میں کھا گیا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ شخص بسم اللہ کہہ کر کھاتا تو یہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہو جاتا (ترمذی)

لباس کے بیان میں :

۴۸ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَلَاثَۃِ اَثْوَابٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّۃٍ مِّنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْہَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جس کے اندر قمیص اور عمامہ نہیں تھا (بخاری ومسلم)

۴۹ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاۃٍ وَّعَلَیْہِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لے گئے ، اور چادر پر اونٹ کے کجاوہ کی تصویریں تھیں (مسلم)

سلام کے بیان میں :

۵۰ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا جِبْرِیْلُ یَقْرَءُ عَلَیْکِ السَّلَامَ ، قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تم کو سلام کہہ رہے ہیں ، بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (بخاری)

سونے کے آداب :

۵۱ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ

اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَجِیْئَ الْمُؤَذِّنُ فَیُؤْذِنُہٗ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے پھر جب صبح صادق طلوع ہو جاتی تو دو خفیف رکعتیں پڑھتے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن آتا اور آپ کو جماعت کے تیار ہونے کا علم کراتا (بخاری و مسلم)

ملاقات کے آداب :

۵۲ ۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : قَدِمَ زَیْدُ بْنُ حَارِثَۃَ الْمَدِیْنَۃَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَتَاہُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجُرُّ ثَوْبَہٗ فَاعْتَنَقَہٗ وَقَبَّلَہٗ (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضؓ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں تشریف فرما تھے، آپؐ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے تشریف لے گئے آپؐ نے انھیں گلے لگایا اور پیار کیا (ترمذی)

مریض کے لئے کن الفاظ سے دعا کی جائے :

۵۳ ۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اشْتَکَی الْاِنْسَانُ الشَّیْءَ مِنْہُ اَوْ کَانَتْ بِہٖ قَرْحَۃٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِصْبَعِہٖ ھٰکَذَا وَوَضَعَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ الرَّاوِیُّ سَبَّابَتَہٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ رَفَعَہَا وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا یُشْفٰی بِہٖ سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی انسان کسی چیز کی شکایت کرتا یا اس کے جسم میں پھوڑا یا زخم ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کے ساتھ اس طرح کرتے اور سفیان بن عیینہ محدثؒ راوی حدیث نے اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر رکھا، پھر اس کو اٹھایا اور آپؐ کا طریقہ بتایا اور یہ دعا پڑھی بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا (آخر حدیث تک) برکت حاصل کرتا ہوں میں خدا کے نام سے، ہماری یہ زمین کی مٹی ہمارے بعض آدمیوں کے لعاب دہن سے آلودہ ہے ہمارے بیمار کو شفا

(سنت) دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے (سب سے بہتر ہیں۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا أَحَبُّ إِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا جَمِیْعًا — اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا وہ دونوں رکعتیں مجھے دنیا بھر سے محبوب ہیں۔

سنت کو ہلکا پڑھنا:

۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو ہلکی رکعتیں اذان اور اقامت کے درمیان صبح کی نماز کے وقت (سنت فجر کی) پڑھتے تھے (بخاری ومسلم)

صبح کی سنتوں کے بعد داہنی کروٹ لیٹنے کا استحباب:

۶۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْأَیْمَنِ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سنتیں پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے (بخاری)

ظہر کی سنتوں کا بیان:

۶۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ یَخْرُجُ فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ یَدْخُلُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَکَانَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ یَدْخُلُ بَیْتِیْ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَیَدْخُلُ بَیْتِیْ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت (سنت) پڑھتے تھے، پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر اندر تشریف لاتے پھر دو رکعتیں پڑھتے، اور آپؐ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے پھر میرے مکان میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے، اور اسی طرح آپؐ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور اس کے بعد میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے۔ (مسلم)

۶۵ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا لَمْ یُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ صَلَّاھُنَّ بَعْدَھَا (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ جب (کسی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعتیں نہ پڑھتے تو ان کو ظہر کی نماز کے بعد پڑھتے (ترمذی)

نماز وتر کی ترغیب و تاکید:

۶۶ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: مِنْ کُلِّ اللَّیْلِ قَدْ یُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ وَمِنْ اَوْسَطِہٖ وَمِنْ اٰخِرِہٖ وَانْتَھٰی وِتْرُہٗ اِلَی السَّحَرِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں، رات کے ابتدائی حصہ میں بھی، درمیان میں اور آخر شب میں بھی، اور آپؐ کے وتر سحر تک ختم ہوتے تھے (بخاری و مسلم)

۶۷ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ صَلٰوتَہٗ بِاللَّیْلِ وَھِیَ مُعْتَرِضَةٌ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاِذَا بَقِیَ الْوِتْرُ اَیْقَظَھَا فَاَوْتَرَ (رواہ مسلم) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَہٗ فَاِذَا بَقِیَ الْوِتْرُ قَالَ قُوْمِیْ فَاَوْتِرِیْ یَا عَائِشَةُ ۔

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز شب پڑھتے تھے اور وہ (یعنی عائشہ رضؓ) آپؐ کے سامنے لیٹی ہوئی تھیں ۔ جب وتر باقی رہ جاتے تو آپؐ حضرت عائشہ رضؓ کو بیدار کر دیتے اور وہ اٹھ کر وتر پڑھتی تھیں (اس کو امام مسلم نے ذکر کیا) اور مسلم ہی کی ایک روایت ہے کہ جب آپ کے وتر باقی رہ جاتے تو ارشاد فرماتے ، عائشہ رضؓ اٹھو، وتر پڑھو ۔

اشراق و چاشت کی نماز کی فضیلت کا بیان :

۶۸ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی اَرْبَعًا وَیَزِیْدُ مَا شَاءَ اللّٰہُ (مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ کی چار رکعت پڑھا کرتے تھے، اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا زیادہ پڑھ لیا کرتے (مسلم)

تہجد کی فضیلت اور اس کی ترغیب:

۶۹ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ، کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ حَتّٰی تَتَفَطَّرَ قَدَمَاہُ فَقُلْتُ لَہٗ لِمَ تَصْنَعُ ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللہِ وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز میں اس قدر کھڑے رہا کرتے تھے کہ آپؐ کے دونوں پاؤں پھٹ گئے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اگلی اور پچھلی لغزشیں (اگر بالفرض ہوں) سب ہی معاف کر دی ہیں، فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں (بخاری ومسلم)

۷۰ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً تَعْنِیْ فِی اللَّیْلِ یَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِکَ قَدْرَ مَا یَقْرَأُ اَحَدُکُمْ خَمْسِیْنَ اٰیَةً قَبْلَ اَنْ یَّرْفَعَ رَأْسَہٗ وَیَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَضْطَجِعُ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْمُنَادِیْ لِلصَّلٰوةِ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تہجد کی گیارہ رکعتیں پڑھتے اور اس نماز میں سجدہ اتنا لمبا کرتے جتنی دیر میں تم میں سے کوئی پچاس آیت پڑھے اپنے سر کو اٹھانے سے پہلے پہلے، اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے اس کے بعد اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن آپ کو نماز کی اطلاع کرنے کے لئے آتا (بخاری)

۷۱ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلٰثًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ عَیْنِیْ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں (تہجد میں) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پہلے آپ چار رکعت پڑھتے

تھے، سو یہ نہ پوچھو کہ وہ کیسی عمدہ اور کس قدر لمبی ہوتی تھیں، پھر چار اور پڑھتے تھے، سو یہ نہ پوچھو کہ وہ کیسی عمدہ اور کس قدر لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپؐ وتر پڑھنے سے قبل ہی سو جاتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہ رضؓ میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری ومسلم)

۲۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ اٰخِرَهٗ فَيُصَلِّيْ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں آرام فرماتے اور آخر حصہ میں اُٹھ بیٹھتے، پھر نماز پڑھتے (بخاری ومسلم)

۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ اُفْتَتِحَ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز (تہجد) کے لئے اٹھتے تو پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے (مسلم)

۴۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنْ وَجَعٍ اَوْ غَيْرِهٖ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب کسی تکلیف وغیرہ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز قضا ہو جاتی تو آپؐ دن میں بارہ رکعت پڑھتے (مسلم)

شب قدر کی فضیلت:

۵۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو (بخاری)

۶۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْيَا اللَّيْلَ كُلَّهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو تمام رات بیدار رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے اور (عبادت میں) خوب محنت اور کوشش کرتے (بخاری و مسلم)

۷۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ وَفِي عَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں (عبادت میں) وہ کوشش کرتے جو غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور اس کے آخری عشرہ میں وہ جدوجہد کرتے تھے جو غیر دنوں میں نہیں کرتے تھے (مسلم)

۷۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِي إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي (الترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ، اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ شب قدر کونسی ہے (یعنی شب قدر کا علم ہو جائے) تو اس میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا یہ کہو اَللّٰهُمَّ (آخر حدیث تک) اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے لہذا مجھے معاف فرما دے (ترمذی)

مسواک کی فضیلت:

۷۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپؐ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھتے سو اللہ آپؐ کو بیدار فرماتا، جب بھی رات میں بیدار کرتا آپؐ (اٹھ کر) مسواک کرتے اور وضو فرماتے اور پھر نماز پڑھتے (مسلم)

۸۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ (رواہ النسائی)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسواک منہ پاک کرنے والی

ہے منہ کے لئے اور پروردگار کی رضا مندی کا سامان ہے (نسائی)

۸۱ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ الرَّاوِيْ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ قَالَ وَكِيْعٌ وَهُوَ أَحَدُ رُوَاتِهِ انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرت (دین حنیفہ) سے ہیں، لبوں کے بال کتروانا اور داڑھی کا بڑھانا، اور مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، اور ناخنوں کا کتروانا اور انگلیوں کا جوڑ دھونا، اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زیر ناف بالوں کا مونڈنا، اور استنجا کرنا۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا، شاید کہ (وہ) کلی کرنا ہو، وکیع راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ کے معنی استنجا کرنے کے ہیں (مسلم)

روزے کے متفرق مسائل :

۸۲ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض اوقات صبح اس حالت میں ہو جاتی کہ آپ اپنے اہل کی وجہ سے جنابت سے ہوتے پھر غسل کرتے اور (حسب معمول) روزہ رکھتے (بخاری و مسلم)

۸۳ - عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتَا، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُوْمُ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رض اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قربت شب کی وجہ سے) جنابت کی حالت میں ہوتے نہ کہ احتلام کی وجہ سے اور پھر آپ (غسل کر کے) روزہ بھی رکھتے (بخاری و مسلم)

پیر اور جمعرات کے روزہ کی ترغیب :

۸۴ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ (رواه الترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے کا (بہت زیادہ) اہتمام فرمایا کرتے تھے (ترمذی)

اعتکاف کی ترغیب :

۸۵ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالٰى ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخر عشرہ میں برابر اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی اور آپ کی ازواج نے اعتکاف کیا (بخاری ومسلم)

حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت :

۸۶ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ ؟ فَقَالَ لٰكِنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جہاد کو تمام اعمال سے افضل پاتے ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے بہترین جہاد حج مبرور ہے۔

نوٹ: حج مبرور وہ ہے جس میں کسی قسم کی معصیت کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔

۸۷ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن اللہ تعالیٰ بندوں کو دوزخ سے آزاد نہیں کرتا (مسلم)

عورتوں کا جہاد :

۸۸ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ ؟ قَالَ نَعَمْ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ هُوَ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ (رواہ ابن ماجۃ)

حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، وہ جہاد جس میں قتال (لڑائی) نہیں ہے وہ حج اور عمرہ ہے۔

(رواہ ابن ماجۃ)

ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب :

۸۹ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدوں میں بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَكَ (آخر حدیث تک) تو پاک ہے اے اللہ! ہمارے پروردگار اور تیری ہی تعریف ہے اے اللہ! مجھے بخش دے۔

۹۰ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے (نوافل) کے رکوع اور سجدوں میں یہ پڑھا کرتے تھے سُبُّوْحٌ (آخر حدیث تک) (رواہ مسلم)

۹۱ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اِفْتَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا، سو میں نے آپ کو تلاش کیا، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ رکوع یا سجدہ کی حالت میں ہیں

ہیں اور یہ دعا پڑھ رہے ہیں سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اور ایک روایت میں مضمون اس طرح مذکور ہے (کہ میں نے آپؐ کو تلاش کیا) تو میرے ہاتھ آپؐ کے قدموں پر جا پڑے جب کہ آپؐ سجدہ میں تھے اور آپؐ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپؐ یہ کہہ رہے تھے اَللّٰھُمَّ (آخر حدیث تک) اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کے ذریعے تیرے غصہ سے اور تیری عافیت کے ذریعہ تیرے عذاب سے اور تیری رحمت کے ذریعہ تیرے قہر سے، میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہے جیسا تو نے خود اپنی تعریف کی (مسلم)

ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا:

۹۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

سوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے:

۹۳۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ نَفَثَ فِیْ یَدَیْہِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِھِمَا جَسَدَہٗ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے اور ان دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر پھیرتے (بخاری و مسلم)

دعاؤں کا بیان:

۹۴۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَیَدَعُ مَا سِوٰی ذٰلِکَ۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں سے جامع دعا کو پسند فرماتے تھے اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک کر دیا کرتے تھے۔ (رواہ ابوداؤد)

۹۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ (آخر حدیث تک) اے اللہ! میں تیرے ذریعے سے اس کام کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کیا اور اس کام کے شر سے جو میں نے نہیں کیا (مسلم)

۹۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوْا (رواہ ابن ماجۃ والبیہقی)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ (آخر حدیث تک) اے اللہ مجھے اپنے ان بندوں میں سے کر دے جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور ان سے جب کوئی غلطی اور برائی سرزد ہو جائے تو تیرے حضور میں استغفار کریں (ابن ماجہ بیہقی)

۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ (آخر حدیث تک) اے اللہ! میں تیرے ذریعے سے پناہ مانگتا ہوں آگ کے فتنہ سے اور آگ کے عذاب سے اور مالداری اور فقیری کی برائی سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ (ابوداؤد)

غیبت کی حرمت:

۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهُ اِنْسَانًا قَالَ وَمَا اُحِبُّ اِنِّيْ حَكَيْتُ اِنْسَانًا وَاَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا (رواہ ابوداؤد والترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو حضرت صفیہ رضؓ کے متعلق یہ چیزیں کافی ہیں (بعض راویان حدیث نے بیان کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضؓ

چھوٹے قد کی تھیں) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ملا دیا جائے تو اس پر غالب آجائے، حضرت عائشہ رض نے عرض کیا میں نے (تو) ایک آدمی کی حالت کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا میں اپنے سے کسی کی نقل کو پسند نہیں کرتا۔ اگرچہ میرے لئے (اتنا اتنا مال) ہو (ابوداؤد، ترمذی)

غیبت کی بعض جائز صورتیں۔

۹۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَ فُلَانًا یَعْرِفَانِ مِنْ دِیْنِنَا۔ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں فلاں اور فلاں آدمی کے بارے میں نہیں گمان کرتا کہ وہ ہمارے دین میں سے کسی چیز کو پہچانتے ہوں (بخاری)

قَالَ اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ اَحَدُ رُوَاةِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ ھٰذَانِ الرَّجُلَانِ کَانَا مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ۔ لیث بن سعد اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں آدمی منافقوں میں سے تھے۔

۱۰۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ. قَالَتْ ھِنْدٌ اِمْرَأَةُ اَبِیْ سُفْیَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ وَلَیْسَ یُعْطِیْنِیْ مَا یَکْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْہُ وَھُوَ لَا یَعْلَمُ. قَالَ خُذِیْ مَا یَکْفِیْکِ وَوَلَدَکِ بِالْمَعْرُوْفِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ ہندہ ابوسفیان کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ابوسفیان حریص آدمی ہیں اور وہ مجھے اتنا نہیں دیتے جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کر جائے مگر یہ کہ میں ان کے مال میں سے اُن کی لاعلمی میں لے لوں، آپ نے ارشاد فرمایا جو تم کو اور تمہاری اولاد کو کفایت کرے وہ تم بھلائی کے ساتھ لے لو (بخاری ومسلم)

کاہن اور نجومیوں کے پاس آنے کی ممانعت :

۱۰۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنَاسٌ عَنِ الْکُھَّانِ فَقَالَ لَیْسُوْا بِشَیْءٍ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھُمْ یُحَدِّثُوْنَا اَحْیَانًا بِشَیْءٍ فَیَکُوْنُ

حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهٖ فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ (متفق عليه)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہنوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کچھ نہیں ہیں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وہ ہم سے کچھ باتیں بیان کرتے ہیں جو واقعی صحیح ہوتی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک حق بات ہوتی ہے جو فرشتوں سے سُن کر) جن لے بھاگتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے، پھر وہ کاہن اس میں سَو اور زائد جھوٹ ملا دیتے ہیں (بخاری ومسلم)

۱۰۲۔ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهُ فَيُوْحِيْهِ إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ (بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے کہ فرشتے (احکام لے کر) فضا میں اُترتے ہیں جو آسمان میں نافذ کیا گیا، تو شیطان وہاں سے بات چراتا ہے اور اس کو سُنتا ہے پھر اس بات کو کاہنوں کے دل میں ڈال دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا دیتے ہیں (اور اس طرح ایک بات سچ اور باقی سب جھوٹ ہوتی ہیں)۔

پردہ، بستر، پتھر یا کپڑے پر تصویر بنانے کی ممانعت:

۱۰۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَلَمَّا رَآى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَوَّنَ وَجْهُهٗ وَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ قَالَتْ، فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے

تشریف لائے، اور میں نے اپنے ایک چبوترہ پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو دیکھا تو آپؐ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور فرمایا اے عائشہ رضؓ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے روز وہ لوگ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی نقلیں اتارنا چاہتے ہیں، حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد ہم نے اس کو پھاڑ ڈالا اور اس سے ایک یا دو تکیے بنا لئے (بخاری ومسلم)

۱۴۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَاعَةٍ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَاْتِهٖ قَالَتْ وَكَانَ بِيَدِهٖ عَصًا فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ فَقَالَ مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ بِهٖ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَجَاءَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدْتَّنِيْ فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَاْتِنِيْ فَقَالَ مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل امین نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کسی وقت (رات کو) حضورؐ کے پاس آئیں گے لیکن جب وہ وقت آیا تو جبریل علیہ السلام نہیں آئے، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضور رضؓ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی آپؐ نے اس کو (شدت تاثر کی بنا پر) پھینک دیا اور آپؐ فرمانے لگے اللہ اور اس کے رسول کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے تھے، پھر آپ نے نظر دوڑائی تو آپ کے تخت کے نیچے ایک کتا پڑا ہوا تھا، آپؐ نے دریافت کیا کہ یہ کتا کب آیا؟ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا خدا کی قسم مجھے علم نہیں ہے چنانچہ حضورؐ نے اس کو نکال دینے کا حکم دیا اور وہ نکال دیا گیا تو آپؐ کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے کہا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں تمہارے انتظار میں بیٹھا رہا اور تم نہیں آئے حضرت جبریل نے کہا کہ مجھ کو اس کتے نے آنے سے روک رکھا جو آپؐ کے مکان میں تھا، ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

❊

بے فائدہ قسموں پر کفارہ واجب نہیں :

۱۰۵۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ "لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ" فِیْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰہِ وَ بَلٰی وَاللّٰہِ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ ۔۔۔ الخ کہ "اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری بے فائدہ قسموں میں نہیں پکڑتا" انسان کے قول لَا وَاللّٰہِ (نہیں اللہ کی قسم) اور بَلٰی وَاللّٰہِ (ہاں خدا کی قسم) کے متعلق نازل ہوئی (بخاری)

نوٹ: عربوں کا دستور تھا کہ باتوں میں زور پیدا کرنے کے لئے ہر ایک بات پر "لَا وَاللّٰہِ" "بَلٰی وَاللّٰہِ" بولتے تھے، اس قسم کی قسموں کو یَمِیْنِ لَغْو کہتے ہیں، اس میں قانونِ خداوندی کی رُو سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

جب تیز ہوا چلے تو کیا کہنا چاہیے :

۱۰۶۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا عَصَفَتِ الرِّیْحُ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی تیز ہوا چلتی تو یہ دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ (آخر حدیث تک) اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی بھلائی جس کے لئے یہ بھیجی گئی ہے، اور میں تجھ سے اس ہوا کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس کی برائی سے جس کے لئے یہ ہوا بھیجی گئی ہے (مسلم)

نماز میں بغیر عذر کے دائیں بائیں دیکھنے کی کراہت :

۱۰۷۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ ھُوَ اخْتِلَاسٌ یَخْتَلِسُہُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَبْدِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں دائیں بائیں دیکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ درحقیقت شیطان کی جھپٹ ہوتی ہے جس کو شیطان بندہ کی نماز سے لے سکتا ہے (بخاری)

دو حالتوں میں نماز پڑھنے کی کراہت:

۱۰۸ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرما رہے تھے، کھانے کے موجود ہونے کے وقت نماز (کامل) نہیں ہوتی اور ایسے ہی دو خبیث چیزوں (بول و براز) کی حاجت کے وقت (مسلم)

نوٹ: امام نووی رحؒ نے فرمایا ہے کہ جب کھانا سامنے موجود ہو اور اس کی خواہش بھی ہو تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بہتر ہے کہ کھانا نماز ہو جائے لیکن نماز کھانا نہ بنے اور ایسے ہی بول و براز کے تقاضہ کے وقت نماز مکروہ ہے واللہ اعلم

صوم وصال کی ممانعت:

۱۰۹ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صومِ وصال سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

نوٹ: صوم وصال درمیان میں بغیر کھائے پیے ہوئے دو دن یا اس سے زائد دنوں تک روزہ رکھنا۔

فرشتہ، جن اور انسان کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟

۱۱۰ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ (مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں کو نور سے بنایا گیا اور جنوں کو بھڑکتی ہوئی آگ سے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کر دی گئی (یعنی مٹی)۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ بھی محبوب رکھتا ہے۔

۱۱۱ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ

لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ ۔ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ؟ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ ؛ قَالَ لَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهٖ وَجَنَّتِهٖ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهٖ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو محبوب رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا موت کو ناگوار سمجھنا؟ تو ہم میں سے ہر ایک موت کو ناگوار سمجھتا ہے، آپؐ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ مومن کو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت خوشنودی اور اس کی جنت کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے پس اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو پسند کرتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور ناراضگی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے (مسلم)

دفع بخار کا طریقہ:

۱۱۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخار دوزخ کی گرمی کی شدت کی مانند ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کیا کرو (بخاری و مسلم)

اگر نذر صحیح ہو تو پورا کرو ورنہ چھوڑ دو۔

۱۱۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهٖ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس بات کی نذر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے یہ نذر مانی کہ اللہ کی نافرمانی کرے تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔

مغفرت طلب کرنے کا بیان :

۱۱۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ مَوْتِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رحلت سے قبل یہ کلمات بکثرت فرماتے تھے سبحان اللہ (آخر حدیث تک) یعنی اللہ پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں (بخاری ومسلم)

فضائل ومناقب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب :

۱۱۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خُلُقُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ جُمْلَةِ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن پاک تھا، امام مسلم نے اس حدیث کو ایک مفصل حدیث کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔

۱۱۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ. اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مسلسل اور پے در پے گفتگو نہیں فرماتے تھے جس طرح تمہاری گفتگو مسلسل اور پے در پے ہوا کرتی ہے آپؐ گفتگو اس طرح کرتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا (آپؐ کے الفاظ کو) گننا چاہتا تو گن لیتا (بخاری ومسلم)

۱۱۷۔ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ (رواہ البخاری)

حضرت اسود رح (تابعی) سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ وہ اپنے گھر والوں

کی "مہنت" میں لگے رہتے تھے۔ "مہنت" سے حضرت عائشہ رضؓ کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے، اور جب نماز کا وقت آجاتا تو آپؐ نماز کے لئے نکل جاتے (پھر گھر والوں سے کوئی واسطہ نہ رکھتے) (بخاری)

۱۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ. مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو کام آتے تو ان میں سے آپ آسان کام کو اختیار فرماتے جب تک کہ وہ آسان کام گناہ کا موجب نہ ہوتا، اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ لوگوں میں ایسے کام سے سب سے زیادہ دور رہنے والوں میں سے ہوتے۔ اور آپؐ نے کسی معاملہ میں کبھی اپنے نفس کے لئے (کسی سے) بدلہ نہیں لیا مگر اس صورت میں جب کہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی بے حرمتی کی جاتی، تو آپ اللہ کے لئے انتقام لیا کرتے تھے (یعنی سزا دیتے تھے) (بخاری ومسلم)

۱۱۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَ يَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَ يَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے تھے اور آپؐ اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے، اور کہا عائشہ صدیقہ رضؓ نے کہ آپؐ آدمیوں میں سے ایک (بے مثال) آدمی تھے اپنے کپڑے کے جوں دیکھتے تھے اور اپنی بکری دوہ لیتے اور اپنا کام خود کرتے تھے (ترمذی)

۱۲۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَنِيْ مَلَكٌ وَاِنَّ حُجْزَتَهٗ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا

فَنَظَرْتُ اِلٰی جِبْرِیْلَ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَکَ۔ (رواہ فی شرح السنۃ)

حضرت عائشہ رضؓ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ ساتھ چلیں، میرے پاس ایک (ایسا) فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی، اُس نے کہا آپؐ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے اگر آپؐ چاہیں "نبی بندہ" بن کر رہیں (یعنی پیغمبری، فقر اور بندگی کے ساتھ قبول کریں) اور اگر چاہیں تو "نبی بادشاہ" بن کر رہیں (ان دونوں میں سے اللہ نے آپؐ کو اختیار دیا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے) جبریل کی طرف دیکھا تو انھوں نے (مشورہ کے طور پر) کہا کہ (یا رسول اللہ) اپنے نفس کو پست کیجئے (یعنی بندہ بن کر رہیئے) (شرح السنہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی:

۱۲۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ حَارِثَ بْنَ ہِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یَأْتِیْکَ الْوَحْیُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْیَانًا یَأْتِیْنِیْ مِثْلَ صَلْصَلَۃِ الْجَرَسِ وَھُوَ اَشَدُّ عَلَیَّ فَیُفْصِمُ عَنِّیْ وَقَدْ وَعَیْتُ عَنْہُ مَا قَالَ وَاَحْیَانًا یَتَمَثَّلُ لِیَ الْمَلَکُ رَجُلًا فَیُکَلِّمُنِیْ فَاَعِیْ مَا یَقُوْلُ۔ قَالَتْ عَائِشَۃُ وَلَقَدْ رَأَیْتُہٗ یَنْزِلُ عَلَیْہِ الْوَحْیُ فِی الْیَوْمِ الشَّدِیْدِ الْبَرْدِ فَیُفْصِمُ عَنْہُ وَاِنَّ جَبِیْنَہٗ لَیَتَفَصَّدُ عَرَقًا (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں حارث بن ہشام رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تو گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور اس قسم کی وحی مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے پس وہ مجھ سے موقوف ہو جاتی ہے اور میں اُسے یاد رکھتا ہوں، اور کبھی فرشتہ میرے لئے مرد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے یاد رکھتا ہوں، حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے شدید سردی کے دنوں میں آپ پر وحی اترتے دیکھی ہے جب وحی منقطع ہو جاتی (تو آپؐ کا یہ عالم ہوتا تھا کہ) آپؐ کی پیشانی پسینہ سے تر ہو جاتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ وفات:

۱۲۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمْرَضُ اِلَّا خُیِّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَکَانَ شَکْوَاہُ الَّذِیْ قُبِضَ اَخَذَتْہُ بُحَّۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَسَمِعْتُہٗ

يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ" فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی نبی مرض الموت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے) دنیا اور آخرت کے بارے میں اختیار دیا جاتا ہے، اور آپؐ اس بیماری میں مبتلا تھے جس میں آپؐ کی وفات واقع ہوئی، جب آپؐ آواز کی سختی میں مبتلا ہوئے تو میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا (اے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں شامل فرما) "جن پر تو نے انعام کیا پیغمبروں میں سے صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے" میں نے اس ارشاد سے سمجھ لیا کہ آپؐ کو بھی اختیار دیا گیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ، اُدْفِنُوْا فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگوں میں آپؐ کے (مقام) دفن کے بارے میں اختلاف ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس سلسلہ میں جو) کچھ سنا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے ہر نبی کی روح وہیں قبض فرمائی ہے جہاں وہ دفن ہونے کو پسند کرتے تھے (اس لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی استراحت کی جگہ پر دفن کرو (یعنی جہاں آپؐ نے انتقال فرمایا ہے) (ترمذی)۔

۱۲۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ اِنْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الموت میں فرماتے تھے، اے عائشہ! میں اس کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور اس وقت سے میرا یہ حال ہے کہ میری رگ جاں (اس زہر کے اثر) سے کٹی جا رہی ہے (ترمذی)

نوٹ: ایک مرتبہ خیبر میں ایک یہودیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے زہر کھلا دیا تھا۔

۱۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات نہ تو درہم چھوڑے نہ دینار، نہ بکری نہ اونٹ اور نہ (از قسم مال) کسی چیز کی آپؐ نے وصیت فرمائی (مسلم)

مناقب حضرت ابو بکر صدیق رضؓ:

۱۲۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جماعت میں ابو بکر رضؓ موجود ہوں اس کے لئے زیبا نہیں کہ ان کے سوا کوئی اور امامت کرے (ترمذی)

۱۲۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم (دوزخ کی) آگ سے آزاد کر دیئے گئے ہو اس کے بعد سے ابو بکر رضؓ کا لقب عتیق پڑ گیا (ترمذی)

مناقب ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما:

۱۲۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حِجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ حَسَنَةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ (رواہ رزین)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک چاندنی رات میں (جب کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس میری گود میں تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کسی شخص کی اتنی نیکیاں ہیں جتنے آسمان میں ستارے ہیں؟ فرمایا "ہاں" عمرؓ کی اتنی نیکیاں ہیں، میں نے عرض کیا کہ

ابوبکر رض کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا عمر رض کی تمام نیکیاں ابوبکر رض کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (رزین)

مناقب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

۱۲۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ اِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رض سے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تم کو ایک کرتہ پہنائے (یعنی خلعتِ خلافت) پس اگر لوگ زبردستی اس کو اتارنا چاہیں تو تم ان کے لیے اس کو نہ اتارنا (ترمذی، ابن ماجہ)

۱۳۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَجُلٍ يَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رض کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں (مسلم)

مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ:

۱۳۱۔ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا (الترمذی)

جُمیع بن عُمیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ رض کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے حضرت عائشہ رض سے دریافت کیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون محبوب تھا؟ فرمایا فاطمہ رض (سب سے زیادہ محبوب تھیں) اس کے بعد حضرت عائشہ رض سے دریافت کیا گیا کہ مردوں میں سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ فرمایا فاطمہ رض کے شوہر (یعنی حضرت علی رض) (ترمذی)

نوٹ: حضرت فاطمہ رض کی منقبت کے سلسلہ میں ایک حدیث ص ۱۲۹ پر "رازداری" کے عنوان سے گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مناقب اہل بیت کرام :

۱۳۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃً وَعَلَیْہِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَہٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ فَاَدْخَلَہَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے ، وہ فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپؐ (کے جسم اقدس) پر سیاہ بالوں کی ایک منقش کملی تھی ، پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آئے آپؐ نے اُن کو (اُسی) کملی میں داخل کر لیا ، پھر حضرت فاطمہ رضؓ آئیں آپ نے اُن کو بھی کملی میں لے لیا ، پھر حضرت علی رضؓ آئے آپؐ نے اُن کو بھی داخل کر لیا ، پھر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ (الآیۃ) اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم لوگوں سے گندگی کی باتیں دور کرے اے نبی کے گھر والو! اور پاک و ستھرا کر دے تم کو اچھی طرح (مسلم)

حضرت عائشہ کی ایک

جامع دُعا

۱۳۳۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَھَا ھٰذَا الدُّعَاءَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْہُ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ وَاَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ تَقْضِیْہِ لِیْ خَیْرًا "

(رواہ ابن ابی شیبۃ وابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے ، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تا ——— اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ من الخیر کلّہ
نے مجھے یہ جامع دعا تعلیم فرمائی: "
کل قَضَاءٍ تَقْضِیْہِ لِیْ خَیْرًا" یعنی اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر اور بھلائی
ہوں، دنیا کی خیر بھی اور آخرت کی خیر بھی۔ وہ خیر بھی مانگتی ہوں جس کو میں جانتی ہوں اور وہ
جس کو میں نہیں جانتی اور میں تیری پناہ چاہتی ہوں ہر قسم کے شر اور برائی سے دنیا کے بھی شر
اور آخرت کے بھی شر سے، اس شر سے بھی جس کو میں جانتی ہوں اور اس سے بھی جس کو
نہیں جانتی۔ اے اللہ! تیرے خاص بندے اور پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے
جس خیر کا بھی تجھ سے سوال کیا میں (بھی) تجھ سے اسی کا سوال کرتی ہوں اور جس جس شر سے
انھوں نے تیری پناہ چاہی اے اللہ! میں بھی اس شر سے تیری پناہ چاہتی ہوں اے اللہ!
میں تجھ سے جنت مانگتی ہوں اور اس قول وعمل کی توفیق کی طلب گار رہوں جو مجھے جنت سے
قریب کر دے اور میں تجھ سے دوزخ سے پناہ چاہتی ہوں اور ہر اس قول وعمل سے بھی پناہ مانگتی
ہوں، جو دوزخ سے قریب کرنے والا ہو، اور اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ جو فیصلہ
تو میرے حق میں فرمائے وہ میرے لیے خیر اور بھلائی کا باعث ہو۔

(ابن ابی شیبہ اور سنن ابن ماجہ)

نوٹ: اس دعا کو مرد بھی بغیر کسی تبدیلی کے پڑھ سکتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَنَاظِرِہٖ وَطَابِعِہٖ وَمَنْ سَعٰی فِیْہِ

ابو طاہر عبد الکریم خوشنویس مقام ڈاک خانہ ٹھٹھہ عالیہ (گجرات)

سلام

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

از مؤلف عفی لہ

السّلام اے نور چشم یار غار مصطفےٰ
السّلام اے باعث تسکین ختم الانبیا

السّلام اے وجہ تنزیل پیام کبریا
السّلام اے ظل لیس عکس نور والضحیٰ

السّلام اے رونق شمع شبستان وفا
السّلام اے منبع صدق وصفا فضل و عطا

السّلام اے ام عبد اللہ ام المومنین رضؓ
السّلام اے طاہرہ اے جان صدیق عائشہ رضؓ

السّلام اے شان مریم رضؓ آبروئے ہاجرہ رضؓ
السّلام اے روح عفت آرزوئے آسیہ رضؓ

السّلام اے شفقت بہتر ز مادر در جہاں
السّلام اے فضل تو برتر ز حاتم در سخا

اے مسلمانوں کی مادر تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام
تو نے پہنچایا رسول اللہ کا ہم تک پیام

تو نے سکھلائے زمانے کو وہ آداب حیات
جن سے تھے نا آشنا سب، کیا مقلد کیا امام

تو نے بتلائے رموز دین و اسرار کتاب
ہو گیا تجھ سے منور چہرۂ علم کلام

رد و استیصال بدعت میں ہے تو اپنی مثال
نشر و ترویج ہدایت میں تو حرف اختتام

تیرا طرز زندگی دنیا کو اب تک یاد ہے
سوکھی روٹی تین کپڑے اور ذکر صبح و شام

یہ نفیسؔ ناتواں فرزند ناکارہ ترا
دیر سے موجود ہے در پر ترے بہر سلام

✿

(مطبوعہ:- ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک کراچی)

حیاتِ صدیقہ رض
تصنیف و تالیف
علامہ حافظ قاری سید ودود الحی ندوی مدظلہ
ناشر
ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک
کراچی